قال الامام الاعظم کوالی الرسول علیہ وسلم
قال الرسول صلی اللہ

از تصانیف عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین عارف باللہ ولی اللہ شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید

مع رسالۂ وصیت نامہ

و رسالۂ انصاف

طبع اول شاہ جہان بار بوتی و تصحیح شیخ محمد عبد السلام و شیخ محمد عبد العزیز بر نہج نسخہ اصل بہ اہتمام کلاں

مطبع وفائی واقع محلہ کریمیہ

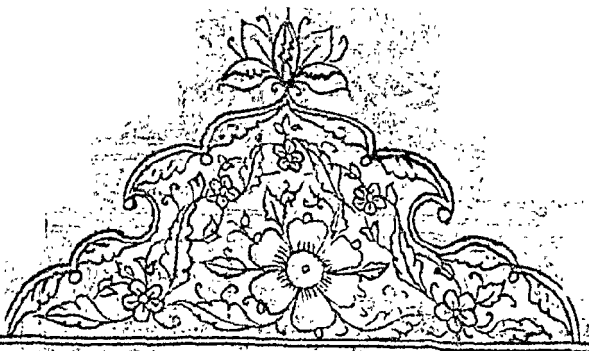

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہون ساتھ نام خدا بخشنے والے مہربان کے

الحمد لله الذي بعث سيدنا محمدا الى العرب والعجم

جمیع ستایش اوس اللہ کو ہے جس نے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب اور عجم کیطرف بھیجا نا کہ عربی اور عجمی

ليستضيئوا به في الظلمات وينال لسببه معالي المقامات

اوسکی سبب سے تاریکیون مین روشنی لین اور اوسکی سبب سے جو کہ بلند مقامون سے ہے

من كان من اهل عوالي الهمم واشهد ان لا اله الا الله

عالی مدارج حاصل کرے اور مین گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے

وحده وان محمدا عبده ورسوله الذي لا نبي

کوئی معبود نہین ہے اور یگانہ ہی اور ٹھیک محمد اوسکا بندہ اور اوسکا رسول ہے کہ اوسکی بعد

بعده صلى الله تعالى عليه واله وصحبه و

کوئی نبی نہین ہے درود اللہ کا اوپر اوسکے اور اوسکے آل اور اصحاب کے

بارك وسلم وبعد فيقول العبد الضعيف الملتقر الى

اور برکت اور سلام اوسکے بعد بندہ ضعیف اپنے

رحمۃ ربہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم صان اللہ تعالیٰ

رب کریم کی رحمت کا خواستگار ولی اللہ بن عبد الرحیم اللہ اسکو عیب لگانے والی صفت سے

عما شانہ واصلح بالہ ومقالہ وشانہ ھذا رسالۃ سمیتھا

بچاوے اور اسکا دل اور حال اور کار درست کرے کہتا ہے کہ یہ رسالہ ہے میں نے اسکا نام

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید حملنی علی تحریرھا

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید رکھا مجھکو اسکے لکھنے پر

سؤال بعض الاصحاب عن مسائل مھمۃ فی ذلک

بعضے اصحاب کے سوال نے ضروری مسائل سے جو اس باب میں ہے رغبت کیا

الباب باب فی بیان حقیقۃ الاجتہاد وشرطہ و

باب اجتہاد کی ماہیت اور شرط اور

اقسامہ حقیقۃ الاجتہاد علی ما یفھم من کلام العلماء

اقسام کے بیان میں اجتہاد کی ماہیت جو علماء رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتے ہے

استفراغ الجھد فی ادراک الاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ

کوشش کو احکام شرعی فرعی کے حاصل کرنے میں بذریعہ

عن ادلتھا التفصیلیۃ الراجعۃ کلیاتھا الی اربعۃ

دلائل تفصیلی کے جنکے کلیات کا انجام چار

اقسام الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس ویفھم

قسم کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کیطرف ذہن صرف کرنا

من ھذا انہ اعم من ان یکون استفراغا فی

اور اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد اس سے عام ہے کہ صرف کوشش

ادراک حکم ما سبق التکلم فیہ من العلماء السابقین

اسی مسئلہ کے حکم حاصل کرنے میں ہو کہ جسمیں علماء سابقین سے گفتگو ہو چکی ہے

اولا وافقهم فی ذلك او خالف ومن ان یکون ذلك باعانة

یا نہیں اسمین اول ان علماء سے موافق ہو یا مخالف اور اس سے عام ہے کہ وہ اجتہاد کسے کی اعانت سے ہو

البعض فی التنبیه علی صور المسائل والتنبیه علی ماخذ

صور مسائل کے تنبیہ مین اور بذریعہ تفصیلے دلائل کے

الاحکام من الادلة التفصیلیة او بغیر اعانة منه فایظن

ماخذ احکام کے تنبیہ مین یا اوسکی بلا اعانت ہو اب اوس شخص کے

فیمن کان موافقا لشیخه فی اکثر المسائل لکنه یعرف

حقین کہ اپنے شیخ سے اکثر مسائل مین موافق ہو برین

لکل حکم دلیلا ویطمئن قلبه بذلك الدلیل وهو علی

ہر ایک حکم کی دلیل جانتا ہے اور اسکا دل اوس دلیل پر مطمئن ہے اور وہ شخص اوس حکم یا دلیل سے

بصیرة من امره انه لیس بمجتهد ظن فاسد وکذلك

خوب ماہر ہے یہہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مجتہد نہین ہے یہ گمان خراب ہے اور ایسی ہی پہلے گمان پر اعتماد کرنے

مایظن من ان المجتهد لا یوجد فی هذه الازمنة اعتماد

یہہ گمان کرنا کہ اس زمانہ مین مجتہد نہین ہے مبنی ہے

علی الظن الاول بناء فاسد علی فاسد وشرط انه لابد له

فاسد کی فاسد پر اور اجتہاد کے شرط یہہ ہے کہ مجتہد کو ضرور ہے

ان یعرف من الکتاب والسنة ما یتعلق بالاحکام

کہ کتاب اور سنت مین سے وہ جانتا ہو کہ جو احکام سے متعلق ہین

وموارد الاجماع وشرائط القیاس وکیفیة النظر وعلم

اور اجماع کے موارد کو اور قیاس کی شروط کو اور نظر کی کیفیت کو

العربیة والناسخ والمنسوخ وحال الرواة ولا

اور علم عربی کو اور ناسخ اور منسوخ کو اور راویون کے حال کو اور

حاجة الى الكلام والفقه قال الغزالي انما يحصل الاجتهاد

کلام اور فقہ کی کچھ حاجت نہیں ہے غزالے کہتا ہے کہ ہماری زمانہ میں اجتہاد

في زماننا بممارسة الفقه وهي طريق تحصيل الدراية في

بجز فقہ کے جہاں پچھوڑے حاصل نہیں ہوتا اور اس زمانہ میں فہم کی تحصیل کا

هذا الزمان ولم يكن الطريق في زمن الصحابة رض

یہہ ہی طریقہ ہے اور یہہ طریقہ صحابہ رض کی زمانہ میں نہیں تھا

ذلك قلت هذا اشارة الى ان الاجتهاد المطلق المنتسب

میں یہ کہتا ہوں یہ اوپر اشارہ ہی کہ اجتہاد مطلق منتسب

لا يتم الا بمعرفة نصوص المجتهد المستقل وكذلك لابد

بدون معرفت مجتہد مستقل کے نصوص کے پورا نہیں ہوتا اور ایسی ہی مجتہد

للمستقل من معرفة كلام من مضى من الصحابة والتابعين

مستقل کو معرفت کلام گذشتگان یعنی صحابہ اور تابعین

وتبحر في ابواب الفقه وهذا الذي ذكرناه من شرط

اور تبحر تابعین کے ابواب فقہ میں ضرور چاہیے اور اجتہاد کی یہہ شرط ہے جو ہمنے بیان کی ہے

الاجتهاد مبسوط في كتب الاصول ولا بأس ان يورده

کتب اصول میں خوب مذکور ہے اور

كلام البغوي في هذا الموضع قال البغوي والمجتهد

اسمقام پر بغوی کے تقریر کو بیان کرنا

من جمع خمسة انواع من العلم علم كتاب الله

کچھ مضایقہ نہیں ہے بغوی کہتا ہے اور مجتہد وہ ہے جو پانچ قسم کے علم جمع کرے علم

عز وجل وعلم سنة رسول الله صلى الله

کتاب اللہ عزوجل کا اور علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

عليه وآله وسلم واقاويل علماء السلف من اجماعهم

حدیث اور علماء سلف کے اجماعی

واختلافهم وعلم اللغة وعلم القياس وهو طريق استنباط

اور اختلافے اقوال کا اور علم لغت کا اور علم قیاس کا اور وہ طریق ہے حکم کے استنباط کا

الحكم عن الكتاب والسنة اذ المراد بالكتاب هو صريحه في نص

کتاب اور سنت سے جبکہ اور اس حکم کو نص

كتاب او سنة او اجماع فيجب ان يتعلم من علم الكتاب

کتاب یا سنت یا اجماع صریح بتاوے پس اور سبب واجب ہے کہ علم کتاب میں سے

الناسخ والمنسوخ والمجمل والمفسر والخاص والعام والمحكم

ناسخ اور منسوخ کو اور مجمل اور مفسر کو اور خاص اور عام کو اور محکم

والمتشابه والكراهة والتحريم والاباحة والندب و

اور متشابہ کو اور کراہت اور حرمت اور اباحت اور مستحب اور

الوجوب ويعرف من السنة هذه الاشياء ويعرف منها

واجب کو جان لے اور سنت میں سے ان سب چیزوں کو جان لے اور سنت کی صحیح اور ضعیف کو

الصحيح والضعيف في المسند والمرسل ويعرف ترتيب السنة على الكتاب

اور مسند اور مرسل کو جان لے اور سنت کو کتاب پر

وترتيب الكتاب على السنة حتى لو وجد حديث لا يوافق ظاهر

مرتب کرنا اور کتاب کو سنت پر مرتب کرنا جان لے یہانتک کہ اگر کسی حدیث کو ایسا پاوے کہ اسکے ظاہر سے

الكتاب يهتدي الى وجه محمله فان السنة تبيان

کتاب کے معانی نہیں بنتے تو اوسکے مطابقت کی وجہ پاجاوی کیونکہ سنت

الكتاب ولا يخالفه وانما يجب معرفة ما ورد منها في

کتاب کا بیان ہوتی ہے اور مخالف نہیں ہوتی اور معرفت واجب اتنی ہی ہے کہ جو حدیثیں

احکام الشرع دون ما عداها من الفصص والاخبار و

احکام شرعی مین دارد ہوئی ہین اس سے علاوہ حکایات اور اخبار اور

المواعظ وکذلک یجب ان یعرف من علم اللغة ما اتی

مواعظ کے واجب نہین ہی اور اسی طرح علم لغت مین اتنا ہی واجب ہے

فی کتاب وسنة فی امور الاحکام دون الاحاطة

جو کتاب اور سنت کی اندر احکامی امور مین وارد ہوئی ہین تمام لغات عرب کا احاطہ

بجمیع لغات العرب وینبغی ان یتحرج فیها بحیث یقف

واجب نہین ہے اور مناسب یہ ہی کہ اسمین اتنی مشقت کرے

علی مرام کلام العرب فیما یدل علی المراد من اختلاف

کہ کلام عرب کی مقصود سے واقف ہوجاوی کہ مختلف محل اور مختلف احوال مین

المحال والاحوال لان الخطاب ورد بلسان العرب فمن

اس سے کیا مراد ہوتی ہے کیونکہ خطاب آیا ہی نوعربی زبان مین اور ہوا ہی پھر

لم یعرف لا یقف علی مراد الشارع ویعرف اقاویل الصحابة

جو شخص لغة کو نہین جانیگا تو شارع کے مراد سے واقف نہین ہوگا اور صحابہ

والتابعین فی الاحکام ومعظم فتاوی فقهاء الامة

اور تابعین کے اقوال کو جو احکام مین ہین اور امت کی فقہار کی بڑی بڑی فتاوی کو جان لے

حتی لا یقع حکمه مخالفا لاقوالهم فیکون فیه خرق

تاکہ اسکا حکم انکے اقوال کے برخلاف واقع نہو کیونکہ اسمین

الاجماع واذا عرف من کل من هذه الانواع معظمه

اجماع کا توڑنا ہے اور جب ان اقسام مین سے ہر ایک کے معظم کو جان لیا

فهو حینئذ مجتهد ولا یشترط معرفة جمیعها بحیث لا

تو اب یہ شخص مجتہد ہے اور تمام احکام کا جان لینا ایسا کہ اسمین سے کوئی امر

يشذ عنه شئ منها واذا لم يعرف نوعا من هذه

باقی نہ ہجای شرط نہیں ہے اور ان علوم میں سے اگر کسی ایک نوع کو بھی نہیں جانتا تو پھر اسکی راہ

الانواع فسبيله التقليد وان كان متبحرا في مذهب

تقلید ہی ہے اگرچہ افراد ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے مذہب کا متبحر جامع ہے ہو

واحد من احاد ائمة السلف فلا يجوز له تقلد القضاء

پس اسکو قاضی ہونا جائز نہیں ہے اور فتوی دینے کو امیدوار ہونا اور اگر اسنے یہہ علوم

ولا الترصد للفيا واذا جمع هذه العلوم وكان

جمع کر لیے اور ہوا ہو سن اور بدعات کا نام ال ہو

مجانبا للاهواء والبدع مدرعا بالورع محترزا

اور تقوی کا لباس پہنے ہوئے کبائر سے بچنے والا ہو

عن الكبائر غير مصر على الصغائر جاز له ان

صغائر پر اڑا ہوا نہو تو اسکو جائز ہے کہ قاضی ہو جاوے

يتقلد القضاء ويتصرف في الشرع بالاجتهاد

اور تصرف احکام میں اجتہاد اور

الفتوى ويجب على من لم يجمع هذه الشرائط

فتوی کے راہ سے تصرف کرے اور ایسی شخص کو کہ جسمیں

تقليده فيما يعن له من الحوادث انتهى كلام

یہہ شرطیں جمع نہیں ہیں اسکی تقلید اس حکم میں جو حوادث میں پیش آوی واجب ہے

البغوي وقد صرح الرافعي والنووي

بغوی کا کلام تمام ہوا اور رافعی اور نووی

وغيرهما ممن لا يحصى كثرة ان

وغیرہ نے جو بسبب کثرت کی شمار نہیں ہو سکتے تصریح کی ہے اور

وغیرھا ممن لا یحصی کثرۃ ان المجتھد المطلق الذی مر

وغیرہ نے جو بسبب کثرت کے شمار نہیں ہو سکتی تصریح کی ہے کہ مجتہد مطلق جسکے

تفسیرہ علی قسمین مستقل ومنتسب یظھر من کلامھم

تفسیر گذر چکی ہے دو قسم پر ہے مستقل اور منتسب اور علماء کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے

ان المستقل یمتاز عن غیرہ بثلاث خصال احدھا التصرف

کہ مجتہد مستقل غیر مستقل سے تین وصف میں ممتاز ہوتا ہے ایک تو ان اصول میں تصرف کرنا

فی الاصول التی علیھا بناء مجتھد اتہ وثانیتھا تتبع الایات و

کہ جسپر انکی اجتہادی مسائل کی بنا رہے اور دوسری آیات

الاحادیث والاثار لمعرفۃ الاحکام التی سیتی بالجواب

اور احادیث و آثار کے تلاش و اسطے معرفت اول احکام کے جن میں جواب

فیھا واختیار بعض الادلۃ المتعارضۃ علی بعض وبیان الراجح

پہلے ہو لیا ہے اور متعارض دلیلوں میں سے کسی کو کسی پر اختیار کر لینا اور اسکی احتمالی مضمون سے

من محتملاتہ والتنبیہ لما خذ الاحکام من تلک

راجح کا بیان کرنا اور ان دلائل میں سے احکام کے ماخذ پر

الادلۃ والذی نری واللہ اعلم ان ذلک ثلثا علم الشارع

تنبیہ کرنا اور ہم یوں سمجھتے ہیں واللہ اعلم کہ یہی شارع کے علم کا

رحمۃ اللہ علیہ والثالثۃ الکلام فی المسائل التی لم یسبق با

بڑا دعوی اور تیسرے ان مسائل میں کہ جنکا پہلے کچھ

لجواب فیھا اخذ کامن تلک الادلۃ والمنتسب من سلم اصول

جواب نہیں ہوا ان دلائل سے نکالکر بحث کرنی اور مجتہد منتسب وہ ہے

شیخہ واستعان بکلامہ کثیرا فی تتبع الادلۃ

جو اپنی مستقل کی اصول مان لے اور شیخ کے کلام سے دلائل کے تلاش میں

والتنبيه للماخذ وهو مع ذلك مستبقن بالاحكام

اور ماخذ کی تنبیہ مین اکثر امداد دیا کرے اور مع اسکے وہ احکام کو بذریعہ دلائل کے

من قبل ادلتها قادر على استنباط المسائل منها قل ذلك

یقینے جانتا ہو ادن دلائل سے مسائل کے استنباط پر قادر ہو اس کو ایسا حال قلیل ہو

منه او كثر وانما يشترط الامور المذكورة في

لو کثیر اور یہ امور مذکورہ مجتہد مطلق ہی مین شرط ہین

المجتهد المطلق واما الذي هو دونه في المرتبة فهو مجتهد

اور جو مجتہد کہ مرتبہ مین اوس سے کمتر ہو سو وہ

في المذهب وهو مقلد لامامه فيما ظهر فيه نصه

مجتہد فی المذہب اور وہ اپنے امام کا اون احکام مین جو نصاً ظاہر کر چکا ہے مقلد ہوتا ہے

لكنه يعرف قواعد امامه ومابنى عليه مذهبه فاذا

پر وہ اپنے امام کے قواعد اور جس پر اوس نے اپنے مذہب کی بنا رکھی ہے

وقعت حادثة لم يعرف لامامه فيها نصا اجتهد فيها

جانا کرتا ہے پس جس وقت ایسا حادثہ پیدا ہو جاوے جس مین اوسکے امام کی کچھ نص معلوم نہین ہوتی تو اوس امام کے مذہب کے مبنیٰ

على مذهبه وخرجها من اقواله وعلى منواله ودونه

کرتا ہے اور اسکو امام کے اقوال سے اور اسکی وضع پر نکالتا ہے اور اوس سے

في المرتبة مجتهد الفتيا وهو المتبحر في مذهب امامه

مرتبہ مین کمتر مجتہد الفتیا ہوتا ہے اور وہ اپنے امام کے مذہب کا متبحر

المتمكن من ترجيح قول على اخر وجه من وجوه الاصحاب على

اور ایک قول کو دوسرے پر اور اصحاب کے وجوہ مین سے ایک وجہ کو دوسری وجہ پر ترجیح دینے مین

اخر والله اعلم باب في بيان اختلاف المجتهدين اختلفوا في

قادر ہوتا ہے واللہ اعلم باب مجتہدون کے اختلاف کے بیان مین مجتہدین نے

تصويب المجتهدين في المسائل الفرعية التي لا قاطع فيها

صواب پر ہونے مین اون مسائل فرعی مین کہ اونمین حکم قطعی نہین ہے اختلاف کیا ہے

هل كل مجتهد فيها مصيب او المصيب فيها واحد وقال

آیا اون مسائل مین ہر ایک مجتہد صواب پر ہے یا اونمین ایک صواب پر ہے

بالاول الشيخ ابو الحسن الاشعري والقاضي ابو بكر وابو يوسف

راے اول کے لوشیخ ابو الحسن اشعری اور قاضی ابو بکر اور ابو یوسف

ومحمد بن الحسن وابن شريح ونقل عن جمهور المتكلمين

اور محمد بن الحسن اور ابن شریح قائل ہوئے ہین اور اشاعرہ کی جمہور متکلمین سے

من الاشاعرة والمعتزلة وفي كتاب الخراج لابي يوسف

اور معتزلہ سے منقول ہے اور ابو یوسف کی کتاب الخراج مین اس طرف

اشارات الى ذلك تقارب التصريح وبالثاني قال جمهور

ایسے اشارے ہین کہ تصریح کے قریب قریب ہین اور رای ثانی کے جمہور

الفقهاء ونقل عن الائمة الاربعة وقال ابن السمعاني في

فقہای قائل ہین اور چارون امام سے منقول ہے اور ابن السمعانی

القواطع انه ظاهر مذهب الشافعي قال البيضاوي في المنهاج

قواطع مین کہتا ہے کہ شافعی کا ظاہر مذہب یہی ہے بیضاوی منہاج مین کہتا ہے

اختلف في صواب المجتهدين بناء على الخلاف في ان لكل صورة

کہ مجتہدین کے صواب پر ہونیکا اختلاف اس خلاف پر مبنی ہے جو ہر ایک صورت کیواسطے

حكما معينا عليه دليل قطعي او ظني والمختار ما صح عن الشارع

ایک حکم معین ہے جسپر قطعی یا ظنی دلیل ہوا کرتی ہے اور مختار وہ ہے جو امام شافعی سے صحت کو پہنچا ہے

ان في حادثة حكما معينا عليه امارة من وجدها اصاب ومن

کہ حادثہ مین حکم معین ہوتا ہے اور اسپر نشانیان ہوتی ہین جسنے اونکو پالیا مصیب ہوا اور جسنے اونکو

فَقَدْهَا أَخْطَأَ وَلَمْ يَأْثَمْ لِأَنَّ الْاِجْتِهَادَ مَسْبُوقٌ بِالْأَدِلَّةِ لِأَنَّهُ

گم کیا چوک گیا اور گنہگار نہیں ہوا اس لیے کہ اجتہاد دلائل سے بعد ہی کیونکہ

طَلَبُهَا وَالدَّلَالَةُ مُتَأَخِّرَةٌ عَنِ الْحُكْمِ فَلَوْ تَحَقَّقَ الْاِجْتِهَادُ إِنْ جَمَعَ

اجتہاد دلائل کی تلاش ہوتی ہے اور دلالت حکم سے متاخر ہوتی ہے پھر اگر دونو اجتہاد جمع ہوں تو

النَّقِيضَانِ وَلِأَنَّهُ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ أَصَابَ فَلَهُ

اجتماع نقیضین ہو جاوے اور اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مجتہد مصیب ہوتا ہے اوسکے لیے

أَجْرَانِ وَمَنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ قِيلَ لَوْ تَعَيَّنَ الْحُكْمُ فَالْمُخَالِفُ

دو بدلہ اجر ہے اور جو چوک گیا اسکو اسکے اجتہاد کا ایک اجر ہے کیسا اچھا ہے اگر اجتہاد کا حکم متعین ہوتا ہے تو اسکی مخالف سے یعنے خطا کرنیوالے

لَهُ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَيَفْسُقُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ

نے حکم موافق نزال الٰہی کے نہیں دیا پھر وہ فاسق ہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور جو کوئی حکم نکرے

بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ قُلْنَا أُمِرْنَا بِالْحُكْمِ بِمَا ظَنَّا

اللہ کی اتاری ہوئی پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم ہم جواب دیتے ہیں کہ ہمارے اسکے

وَإِنْ أَخْطَأَ أَحْكَامُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قِيلَ لَوْ لَمْ يُصَوِّبِ الْجَمِيعَ

مظنون حکم کا ہے اگرچہ حکم منزل اللہ ہے چوک جاوی کوئی کہتا ہے اگر سب مجتہد مصیب نہ جاوین

لَمَا جَازَ نَصْبُ الْمُخَالِفِ وَقَدْ نَصَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ زَيْدًا قُلْنَا لَمْ يَجُزْ

تو مخالف کا منصوب کرنا جائز نہیں ہوگا اور حال یہ ہے کہ ابو بکر و عمر نے زید کو منصوب کیا ہے جواب دیتے ہیں

تَوْلِيَةُ الْمُبْطِلِ وَالْمُخْطِئِ لَيْسَ بِمُبْطِلٍ انْتَهَى كَلَامُ الْبَيْضَاوِيِّ قَوْلُهُ

مبطل کا والی کرنا جائز نہیں ہے اور مخطی مبطل نہیں ہوتا بیضاوی کا کلام تمام ہوا قولہ

لِكُلِّ صُورَةٍ حُكْمٌ الخ قُلْنَا حُكْمٌ عَلَى الْغَيْبِ بِلَا دَلِيلٍ قَوْلُهُ مَا صَحَّ

لکل صورۃ حکم آخر تک ہم کہتے ہیں غیب پر بلا دلیل حکم ہے قولہ

عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّ فِي الْحَادِثَةِ الخ قُلْنَا مَعْنَاهُ فِي كُلِّ حَادِثَةٍ

الصحیح عن الشافعی ان فی الحادثۃ آخر تک ہم کہتے ہیں انکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک حادثہ میں

قول هو الموافق بالاصول والقعد في طرق اجتهاده وعليه امارة

قول اصول کے موافق اور اسکے اجتہاد کے طریقون سے چلنا ہوتا ہے اور اسپر اجتہادی دلائل

ظاهرة من دلائل الاجتهاد من وجدها اصاب ومن فقدها

مین سے ظاہر نشانی ہوتی ہے جسنے اوس نشانی کو پالیا صواب پر پہنچا اور جسنے اسکو گم کیا

اخطأ ولم يأثم وذلك لانه نظر في اوائل الادلة بان

بیشک چوک گیا اور گنہگار نہین ہوتا اور یہ اسلیے کہ اسنے ادلہ کے اوائل مین بہہ نظر موجود ہے کہ

العالم اذا قال للعالم اخطأت فمعناه اخطأت المسلك السديد

ایک عالم اگر دوسرے عالم کو کہے کہ تو نے خطا کی تو اوسکے یہ معنی ہین کہ تو نے اس راہ محکم سے

الذي ينبغي للعلماء ان يسلكوه وبسط ذلك ومثله بامثال

کہ علماء کو اوسپر چلنا سزاوار ہے خطا کی اور اسکو بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور اسکی بہت مثالین لائے ہین

كثيرة او معناه اذا كان في المسئلة خبر الواحد فقد اصاب

یا اس کے یہ معنی ہین اگر مسئلہ مین خبر واحد ہوتی ہے تو جس نے اسکو پایا بیشک مصیب ہوا

من وجده واخطأ من فقده وهذا ايضا مبسوط في الكلام

اور جس نے گم کیا اوس نے خطا کی اسمین یہ بھی مفصل ہے

قوله لان الاجتهاد مسبوق الى اخره قلنا نعبدنا الله تعالى

قولہ لان الاجتہاد مسبوق الی اخرہ ہم کہتے ہین ہمارے لیے اللہ تعالے نے یہی عبادت ٹھہرائی ہے

بان نعمل ما يؤدي اليه اجتهادنا فنطلب الذي نعلم به

کہ ہم وہ عمل کرین جسطرف ہمارا اجتہاد پہنچاوے پس ہم اپنی اجمالی علم کو تلاش کرین

التحيط به تفصيلا قوله لاجتماع النقيضان قلنا هو كخصال

تاکہ اسکے ذریعہ سے تفصیلی علم حاصل کرلین قولہ لاجتماع النقیضان ہم کہتے ہین یہ

الكفارة كل واحد منها واجب لا بعينه واجب له من اصاب

جیسے کفارہ کی چیزین کہ وہ سب واجب ہین (لیکن) اور واجب نہین (ہین) قولہ من اصاب

فله اجران قلنا هذا علیکم لا لکم ولان الخطأ الذی یتوهم

فلہ اجران ہم کہتے ہیں یہ تمکو مضر ہے مفید نہیں اس لیے کہ جس خطا سے ثواب ملے

الاجر لا یکون معصیة فلا بد ان یکونوا حکما لله تعالی احدهما

وہ معصیت نہیں ہوگی سو ضرور ہے کہ وہ دو نو حکم اللہ کے ہی ہوں کہ انہیں سے ایکدو سرے سے

افضل من الاخر کالعزیمة والرخصة او هذا فی القضاء ولا بد

افضل ہے جیسے عزیمت اور رخصت یا یہ قضا میں ہے اور بالضرور

ان المتحقق فی الخارج اما قول المدعی او المنکر فقوله امر بالحکم

خارج میں یا تو مدعی کا قول ثابت ہوگا یا منکر کا قول تو اسکا امر بالحکم

بما ظن انا قلنا اعترافا بمقصودنا قوله والخطأ لیس بمبطل

یہ ظن ہم کہتے ہیں یہ مقصود کا اقرار ہے تو اسکا خطا لیس بمبطل

قلنا لما لم یکن مبطلا لم یکن مخالفا للحق لان کل مخالف

ہم کہتے ہیں جب خطا مبطل نہیں ہے تو حق کا مخالف بھی نہیں ہے اسلیے کہ حق کا مخالف

للحق مبطل وما ذا بعد الحق الا الضلال والحق انما نسب

تو مبطل ہی ہوتا ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا ہے اور حق یہ ہے کہ جو بات

الی الائمة الاربعة قول خرج من بعض تصریحاتهم

چاروں امام کیطرف منسوب ہے وہ قول انکے بعضے تصریحات سے نکالا ہوا ہے

ولیس نصا منهم وانه لا خلاف للامة فی تصویب المجتهد

اور ان کے بیان سے منصوص نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ امت کو مجتہدین کے مصیب ہونیمیں

فیما خیر فیه نصا او اجماعا کالقرات السبع وصیغ

جہاں کہ اختیار از روی نص یا اجماع کے ثابت ہی خلاف نہیں ہے جیسے ساتوں قراتیں اور دعاؤں کے

الاذعیة والوتر بسبع وتسع واحدی عشرة

کلمات اور وتر کے سات اور نو اور گیارہ رکعتیں

فكذالك لا ينبغي ان يخالفوا فيما خير فيه دلالة والحق ان

تو ایسی ہی سزاوار نہیں ہے کہ جہاں اختیار راز دی دلالت کی ثابت ہے خلاف کریں اور حق تو یہ ہے

الاختلاف اربعة اقسام احدها ما تعين فيه الحق قطعا

کہ اختلاف چار قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ کہ جسمیں حق یقینی متعین ہے

ويجب ان ينقض خلافه لانه باطل يقينا وثانيها ما تعين

اور واجب ہے کہ اوسکا خلاف توڑ دیا جاوے کیونکہ یقینا باطل ہے اور دوسری قسم یہ کہ اسمیں حق

فيه الحق بغالب الرأي وخلافه باطل ظنا وثالثها ما كان

باعتبار غالب رائے کے متعین ہو اور اسکا خلاف ظنی باطل ہوتا ہے اور تیسری قسم وہ کہ

كلا طرفي الخلاف مخيرا فيه بالقطع ورابعها ما كان كلا طرفي

خلاف کی دونو طرفین یقینی اختیار دی ہوئی ہوں اور چوتھی قسم وہ کہ

الخلاف مخيرا فيه بغالب الرأي وتفصيل ذلك انه ان كانت

خلاف کی دونو طرفین باعتبار غالب رائے کے اختیار دی ہوئی ہوں اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر

المسئلة مما ينقض فيها قضاء القاضي بان يكون فيها نص

مسئلہ اس قسم کا ہے جسمیں قضاء قاضی کا نقض لازم آتا ہے اس طور کہ اس مسئلہ میں

صحيح معروف من النبي صلى الله عليه وآله وسلم فكل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نص صحیح معروف موجود ہو پس جو

اجتهاد خلافه فهو باطل نعم ربما يعذر بجهل نصب صلى

اجتہاد اوس کے خلاف ہوگا سو وہ باطل ہوگا ہاں اتنا ہے کہ بسبب نادانستگی بعض

الله عليه وآله وسلم الى ان يبلغ وتقوم الحجة وان كان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معذور رکھا جاتا ہے جبتک کہ وہ نص پہنچے اور حجت قائم ہو اور

اجتهاد في معرفة واقعة قد وقعت ثم اشتبه

اگر اجتہاد کسی ایسے واقعہ کی دریافت کرنیمیں ہو کہ وہ ہو چکا ہے پھر اسکا حال مشتبہ ہو گیا ہے

الحال مثل موت زید وحیاتہ فلا جرم ان الحق واحد نعم

معلوم نہین رہا جیسے زید کے موت اور حیات سو بالضرور حق ایک ہی جانب ہوگا

ربما یعذر المخطی باجتہادہ وان کان الاجتہاد فی امر

ہان بعضے وقت اجتہاد کا مخطی معذور ہوتا ہے اور اگر اجتہاد ایسے باب مین ہو

فرض کالکلام فی المجتہد وکان الماخذان متقاربین و

کہ مجتہد کی اکثل بہ حوالہ ہوا ہے اور اوسکی دونو ماخذ باہم قریب قریب ہون اور

لیس واحد منہما بعید من الاذہان جدا اجیت بری

اون مین سے کوئی سا اذہان سے ایسا نہایت بعید ہو کہ اوس ماخذ والا

ان صاحبہ مقصر قد خرج من عرف الناس وعادتہم

تقصیر وار سمجھا جائے کہ بیشک لوگون کے محاورہ اور عادت سے باہر ہوگیا ہے

فالمجتہدان مصیبان مثل رجلین قیل لکل واحد

ایسی دونو مجتہد مصیب ہوتے ہین مثلاً کسی نے دو شخصون مین سے ہر ایک کو یہہ کہا

منہما اعط کل فقیر وجد درہما من مالی فقال کیف

کہ تجھکو جو فقیر ملے اوسکو میرے مال مین سے ایک درہم دیدیا کر اوس نے کہا کہ مین کیونکر

اعرف انہ فقیر قیل اذا اجتہدت فی تتبع قرائن الفقر

معلوم کرون کہ وہ فقیر ہے کہا جب تو قرائن کی تلاش مین کوشش کر چکا

ثم اتاک لتلک انہ فقیر فاعطہ فاختلفا فی رجل فقال

پھر تجھکو اطمینان ہوا کہ یہ فقیر ہے پس اوسکو دیدیا کر پس اون دونو شخصون نے ایک آدمی کی حال مین اختلاف کیا

احدہما ہو فقیر وقال الاخر لا والماخذان متقاربان

ایک نے کہا یہہ فقیر ہے اور دوسری نے کہا فقیر نہین ہے اور ماخذ دونون کے باہم ایسی قریب ہین

یسوغ الاخذ بہما فہما مصیبان لانہ ما اداہ الحکم الا علی

مَنْ تَقَرَّرَ فِي تَحْرِيرِهِ اَنَّهُ فَقِيرٌ وَقَدْ وَقَعَ فِي تَحْرِيرِهِ ذٰلِكَ

کہ جسکی ایکل مین وہ فقیر معلوم ہو اور بیشک اوس کے ایکل مین بلاظاہری قصور کے بھی ہو

مِنْ غَيْرِ تَقْصِيرٍ ظَاهِرٍ بِخِلَافِ مَا اِذَا اَعْطٰى تَاجِرٌ كَبِيرٌ

آیا کہ فقیر ہے برخلاف ایسی صورت کے کہ کسی بڑے سوداگر

لِخَدَمِهِ وَحَشَمِهِ فَاِنَّ الْقَائِلَ بِفَقْرِهٖ يُعَدُّ مُقَصِّرًا وَلَا يَسُوغُ

خدم حشم والی کو دیدی کیونکہ جو شخص ایسے سوداگر کو فقیر سمجھے وہ قصور والا گنا جاتا ہے ایسے

الْاَخْذُ بِالشُّبْهَةِ الَّتِي ذَهَبَ اِلَيْهَا هٰهُنَا مَقَامَانِ اَحَدُ

شبہ ہی سند لینا جدہر وہ گیا ہے جائز نہین ہے پس یہان دو مقام ہین ایک

هُمَا اَنَّهُ فَقِيرٌ فِي الْحَقِيقَةِ اَمْ لَا لِاَنَّ الشُّبْهَةَ اَنَّ الْحَقَّ فِيهِ

تو یہ کہ آیا وہ حقیقت مین فقیر ہے یا نہین اور بلاشبہ ایسمین تو حق ایک ہی بات ہے

وَاحِدٌ وَاَنَّ النَّقِيضَيْنِ لَا يَجْتَمِعَانِ وَالثَّانِي اَنَّ

اور بیشک دو نقیضین جمع نہین ہوتین اور دوسرا مقام یہہ ہے کہ جس نے

مَنْ اَعْطٰى غَيْرَ الْفَقِيرِ عَلٰى ظَنِّ فَقْرِهٖ هَلْ هُوَ مُطِيعٌ اَمْ لَا

تونگر کو اپنے گمان مین فقیر سمجھکر دیدیا آیا وہ حکم کا مطیع ہے یا نہین

وَالشُّبْهَةُ اَنَّهُ مُطِيعٌ لِعَدَمِ مُوَافَقَةِ ظَنِّهٖ لِلْحَقِيقَةِ قُلْ

اور بلاشبہ وہ مطیع ہے ہان جبکہ گمان حقیقت کے مطابق ہو گیا اور نہ

نَالَ حَظًّا وَاَفَرَ وَاِنْ كَانَ الْاِجْتِهَادُ فِي اخْتِيَارِ مَا خَيَّرَ

بڑا ہی کام کیا اور اگر اجتہاد اختیار دی ہوئی بات کے اختیار کرنے مین ہو

فِيهِ كَاَحْرُفِ الْقُرْاٰنِ وَصِيَغِ الْاَدْعِيَةِ وَكَذَا مَا فَعَلَهُ

جیسے قرآن کے حروف اور دعاؤن کے کلمات اور ایسی ہی

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى وُجُوهِ التَّسْهِيلِ عَلٰى

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی کئی وضع کے افعال امت پر سہولت کی واسطی

النّاس مع کونہا کلّہا حاویۃ لاصل المصلحۃ فالمجتہدان

باوجودیکہ وہ ہر ایک وضع اصل مصلحت کو حاوی ہے۔ سو ایسی دونو مجتہد

مصیبان وہذا کلّہ بین لا ینبغی لاحد ان یتوقف فیہ

مصیب ہونے مین پس یہ سب ظاہر ہے کہ سزاوار نہین ہے کہ اسمین توقف کرے

ومواضع الاختلاف بین الفقہاء ومعظمہا امور احدہا

اور فقہا مین اختلاف کی مواضع اور معظم مواضع کئے امر ہین

ان یکون واحد قد بلغہ الحدیث والآخر لم یبلغہ

ایک تو یہ ہے کہ حدیث ایک کو تو مل گئے اور دوسرے کو نہ پہنچے

والمصیب ہہنا متعین والثانی ان یکون عند کل

اس صورت مین مصیب معین ہے یعنی ایک دوسرا امر یہ ہے کہ ہر ایک کے پاس

واحد احادیث وآثار متخالفۃ وقد اجتہد فی تطبیق

حدیثین اور آثار آپسمین متخالف ہون اور اوسنے ایک کو ایک سے مطابق کرنے مین

بعضہا ببعض او ترجیح بعضہا علی بعض فادّی اجتہاد کل الی

اور ایک کو ایک پر ترجیح دینے مین اجتہاد کیا سو اُس کے اجتہاد نے

حکم فجاء اختلاف من ہذا القبیل والثالث ان یختلفوا

ایک حکم پیدا کیا پس اسطرح سے اختلاف واقع ہو گیا اور تیسرا امر یہ ہے

فی تفسیر الفاظ المستعملۃ وحدودہا الجامعۃ المانعۃ

کہ الفاظ مستعملہ کی تفسیر مین اور الفاظ جامع اور مانع حدود مین

او مع فقد ارکان الشیء وشروطہ من قبیل السہو والحذف

یا ایک شی کے ارکان اور شروط کی معرفت مین بطور سہو اور حذف

وتخریج المناط وصدقہا وصرفہا وصفا عاما علی ہذہ

اور سبب پیدا کرنے کی یا اسطور کی اشخاص صورت پر وہ مفہوم صادق آجاوے جو وصف عام سے

الصورة الخاصة او لانطباق الكلية على جزئياتها ونحو ذلك

موصوف ہورہا ہے یا اس طور کہ کلیہ اپنی جزئیات پر منطبق ہوجاوی اور کسی اور طور سے

فادى اجتهاد كل واحد الى مذهب والرابع ان يختلفوا

پھر ہر ایک کی اجتہاد سے ایک ایک مذہب ٹھہر جاوے اور چوتھی یہ امر ہے

في المسائل الاصولية ويتفرع عليه الاختلاف في الفروع

کہ فقہا اصول کے مسائل مین اختلاف کرین اور اس اختلاف پر فروع مین اختلاف ہوجاوی

والمجتهد ان في هذه الاقسام مصيبان اذا كان مأخذهما

ان اقسام مین دونو مجتہد مصیب ہوتے ہین جس صورت مین کہ اون دونو کا ماخذ

منقاربين بالمعنى الذي ذكرنا والحق ان المسائل المذكورة

ہماری معنے ذکر کیے گئے کے اعتبار سے ملتا جلتا ہو اور حق یہ ہے کہ کتب اصول کے

في كتب اصول الفقه على قسمين قسم هو من باب تتبع

مسائل مذکورہ دو قسم پر ہین ایک قسم تو باعتبار تلاش

لغة العرب كالخاص والعام والنص والظاهر ومثله

عرب لغت کے ہے جیسے خاص اور عام اور نص اور ظاہر اسکے مثال

كمثل قول البغوي هذا الاسم نكرة وذلك معرفة

جیسے بغوی کا قول ہے یہ اسم نکرہ ہے اور وہ معرفہ ہے

وهذا علم وذلك اسم جنس والفاعل مرفوع والمفعول

اور یہ علم ہے اور وہ اسم جنس ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اور مفعول

منصوب وليس في هذا القسم كثير اختلاف وقسم هو

منصوب ہوتا ہے اور اس قسم مین کچھ بہت اختلاف نہین ہے اور ایک قسم

من باب تقريب الذهن الى ما يفعله العاقل بسليقته

باعتبار ذہن پہنچانے کے اس بات پر جو عاقل لوگ اپنے سلیقہ سے کیا کرتے ہین

تفصیلہ انک اذا القیت الی عاقل کتابا عتیقا قد تغیر

اسکی تفصیل یہ ہی کہ تو نے اگر کسی عاقل کو ایک ایسی پرانے کتاب دی جسکی

بعض حروفہ وامرتہ بقراءتہ فانہ لابد اذا اشتبہ علیہ

بعض حروف بگڑ بگڑا گئے ہون اور اسکو یہ کہا پس وہ عاقل بیشک جب اسپر کوئی حرف اشکیگا

شیء یتتبع القرائن ویتحری الصواب وربما یختلف

تو قرائن تلاش اور صواب کے اکمل کریگا اور بعضی وقت ایسی جگہہ دو عاقل مختلف ہوجاتی ہین

العاقلان فی مثل ذلک واذا عن للعاقل طریقان کیف یتتبع

اور جب عاقل کو دو راہ پیش آتے ہین تو دلائل کو کیسا تلاش

الدلائل ویتفحص عن المصالح ویختار الارجح والاقل شرا

اور مصالح کو کیسا تفحص کرتا ہے اور ضرر کو اور جسمین نقصان کمتر ہو پسند کر لیتا ہے ایسی ہے

فکذلک الاوائل لما ورد علیہم احادیث مختلفۃ اجالوا

اوائل فقہا رہتے جب انکو مختلف حدیثین ملین تو انہون نے اپنی اپنی

قداح نظرہم فی ذلک وافضی اجتہادہم الی الحکم علی بعضہا

نظر کی نبرا دینمین لگائی خرچ کیے پہر اونکے اجتہاد کا یہہ انجام ہوا کہ کسی حدیث پر تو منسوخ ہونیکا

بالنسخ وتطبیق بعضہا ببعض وترجیح بعضہا علی بعض و

حکم لگایا اور کسی حدیث کو کسی سے مطابق کیا اور کسی حدیث کو کسی پر ترجیح دی اور

کذلک لما ورد علیہم مسائل لم یکن السلف تکلموا

ایسی ہی جب اونپر ایسے مسائل پیش آئے کہ سلف نے انمین کلام نہین کیا تہا

فیہا اخذوا النظیر بالنظیر واستنبطوا العلل وبالجملۃ

تو انہون نے ایک نظیر کو نظیر سے لیا اور انکی علتین نکالین اور خلاصہ یہ ہے

فکانت لہم صنائع اندفعوا الیہا بسلیقتہم المجبولۃ فیہم

کہ اونکی یہ ہی تدبیر ہے کہ اپنی اپنی پیدائشی سلیقہ سے اوسیطرف سہارا لیا

كما يندفع العاقل في أمر يعن له فاراد قوم ان يسردوا
جیسے عاقل اپنے امر پیش آمدہ مین مہار الیتا ہی پھر ایک قوم نے تو یہ ارادہ کیا کہ اپنی عمل درآمد کو
صنائعهم التي ذكروها مفصلة في كتبهم او اشاروا اليها
حدیث کی روایت مین جید کرین وہ عملدرآمد جسکو اپنی کتابون مین مفصل ذکر کیا ہے
في ضمن كلامهم او خرجت من مسائلهم وان
یا اپنی کلام کے ضمن مین اوس طرف اشارہ کیا ہے یا وہ صنائع اونکے مسائل مین سے نکالین اور
لم يبين كرروها وتلقت عقول الخلف اكثر صنائعهم
اگرچہ انہون نے اون صنائع کو ذکر نہین کیا اور پچھلون کی عقلون نے اونکے اکثر صنائع کو اس سلیقہ
بالقبول لما جبلوا عليه من السليقة ومثل ذلك
کے ذریعہ سے جسمین اسباب مین مخلوق ہوئی ہین مان لیا
ثم صارت امورا مسلمة فيما بينهم وعلى قياس ذلك
پھر وہ صنائع انکے اندر امور مسلمہ ٹھہر گئے اور اسی قیاس پر
لما اثر عنهم جهدهم في رواية الحديث ومعرفة الصحيح
جب وہ اپنی کوشش کو حدیث کی روایت مین اور صحیح حدیث کو سقیم سے
من السقيم والمستفيض من الغريب ومعرفة احوال
اور مستفیض کو غریب سے پہچانتے ہین اور باعتبار جرح اور
الرواية جرحا وتعديلا وكتابة كتب الحديث وتصحيحها
تعدیل کے راویون کے حالات کو معرفت مین اور کتب حدیث کے لکھنے اور صحیح کرنے مین خوب صرف
جرحوا
جهدوا في تلك الميادين بسليقة تامة المخلوقة في عقولهم
کر چکے تو وہ اپنے سلیقہ کے زور سے جو اونکی عقلون مین پیدا کیا گیا تھا اول ہی میدان مین
ثم جاء قوم آخرون وجعلوا صنائعهم تلك كليات
مین چلی پھر اور لوگ آئے اور انہون نے اونکی وہ ہی صنائع یعنے امور مسلمہ کو قاعدے کلیہ

مدونة وههنا فائدة جليلة هي ان من شرط العمل

مدونہ بنائی اور یہان بڑا عمدہ فائدہ ہے کہ ایسی ایسی مقدمات

بمثل هذه المقدمات الكلية ان لا يكون الصورت

کلیہ پر عمل کرنے کے شرط یہ ہے کہ وہ خاص جزئے صورت

الجزئية التي يقع فيها الكلام مما سبق الى العقلاء فيها

جسمین بحث ہو رہی ہے اوسی قسم کے نہو کہ عقلا کو اس مین

خلاف حكم الكليات لانه كثيرا ما يكون هناك قرائن خاصة

کلیات کے حکم کے خلاف حاصل ہو چکی ہو کیونکہ ایسا بہت اتفاق ہوتا ہے کہ وہان خاص قرینے ایسی ہوتے ہین کہ اول کے برخلاف کلیات حکم پیدا ہو جاتا ہے اور جدل کی حقیقت یہ ہوتی

تفيد غير حكم الكليات واصل الجدل هو

اتباع الكليات في اثبات حكم قد قضى العقل الصريح بخلافه

ہے کہ کلیات کے پیروی اور ایسے حکم کا ثابت کرنا کہ عقل صرف

بخصوص المقام كما اذا رايت حجرا وايقنت انه حجر

خصوصیت مقام کی وجہ سے اوس حکم کے برخلاف حکم دی جیسے تو نی ایک پتھر دیکھا اور یقین

فجاء الجدلي فقال الشيء انما يعرف باللون

کر لیا کہ یہ پتھر ہے پھر ایک جدلے آیا اور کہا کہ شے رنگ اور شکل وغیرہ سے

والشكل ونحوها وهذه الصورة قد تشابه الاشياء

معلوم ہوتے ہے اور یہ صورت اس شکل اور رنگ مین اور اشیا سے بیشک ملی ہوئی ہے

فيها فنقض ذلك اليقين بامر كلي ولا يعلم المسكين

پھر وہ یقین اس امر کلی سے ٹوٹ گیا اور بیچارہ یہ معلوم نہوا

ان اليقين الحاصل في هذه الصورة الخاصة اكبر

کہ اس صورت خاص کا وہ یقین جو حاصل ہو چکا ہے کلیات کی پیروی سے بہت بڑا ہے

مِنْ اتِّبَاعِ الْكُلِّيَّاتِ فَإِيَّاكَ أَنْ يَغُرَّكَ أَقْوَالُهُمْ عَنْ صَرِيحِ

سو بچتے رہنا مبادا کہ تجھکو اونکے ایسے اقوال صریح

السُّنَّةِ وَالْاِخْتِلَافُ فِي هٰذَا الْقِسْمِ رَاجِعٌ إِلَى التَّحَرِّي

سنت سے ڈگا دین اور اس قسم مین اختلاف کا انجام اٹکل اور دے

وَسُكُونِ الْقَلْبِ بِالْجُمْلَةِ الْاِخْتِلَافُ فِي أَكْثَرِ أُصُولِ

اطمینان کیطرف ہی اور خلاصہ یہ ہے کہ اکثر اصول فقہ مین اختلاف

الْفِقْهِ رَاجِعٌ إِلَى التَّحَرِّي وَاطْمِينَانِ الْقَلْبِ بِمُشَاهَدَةِ

قرائن کے دیکھنے سے اٹکل اور دلی اطمینان کیطرف رجوع

الْقَرَائِنِ وَقَدْ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کرنا ہے اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

إِلَى أَنَّ التَّكْلِيفَ رَاجِعٌ إِلَى مَا يُؤَدِّي إِلَيْهِ التَّحَرِّي فِي

اپنی کلام سے کئی مواضع مین یہ اشارہ فرمایا ہے کہ تکلیف ادہر رجوع کرتی ہے جدہر

مَوَاضِعَ مِنْ كَلَامِهِ مِنْهَا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اٹکل بتادے اون مواضع مین سے یہ حدیث تمہارا

فِطْرُكُمْ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمَ تُضَحُّونَ قَالَ الْخَطَّابِيُّ

افطار اوسی دن ہے جبدن افطار کرو اور تمہارے قربانی اسیدن ہے جبدن قربانی کرو

مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ الْخَطَأَ مَوْضُوعٌ عَنِ النَّاسِ فِيمَا كَانَ

خطابی کہتا ہے حدیث کے یہ معنے ہین کہ اجتہاد کے راہ مین لوگون کی خطا معاف ہے

سَبِيلُهُ الْاِجْتِهَادُ فَلَوْ أَنَّ قَوْمًا اجْتَهَدُوا فَلَمْ يَرَوُا الْهِلَالَ

پس اگر ایک قوم نے محنت سے ڈھونڈا اور

إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثِينَ فَلَمْ يُفْطِرُوا حَتَّى اسْتَوْفَوُا الْعِدَّةَ

ہلال نہ دیکھا مگر بعد تیس دن کے اونہون نے افطار کیا یہانتک کہ مہینہ کی گنتی پوری کرلے

ثم ثبت عندهم ان الشهر كان تسعا وعشرين

پھر ان کو ثابت ہوا مہینا انتیس دن کا تھا

فان صومهم وفطرهم ماض ولا شئ عليهم من وزر

تو بے شک انکا روزہ اور افطار صحیح ہی اور انپر گناہ اور سزا

او عتب وكذلك في الحج اذا اخطؤا يوم عرفة فانه لا يضر

نہین ہے اور ایسی ہی حج مین اگر انہون نے یوم عرفہ مین خطا کی تو ان پر جرمانے

عليهم اعادته ويجزئهم اضحاهم ذلك وانما هذا

قضا نہین ہے اور انکو وہی قربانی کافی ہے یہ اللہ سبحانہ تعالے

تخفيف من الله سبحانه ورفق بعباده ومنها قوله الحاكم

کیطرف سے تخفیف اور اپنے بندون پہ آسانی ہے اور ایک

اذا اجتهد فاصاب فله اجران واذا اجتهد

موضع یہہ حدیث ہی کہ حکم دینیوالا اگر اجتہاد کرے اور صواب پر پہنچ جاوی تو اسکیواسطے دو

فاخطأ فله اجر وكل من استقرء نصوص الشارع و

اجر ہی اور اگر اجتہاد کرے اور چوک جاوی تو اسکیواسطے ایک اجر ہے اور شخص شارع کی نصوص اور فتاوی کو

فتاواه يحصل عنده قاعدة كلية ويرى ان الشارع

خوب تلاش کریگا تو اسکو کلیہ قاعدہ مل جاوے گا کہ بے شک شارع

قد ضبط انواع البر من الوضوء والغسل والصلوة

نے عمدہ اقسام وضوء اور غسل اور نماز

والزكوة والصوم والحج وغيرها اجمعت الملل

اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ جسپر مذاہب متفق ہین اس

عليه بالخاء الضبط فشرع لها اركانا وشروطا وآدابا

طرح ضبط کر دیے ہین پس اوسکے لیے رکن اور شرطین اور آداب مقرر کر دیے ہین

وَوَضَعَ طَمَامِكْرُوهَاتٍ وَمُفْسِدَاتٍ وَجَوَائِزَ وَأَشْبَعَ

اور اُن کیواسطے مکروہات اور مفسدات اور جائز امور مقرر کردیئے ہین اور

الْقَوْلَ فِي هٰذَا حَقَّ الْإِشْبَاعِ ثُمَّ لَمْ يَبْحَثْ عَنْ تِلْكَ

اسمین کہنے کا حق خوب ادا کردیا ہے پھر اون ارکان وغیرہ سے

الْأَرْكَانِ وَغَيْرِهَا بِحَدٍّ وَجَامِعَةٍ مَانِعَةٍ كَثِيرٍ

بطور تعریف جامع اور مانع کے خوب بحث نہین کے

بَحْثٍ وَكُلَّمَا سُئِلَ عَنْ أَحْكَامِ جُزْئِيَّةٍ تَتَعَلَّقُ بِتِلْكَ

ہے اور جب کسی جزئے احکام سے جو کہ اون

الْأَرْكَانِ وَالشُّرُوطِ وَغَيْرِهَا أَحَالَهَا عَلَى مَا يَفْهَمُونَ

ارکان اور شروط وغیرہ سے متعلق ہین پوچھتا تو اسکو اون کے

فِي نُفُوسِهِمْ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْمُسْتَعْمَلَةِ وَ

ذہنے سمجھ پر جو الفاظ مستعمل سے سمجھتے ہین حوالہ کردیتے ہین اور

أَرْشَدَهُمْ إِلَى رَدِّ الْجُزْئِيَّاتِ نَحْوَ الْكُلِّيَّاتِ

یہہ بتادیتے کہ جزئیات کو کلیات سے منطبق کرلین

وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ اللّٰهُمَّ إِلَّا فِي مَسَائِلَ قَلِيلَةٍ

اور اتنے پر کبھی نہ بڑھاتے یا اسکے مگر کمتر مسائل مین

لِأَسْبَابٍ طَارِئَةٍ مِنْ لَجَاجَةِ الْقَوْمِ وَنَحْوِهِ فَشَرَعَ

عارضی اسباب کیوجہ سے کہ قوم کا اصرار کرنا وغیرہ پس وضو

غَسْلَ الْأَعْضَاءِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْوُضُوءِ ثُمَّ لَمْ يَجِدِ الْغَسْلَ

مین چارون اعضاء کا دھونا مشروع کیا پھر دھونے کے کوئی

بِحَدٍّ جَامِعٍ مَانِعٍ يُعْرَفُ بِهِ أَنَّ الدَّلْكَ دَاخِلٌ فِي حَقِيقَتِهِ

جامع مانع حد نہین مقرر کے جس سے معلوم ہو کہ اعضو کی مالش وضو کی حقیقت مین داخل ہے

أمرٌ أو أنّ إصابة الماء داخلة فيها أمرٌ أو لم يقيّم الماء

یا نہیں اور پانے کا بہانا حقیقت میں داخل ہے یا نہیں اور پانی کے

إلى مطلق ومقيّد ولم يبين أحكام البير والغدير

اقسام مطلق اور مقید مقرر نہیں کیے اور کوئی اور تالاب وغیرہ

ونحوهما وهذه المسائل كلها كثيرة الوقوع لا

کے احکام نہیں بیان کیے اور یہ تمام مسائل بہت پیش آنیوالے ہیں

يتصوّر عدم وقوعها في زمانه صلى الله عليه و

بہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں پیش

آله وسلم ولما سأله السائل في قصة بير بضاعة

نہیں آئے اور جب آپ سے سائل نے بیر بضاعۃ کا حال

وحديث القلتين لم يزد على الردّ إلى ما يفهمونه من

اور قلتین کے حدیث پوچھے تو اپنے کچھ طول کلام نہیں کے آسی پر حوالہ کیا کہ جو مضمون لفظ

اللفظ ويعتادونه فيما بينهم ولهذا المعنى قال سفيان

سے وہ سمجھتے ہیں اور آپسمیں عادت کر رکھے ہیں اور اس وجہ سے سفیان ثوری نے جا

الثوري ما وجدنا في أمر الماء إلا سعة ولما سألته امرأة

کہا ہے کہ پانے کے حق میں توسیع ہی پائے ہے اور جب حضرت سے

عن الثوب يصيبه دم الحيضة لم يزد على أن قال

ایک عورت نے خون حیض سے بھرے ہوئے کپڑے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ

حتّيه ثم اقرصيه ثم انضحيه ثم صلي فيه فلم يأت

اسکو کھرچ ڈال پھر ملڈال پھر دھو ڈال پھر اوس سے نماز پڑھے سو جو وہ چاہئے تھے

بأكثر مما عندهم وأمر باستقبال القبلة ولم يعلّمنا

اُس سے زیادہ نہ فرمایا اور استقبال قبلہ کا امر فرمایا اور ہمکو قبلہ کے

طَرِيقَ مَعْرِفَةِ الْقِبْلَةِ وَقَدْ كَانَتِ الصَّحَابَةُ يُسَافِرُونَ

معرفت کا طریق تعلیم نہیں کیا اور بیشک صحابہ سفر کیا کرتے تھے اور

وَيَجْتَهِدُونَ فِي أَمْرِ الْقِبْلَةِ وَكَانَتْ لَهُمْ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ

قبلہ کے جہت سے اجتہاد کرتے تھے اور انکو طریق اجتہاد کے

إِلَى مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الِاجْتِهَادِ فَهَذَا كُلُّهُ لِتَفْوِيضِهِ مِثْلُ

معرفت کے نہایت حاجت تھی پھر سب اس لیے تھا کہ حضرت کیطرف سے ایسے امور

ذَلِكَ إِلَى آرَائِهِمْ وَهَكَذَا أَكْثَرُ فَتَاوَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

اونکی رای پر حوالہ اور اسیطور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اکثر فتاوی

آلِهِ وَسَلَّمَ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى مُنْصِفٍ لَبِيبٍ وَقَدْ

چنانچہ منصف دانا پر پوشیدہ نہیں ہے اور بے شک

فَهِمْنَا مِنْ تَتَبُّعِ أَحْكَامِهِ أَنَّهُ رَاعَى فِي تَرْكِ التَّعَمُّقِ وَعَدَمِ

حضرت کی احکام کے پیروی سے ہمنے سمجھ لیا ہے کہ حضرت صلعم نے جہان بین کے جو کرنہیں اور

الْإِكْثَارِ مِنْ وُجُوهِ الضَّبْطِ مَصْلَحَةً عَظِيمَةً وَهِيَ أَنَّ

وجوہ ضبط کے کہنے بحث میں بڑی مصلحت کے رعایت کے ہے اور مصلحت یہ ہے

هَذِهِ الْمَسَائِلَ تَرْجِعُ إِلَى حَقَائِقَ تُسْتَعْمَلُ فِي الْعُرْفِ

کہ ان مسائل کا مآل ایسے حقایق کیطرف ہے کہ عرف میں مجملاً

عَلَى إِجْمَالِهَا وَلَا يُعْرَفُ حَدُّهَا الْجَامِعُ الْمَانِعُ إِلَّا بِعُسْرٍ

مستعمل ہوتے ہیں اور ان حقایق کے جامع اور مانع حدود مشاورت بغیر معلوم نہیں ہوتے

وَرُبَّمَا يَحْتَاجُ عِنْدَ إِقَامَةِ الْحَدِّ إِلَى التَّمْيِيزِ بَيْنَ الْمُتَشَكِّلَيْنِ

اور بسا اوقات حد قائم کرتے ہوئے دو متشکل کے تمیز کے لیے

بِأَحْكَامٍ وَضَوَابِطَ يَحْرُجُونَ بِإِقَامَتِهَا ثُمَّ إِنْ ضَبَطْتَ وَ

ایسے احکام اور ضابطوں کے حاجت پڑتی ہے کہ اونکے قائم کرنیسے حرج میں پڑتے ہیں پھر جب تو انکو

ضبط کرے اور

فسرت لا يمكن تفسيرها الا بحقائق مثلها وهلم جرا
اور اونکی تفسیر کرے تو اونکی تفسیر بدون دیسے ہے حقائق کے ممکن نہیں ہے اور اسیطرح کہی جا

فيتسلسل الامر ويقف في بعض ما هنالك الى التفويض
پھر اوسمین تسلسل پیدا ہوتا ہے یا بعضے جگہہ مبتلے ہو کے

على رأي المبتلى به والحقائق الاخر ليست باحق
رای پر حوالہ کرنا پڑتا ہے اور دوسرے درجہ کے حقایق ہین رای مبتلا ہو کر

من الاولى في التفويض الى المبتلين فلاجل هذه
حوالہ کرنے مین پہلے حقایق سے کچھہ اولے تر نہین ہے سوای مصلحت کے

المصلحة فوض الحقائق اول مرة الى رائهم ولم يشدد فيما
واسطے حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پہلے پہل ہے حقایق کو اون کے رے پر حوالہ کیا اور

يختلفون حين كان الاختلاف في امر فوض اليهم و
خلافی امور ہین جب کہ اختلاف امر مفوض ہین واقع ہو کچھہ تشدد نہین کیا

له في ذلك مساغ فلم يعنف على عمرو بن العاص فيه
اور حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ جائز تہا سو عمر ابن العاص پر انہین کہ وہ اس

فهم من قوله تعالى ولا تقتلوا انفسكم الى انتهلكة
آیت سے سمجھ ڈالو اپنے تئہین طرف ہلاکت کے

من جواز التيمم للجنب اذا خاف على نفسه من البرد ولم
جنب کے لیے تیمم کا جواز سمجھا اگر سردی سے اپنی جان کا خوف ہو کچھہ سخت کہری

يعنف على عمر بن الخطاب فيما فهم من قوله او لامستم
نہین کیے اور عمر ابن الخطاب رضی پر انہین کہ وہ اس آیتہ کے معنون سے یا چھوئے ہو تم

النساء انه في لمس المرأة لا الجنابة فبقيت مسئلة الجنب
عورتون کو یہ سمجھے کہ یہ حکم عورت کے چھونے مین ہے جنابت مین نہین اور جنب کا مسئلہ

غیر مذکورۃ فینبغی ان لا یتیمم الجنب اصلا اخرج
یہان مذکور نہین کچھ سخت گیری نہین کی اب جانا ہی کہ جنب ہرگز تیمم نکرے نسائی
النسائی عن طارق ان رجلا اجنب فلم یصل فاتی النبی
نے طارق سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو جنابت عارض ہوئی سو اوس نے نماز
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فذکر ذلک لہ
نہ پڑہی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور یہ ذکر کیا
فقال اصبت فاجنب رجل فتیمم وصلی فاتاہ فقال
آپنے فرمایا اچھا کیا اور ایک اور شخص کو جنابت ہوئی اوس نے تیمم کر کر نماز پڑہ لی وہ بہی حاضر ہوا
نحو ما قال للاخر یعنی اصبت انتہی ولم یعنف علی احد
آپنی وہی فرمایا یعنے اچھا کیا تمام ہوا اور کسی پر اون صحابہ مین سے
ممن اخر صلوۃ العصر او ادائها فی وقتها حین کانوا جمیعا
جس نے وقت سے نماز بدیر ادا کے یا عین وقت پر پڑہی جب کہ وہ سب
علی تاویل من قولہ لا تصلوا العصر الا فی بنی قریظۃ
اسحدیث کے تاویل پر تھے کہ تم نماز نہ پڑہنا مگر بنے قریظہ
وبالجملۃ فمن احاط بجوانب الکلام علم انہ
مین جاکر سخت گیری نہین کے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کلام کے پہلو کو خوب جانتا ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوض الامر فی ذلک
وہ جانیگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ان حقایق کا حال جو عرف
الحقائق المستعملۃ فی العرف علی اجمالها وکذا
مین مجملا مستعمل ہین اور ایسی ہے ایک کو ایک سے مطابق کرنا اون کے
فی تطبیق بعضها ببعض الی افهامهم ونظیر لا تفویض
سمجہ پر تفویض فرمایا ہے اور اس کی نظیر فقہا کا

الفقہاء کثیرا من الاحکام الی تحری المبتلیٰ بہ وعادتہ

اکثر احکام کو مبتلے بہ کی تحقیق اور عادت پر حوالہ کر دینا سوا ان کے نزدیک

فلا عنف علی احد من المختلفین عندھم ونظیرہ ایضا

دونوں خلاف کرنیوالوں میں سے کسی پر کچھ گرفت نہیں ہے اور اسکی بھی نظیر ہے

ما اجمعت الامۃ من الاجتہاد فی القبلۃ وعند الغیم

کہ امت کا اس اجتہاد پر اجماع ہو چکا ہے کہ ابر کے دن جہت قبلہ اکثر سوچ کر لیں اور

وترک العنف علی واحد فیما ادی تحریہ الیہ ونظیر

کسی پر اوسکی اکثر نے جو ہر تجویز کیا گرفت نہیں کے اور

ھذہ المصلحۃ ما ذکرہ اھل المناظرۃ من الاصطلام

اس مصلحت کی نظیر یہ ہے کہ اہل مناظرہ نے جو اصطلاح دلائل

علی ترک البحث عن مقدمات الدلائل

کے مقدمات سے بحث ترک کرنے پر ذکر کیا ہے تاکہ بحث

لئلا یلزم انتشار البحث فمن عرف ھذہ المسئلۃ

کے تفریق لازم نہ آجاوی پس جو شخص کہ اس مسئلہ کو کما حقہ جانتا ہے

کما ھو علم ان اکثر صور الاجتہاد یکون الحق فیھا

وہ یہ جانیگا کہ اجتہاد کے اکثر صورت میں حق الامر اختلاف کی دونوں

دائر اجانبی الاختلاف وان فی الامر سعۃ وان

جانب میں دائر ہوتا ہے اور یہ جان لیگا کہ حکم میں گنجایش ہے اور ایک

لیس علی شیء واحد والجزم بنفی المخالف لیس کذلک

پہنچے پر اڑ جانا اور مخالف کی نفی کا یقین کر لینا بچھ نہیں ہے

وان الاستنباط حد ودھا ان کان من باب التقریب

اور اوسکے حدود کا استنباط اگر وہ استنباط اس قسم کا ہے کہ ذہن اوسے قریب کرتا ہے

الذهن الی ما یفهمه کل احد من اهل اللسان

اوس محاورہ کیطرف جسکو زبان دان ہر ایک سمجھتا ہے تو وہ علم کے

فاعانه علی العلم وان کان بعیدا من الاذهان

اعانت ہوتے ہے اور اگر چہ بہر استنباط ذہنوں سے بعید ہے

وتمییز المشکل بمقدمات مخترعة فحسی ان

اور اختراعی مقدمات کے ذریعہ سے مشکل کے تمیز کرنے سے تو لیا اوتا ہے

تکون شرعا جدیدا وان الصحیح ما قاله الامام عز الدین

تو کا شرع ہو جاتی ہے اور بیشک صحیح وہ ہے ہے جو امام عز الدین

الدین بن عبد السلام وقد افلح من بما اجمعوا

بن عبد السلام نے کہا ہے اور بیشک خوب ہی کہ جس نے وہی اختیار کیا

علی وجوبه واجتنب ما اجمعوا علی تحریمه واستحب

جسکے وجوب پر اتفاق ہوا ہے اور ہی بچا جسکے حرمت پر اجماع ہوا ہے اور اسی

ما اجمعوا علی اباحته وفعل ما اجمعوا علی استحبابه

عمل کو مباح جانا جسکے اباحت پر اجماع ہوا ہے اور وہی کیا جسکے استحباب پر اجماع ہے

واجتنب ما اجمعوا علی کراهته ومن اخذ بما اختلفوا

اور اس سے بچا جسکے کراہت پر اجماع ہوا ہے اور جس نے مختلف فیہ کو لیا

فیه فله حالان احدهما ان یکون المختلف

اور اس کے لیے دو حال ہیں ایک تو یہ کہ مختلف فیہ اس قسم کا ہو

فیه مما ینقض الحکم به فهذا لا سبیل الی

کہ حکم کے نقیض ہے ایسی مختلف فیہ میں تقلید کی کوئی راہ نہیں ہے

التقلید فیه لانه خطأ محض وما حکم فیه بالنقض الا

کیونکہ صرف خطا ہی خطا ہی اور نہیں نقض کا حکم اس لیے ہی ہوا ہے

لكونه خطأ بعيدا من نفس الشرع وما خذه ورعايته
کہ وہ خطا ہے نفس شرع اور ماخذ شرع سے اور شرعی حکم کے رعایت
حكمه الثانية ان يكون مما لا ينقض الحكم به فلا باس
سے دور ہے اور دوسرا حال یہ ہے کہ اس قسم کا ہو کہ حکم اوسی نہیں ٹوٹتا تو
بفعله ولا بتركه اذا قلد فيه بعض العلماء لان
اوسکی کرنی اور نکرنیکا کچھ ڈر نہیں اگر کسی عالم کے تقلید کرلے تو
الناس لم يزالوا على ذلك يسالون من اتفق من
کیونکہ لوگوں کا ہمیشہ یہی حال رہا ہے کہ جو عالم مل گیا اوسی سے
العلماء من غير تقييد بمذهب ولا انكار على
پوچھ لیا مذہب کچھ قید نہ تھے اور نہ کسی سائل پر کوئی
احد من السائلين الى ان ظهرت هذه المذاهب و
اعتراض تھا یہانتک کہ یہ مذاہب اور
تعصبوا هاومن المقلدين فان احدهم يتبع امامه
متعصب مقلد پیدا ہو گئے کیونکہ بعض شخص مقلد ہو کر اپنے ہی امام
مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا له فيما قال فكانه
کے قول کی پیروی کرتا ہے باوجودیکہ اسکا مذہب دلائل سے الگ ہوتا ہے گویا کہ وہ امام
نبي ارسل اليه وهذا انما ي عن الحق وبعد عن
نبی ہی اوسکی طرف مرسل ہوا ہے اور یہ حق سے جدائی اور
الصواب لا يرضى به احد من اولى الالباب انتهى
صواب سے دوری ہے کوئی دانا پسند نہیں کرتا قول تمام ہوا
وقال من قلد اماما من الائمة ثم اراد تقليد غيره
اور کہا ہے جو شخص کسی ایک امام کا مقلد ہو پھر اور کی تقلید کا ارادہ کرے

فهل له ذلك فيه خلاف والمختار التفصيل فان كان

تو آیا اوسکو یہہ جائز ہے اس مین خلاف ہے اور مختار یہہ تفصیل ہے پس اگر وہ

المذهب الذي اراد الانتقال اليه مما ينقض فيه

مذہب جسطرف تقلید کیا چاہتا ہے اس قسم کا ہے کہ اوس مین

الحكم وقلبس له الانتقال الى حكم يجب نقضه

حکم ٹوٹ جاتا ہے تو اسکو ایسے حکم کیطرف جسکا نقض واجب ہے

فانه لم يجب نقضه الا لبطلانه وان كان الماخذان

انتقال کرنا جائز نہین ہے کیونکہ اسکا نقض اس کے لیے واجب ہے کہ وہ باطل ہے

متقاربين جاز التقليد والانتقال لان الناس لم

اور اگر دونو کے ماخذ قریب ہین تو تقلید اور انتقال دونو جائز ہین کیونکہ صحابہ کے زمانہ سے

يزالوا من زمن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب

یہانتک کہ یہہ چار ون مذہب پیدا ہوئے

الاربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير

لوگون کا ہمیشہ یہی حال رہا کہ جو عالم ملگیا تقلید کرلے کسے ایسی کا

نكير من احد يعتبر انكاره ولو كان ذلك باطلا

انکار نہین ہوا جسکا اعتبار ہو اور اگر ایسی تقلید باطل ہوتی تو

لانكروه والله اعلم بالصواب انتهى واذ تحقق عندك

بے شک وہ انکار کرتے واللہ اعلم بالصواب تمام ہوا اور جب تجھکو

ما بيناه علمت ان كل حكم يتكلم فيه المجتهد باجتهاده

ہمارا بیان دلمین بیٹھہ گیا تو یہ جان گیا کہ جس حکم مین مجتہد اپنے اجتہاد سے بحث کرتا ہے

منسوب الى صاحب الشرع عليه الصلوة والتسليمات

تو وہ صاحب شرع علیہ الصلوۃ والتسلیمات کیطرف منسوب ہوتا ہے

إمّا إلى لفظه أو إلى علّة مأخوذة من لفظه وإذا كان
یا تو حضرت کی فرمودہ کیطرف یا علت کیطرف کہ اونکی فرمودہ سے ماخوذ ہوئی ہے اور جب یہہ
الأمر على ذلك ففي كل اجتهاد مقامان أحدهما أن
امتیاز قائم ہوا تو ہر ایک اجتہاد مین دو مقام ہین ایک تو یہہ
صاحب الشرع هل أراد بكلامه هذا المعنى أو غيره
کہ آیا صاحب شرع مین اپنی کلام سے یہہ معنے مراد لیے ہین یا اور
وهل نصب هذه العلة مدارا في نفسه حين ما
اور آیا اسے علت کو اپنی دل مین بروقت فرمانے حکم
نتكلم بالحكم المنصوص عليه أو لا فإن كان التصويب بالنظر
منصوص علیہ کے مدار ٹھہرایا ہے یا نہین پس اگر باعتبار اسی مقام کے
إلى هذا المقام فأحد المجتهدين لا بعينه مصيب دون
تصویب کی بحث ہوتی ہے تو دونو مجتہد مین سے بلا تعیین ایک مصیب ہے
الآخر وتأنيهما أن من جملة أحكام الشرع أنه صلى الله
دوسرا نہین اور دوسرا مقام یہہ ہے کہ منجملہ احکام شرعی کے ہے کہ حضرت
عليه وآله وسلم عهد إلى أمته تصريحا أو دلالة أنه
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امت سے بالتصریح یا بدلالت یہہ عہد کیا ہے
متى اختلف عليهم نصوصا أو اختلف عليهم معاني
کہ جب اونپر نصوص مختلف ہوجاوین یا نصوص مین سے کسی نص کے معانے
نص من نصوصه فهم مأمورون بالاجتهاد والاستفراغ
مختلف ہوجاوین تو انکو اجتہاد کرنیکا اور اون معانے مین سے حق بات
الطاقة في معرفة ما هو الحق من ذلك فإذا تعين عند
دریافت کرنیمین جہد طاقت صرف کرنیکا حکم ہے پھر جب مجتہد کو اون مین سے

مجتہد بشیء من ذلک وجب علیہ اتباعہ کما عھد

کو کسی ایک معنی معین پر جاوے تو اوسپر اوسیکا اتباع واجب ہے جیسا کہ اون سے

الیھم انہ متی اشتبہ علیھم القبلۃ فی اللیلۃ

یہہ عہد کیا کہ جب اوپر اندھیرے رات مین قبلہ کے جہت مشتبہ ہوجاوے

الظلماء یجب علیھم ان یتحروا ویصلوا الی جھۃ وقع

تو اوپر اسکل کرنا واجب ہی اور نماز اودہر پڑہ لیا کرین جدہر اون کے اسکل قائم

تحریھم علیھا فھذا حکم علقہ الشرع بوجود التحری کما علق

ہو پس یہہ حکم ہے کہ شرع نے اسکل کرنے پر منحصر کیا ہے جیسا کہ

وجوب الصلوٰۃ بالوقت وکما علق تکلیف الصبی

نماز کے وجوب کو وقت پر منحصر رکہا ہے اور جیسے بچہ کے مکلف ہونیکو اوس کے بالغ

ببلوغہ فان کان البحث بالنظر الی ھذا المقام نظر

ہونے پر منحصر فرمایا ہے پس اگر بلحاظ اس مقام کے بحث ہی تو غور کرے

فانما کانت المسئلۃ مما ینقض فیہ اجتھاد المجتھد فا

پس اگر مسئلہ اس قسم کا ہے کہ اس مین مجتہد کا اجتہاد ٹوٹتا ہے

جتھادہ باطل قطعا وان کان فیھا حدیث صحیح

تو یقینا اسکا اجتہاد باطل ہے اور اگر اوسمین حدیث صحیح موجود ہو

وقد حکم بخلافہ فاجتھادہ باطل ظنا وان کان

اور اوسنے اوس کے خلاف حکم دیا تو اسکا اجتہاد ظنا باطل ہے اور اگر

المجتھد ان جمیعا قد سلکا ما ینبغی لھما ان یسلکاہ

مجتہد دونو مجتہد وہی راستہ چلین جو اونکو چلنا چاہیے تہا

ولم یخالفا حدیثا صحیحا ولا امرا ینقض اجتھاد

اور نہ حدیث صحیح کے مخالفت کی ہے اور نہ ایسی امر کے مخالفت کے ہے

القاضی والمفتی فی خلافہ فھما جمیعا علی الحق ھذا
کہ اوس کے خلاف مین قاضی اور مفتی کا اجتہاد ٹوٹ جاوی تو وہ دونو مجتہد حق پر
واللہ اعلم باب تاکید الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ
ہین بھیہ یاد رکھہ واللہ اعلم باب ان چارون مذہب کی اتباع کی تاکید کا اور
والتشدید فی ترکھا والخروج عنھا اعلم ان فی الاخذ
اون کے چھوڑنے مین اور اون سے باہر ہونے مین تشدید کا سمجھہ لے کہ ان چارون
بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض
مذاہب کی اتباع مین بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے منحرف
عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ نحن نبین ذلک بوجوہ احدھم
ہونیمین بڑا ہی مفسدہ ہے ہم اسکو کئی طرح سے بیان کرتے ہین
ان الامۃ اجتمعت علی ان یعتمد واعلی
ایک یہ ہے کہ امت اوسپر متفق ہے کہ شریعت کی معرفت مین سلف پر
السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی
اعتماد کیا کرین سو تابعیون نے اس معرفت مین صحابہ پر
ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین
اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا
وھکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی قبلھم و
اور اسیطرح پر ہر ہر طبقہ کے علمانے اپنے سے پہلون پر اعتماد کیا ہے
العقل یدل علی حسن ذلک لان الشریعۃ لا یعرف
اور عقل اس امر کو نیک جانتے ہے کیونکہ شریعت بدون نقل اور
الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان
استنباط کی معلوم نہین ہوتی اور نقل جب ہی راست آتی ہے کہ

یاخذ کل طبقۃ عمن قبلھا بالاتصال ولا بد فی الاستنباط

کہ ہر طبقہ اپنی سی پہلی متصل طبقہ سی دریافت کری اور استنباط مین یہہ

ان یعرف مذاھب المتقدمین لئلا یخرج من اقوالھم

ضرور ہی کہ متقدمین کی مذاہب کو سمجھہ لی تاکہ اونکی اقوال سی باہر نہ ہو جاوی

فیخرق الاجماع ویبنی علیھا ویستعین فی ذلک

کہ اجماع ٹوٹ جاوی اور اسپر بنا رکہے اور اسمین اپنی سابقین سے

بمن یسبقہ لان جمیع الصناعات کالصرف والنحو

استعانت لیوی کیونکہ تمام علوم جیسے صرف اور نحو اور

الطب والشعر والحدادۃ والنجارۃ والصیاغۃ لم

طبابت اور شعر اور آہنگری اور درودگری اور زرگری سیکہو

یتیسر لاحد الا بملازمۃ اھلھا وغیر ذلک نادر بعید

بدون خدمتگزاری اہل صناعت کی میسر نہین ہوئی اور اوسکی علاوہ ناممکن ہے

لم یقع وان کان جائزا فی العقل واذا تعین

واقع نہین ہوئی اور گرچہ عقل کے تجویز مین جائز ہی اور جب سلف کی

الاعتماد علی اقاویل السلف فلا بد من ان یکون

اقوال پر اعتماد ٹہہرگیا تو یہہ ضرور ہی کہ اونکے اقوال

اقوالھم التی یعتمد علیھا مرویۃ بالاسناد الصحیح

جسپر اعتماد ضرور ہی صحیح صحیح سند سے مروی ہون

او مدونۃ فی کتب مشھورۃ وان یکون مخدومۃ

یا مشہور مشہور کتابون مین مندرج ہون اور بحث کیگئی ہوی ہون

بان یبین الراجح من محتملاتھا وتخصص عمومھا

اسطور کہ اوسکے تمام احتمالات مین سی راجح کا اور بعض موا ضع مین عام مین سی خاص

بعض المواضع وتقييد مطلقها في بعض المواضع و
اور بعض مواضع میں مطلق میں سے مقید کا بیان ہو اور
تجمع المختلف منها وبيان علل احكامها وإلا لم يصح
اور جس میں سے مختلف کو جمع کیا ہو اور اس کے احکام کی علتوں کا بیان ہو اور نہیں تو
الاعتماد عليها وليس مذهب في هذه الأزمنة
اوپر اعتماد صحیح نہ ہوگا اور اس آخری زمانہ میں اس طرح کا مذہب
المتأخرة بهذه الصفة إلا هذه المذاهب الأربعة
بجز ان چاروں مذہبوں کے اور کوئی مذہب نہیں ہے
اللهم إلا مذهب الإمامية والزيدية وهم أهل
مگر امامیہ اور زیدیہ کا مذہب اور وہ دونوں
البدعة لا يجوز الاعتماد على أقاويلهم وتأويلها قال
بدعتی ہیں ان کے اقوال پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے اور دوسری وجہ
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اتبعوا السواد
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انبوہ کثیر کے
الأعظم ولما اندرست المذاهب الحقة إلا هذه الأربعة
پیروی کرو اور چونکہ اور مذاہب حقہ بجز ان چاروں کے مٹ مٹا گئے
كان اتباعها اتباعا للسواد الأعظم والخروج عنها
تو انہیں کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے اور ان سے باہر ہونا
خروجا عن السواد الأعظم وثالثها أن الزمان
سواد اعظم سے باہر ہونا ہے اور تیسرے یہ وجہ ہے کہ چونکہ
لما طال وبعد العهد وضبعت الأمانات لم يجز أن
مدت دراز گذر گئے اور زمانہ دور ہو گیا اور امانتیں جاتی رہیں تو اب جائز نہیں ہے

يعتمد على اقوال علماء السوء من القضاة الجورة و
کہ نکمی علماء یعنی ظالم قاضیون اور ہوا ہوس کے گرفتار مفتیون کے
المفتين التاركين لاهوائهم حتى ينسبوا ما يقولون
اقوال پر اعتماد کیا جاوی یہانتک کہ وہ اپنے قول کو سلف مین سے
الى بعض من اشتهر من السلف بالصدق والديانة
کسی شخص صدق اور دیانت مین اور امانت مین مشہور کیطرف
والامانة اما صريحا او دلالة ويحفظ قوله ذلك او لا
بصراحت یا بدلالت منسوب کرین اور اسکا قول محفوظ ہو اور نہ
على قول من لا ندري هل جمع شروط الاجتهاد
ایسے کیقول پر اعتماد کیا جاتا ہے جسکو ہم نہین جانتے کہ اجتہاد کی شرطین اسمین جمع ہوئی ہین
او لا فاذا رأينا العلماء المحققين في مذاهب السلف
یا نہین پھر جب ہم مذاہب سلف کی محققین علما کو دیکھین تو قریب ہے کہ وہ اپنے
عسى ان يصدقوا في تخريجاتهم على اقوالهم او استنباطهم
تخریجات مین سلف کے اقوال سے یا اپنی استنباط مین کتاب و سنت
هم في الكتاب والسنة واما اذا لم نر منهم ذلك فهيهات
سے تصدیق کیے جاوین اور رہا وہ حال کہ اونمین یہہ بات نہ دیکھین تو تصدیق
وهذا المعنى الذي اشار اليه عمر بن الخطاب رض حيث
دور ہی اور یہہ وہی معنے ہین کہ عمر ابن الخطاب نے جسپر اشارہ کیا ہے جہان
قال يهدم الاسلام جدال المنافق بالكتاب وابن المسعود
کہا ہے منافق کا جھگڑا کتاب کے ساتھہ اسلام کو برباد کر دیتا ہے اور ابن مسعود نے
حيث قال من كان متبعا فليتبع من مضى فما ذهب
اشارہ کیا ہے جہان کہا ہے جو شخص اتباع کری تو چاہیے کہ گذری ہوئی کا اتباع کری پس ابن حزم

الیہ ابن حزم حیث قال التقلید حرام ویحل لاحد

کا قول یہہ ہے جو کہتا ہے کہ تقلید حرام ہے اور کسیکو حلال نہیں ہے

ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

کہ سوای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسیکے قول کو

الہ وسلم بلا برہان لقولہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم

بلا دلیل اخذ کرے بدلیل اس آیت کے جو اوسے پر جو اترا

من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالی واذا

تمکو تمہاری رب سے اور نہ چلو اوس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے اور بلا دلیل اس آیت کو

قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ

اور جو اونکو کہیں چلو اوسپر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں بلکہ چلینگے ہم

اباءنا وقال اللہ تعالی مادحا من لم یقلد

جسپر دیکھا ہمنے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ تعالی اوسکی مدح میں جو تقلید نہ کرے

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

فرماتا ہے کہ تو خوشی سنا میری بندوں کو جو سنتے ہیں بات اور پھر چلتے ہیں اوسکے نیک پر

اولئک الذین ہدیہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب

وہی ہیں جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہیں عقل والے

وقال تعالی فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و

اور اللہ تعالے فرماتا ہے پھر اگر جھگڑ پڑو تم کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو اللہ

الرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر فلم یجز اللہ

اور رسول کیطرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اللہ تعالے نے

تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القران والسنۃ

نزاع کیوقت حاضر نکو پیش کرنا بجز قرآن اور حدیث کے کسیطرف مباح نہیں کیا

وَحَرُمَ بِذٰلِكَ الرَّدُّ عِنْدَ التَّنَازُعِ اِلٰى قَوْلِ قَائِلٍ لِاَنَّهٗ غَيْرُ

اور اسی سے تنازع کیوقت قول قائل کیطرف رد کرنا حرام ہوگیا اس لیے

اَلْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ وَقَدْ صَحَّ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ اَوَّلِهِمْ

کہ بجز قرآن اور حدیث کے ہے اور بیشک تمام صحابہ کا اجماع اول سے آخر تک

عَنْ اٰخِرِهِمْ وَاِجْمَاعُ التَّابِعِيْنَ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ

اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک

وَاِجْمَاعُ تَبَعِ التَّابِعِيْنَ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ عَلَى الْاِمْتِنَاعِ

اور تبع تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سے باز رہنے پر

وَالْمَنْعِ مِنْ اَنْ يَّقْصِدَ اَحَدٌ اِلٰى قَوْلِ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ اَوْ

اور منع کرنے پر ثابت ہوچکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے کسی انسان کے قول کیطرف

مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَاْخُذَهٗ كُلَّهٗ فَيَجْعَلَ مَنْ اَخَذَ جَمِيْعَ

یا اپنی سے پہلے قول کیطرف قصد کرے پھر وہ تمام اقوال کو اخذ کرے پس جس شخص نے امام

اَقْوَالِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَوْ جَمِيْعَ اَقْوَالِ مَالِكٍ اَوْ جَمِيْعَ اَقْوَالِ

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام

الشَّافِعِيِّ اَوْ جَمِيْعَ اَقْوَالِ اَحْمَدَ وَلَا يَتْرُكُ قَوْلَ مَنْ

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال اخذ کیے اور انکے سوا یا ان سے

اَتْبَعَ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ اِلٰى قَوْلِ غَيْرِهٖ وَلَمْ يَجْتَمِعْ مَعَهٗ

علاوہ اپنے متبوع کا قول چھوڑ کر غیر کا قول نہیں لیتا اور جو نہ آن

مَا جَاءَ فِي الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ غَيْرَ صَارِفٍ ذٰلِكَ اِلٰى

اور حدیث میں آیا ہے اور پھر اعتماد نہیں کرتا جب تک کہ اسکو کسی انسان معین کے

قَوْلِ اِنْسَانٍ بِعَيْنِهٖ اَنَّهٗ قَدْ خَالَفَ اِجْمَاعَ الْاُمَّةِ كُلِّهَا

قول سے مطابق کرے تو وہ خوب سمجھ لے کہ اوسنے تمام امت اول

أولها عن آخرها بيقين لا شك فيه وأنه لا يجد

اول سے آخر تک کا یقیناً خلاف کیا اس بین کوئی شبہہ نہین ہے اور وہ

لنفسه سلفا ولا إماما في جميع الأعصار المحمودة الثلثة

اپنے واسطے سارے تینون زمانہ محمود مین نہ سلف پاتا ہے

فقد اتبع غير سبيل المؤمنين نعوذ بالله من هذه

اور نہ امام سو دے سکتے بیشک مومنین سے الگ راہ اختیار کی اس درجہ سے

المنزلة وأيضا فإن هؤلاء الفقهاء كلهم قد

خدا کے پناہ اور یہ سب ہے کہ اس تمام جماعت فقہا نے اپنی تقلید سے اور غیر

نهوا عن تقليد غيرهم فقد خالفهم من

کے تقلید سے بے شک منع کیا ہے تو جس نے اونکی تقلید کے

قلدهم وأيضا فإن الذي جعل رجلا من هؤلاء

اونکا خلاف کیا اور علی ہذا القیاس ایک یہ بات ہے کہ جس نے اس جماعت

أو من غيرهم أولى بأن يقلد من عمر بن الخطاب رضي

مین سے یا انکی علاوہ ایک شخص کو تقلید کے واسطے عمر بن الخطاب

أو علي بن أبي طالب رضي أو ابن مسعود أو ابن عمر أو ابن

یا علی بن ابی طالب یا ابن مسعود یا ابن عمر یا ابن

عباس أو عائشة أم المؤمنين رضي فلو ساغ التقليد لكان

عباس یا ام المومنین عائشہ سو اوسے کردو پس اگر تقلید جائز ہوتی ہے تو اس

كل واحد من هؤلاء أحق بأن يتبع من غيره انتهى

جماعت صحابہ مین سے ہر ایک تقلید کے لیے غیر کے نسبت زیادہ سزاوار تھا قول ابن حزم کا

إنما يلزم فيمن له ضرب من الاجتهاد وكون في مسئلة

تمام ہوا یہ قول اوسکا ہے شخص کے حقہین پورا ہوتا ہے جسکو کچھہ اجتہاد حاصل ہو اگرچہ ایک مسئلہ مین ہو

وَاحِدَةٌ وَّفِيمَنْ ظَهَرَ عَلَيْهِ ظُهُورًا بَيِّنًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اور اوسکی حق مین جسپر خوب ظاہر ہوجاوے کہ نبی صلی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِكَذَا وَنَهٰى عَنْ كَذَا وَاَنَّهٗ

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا ہے اور یہ منع کیا ہے اور یہ

لَيْسَ بِمَنْسُوخٍ اِمَّا بِتَتَبُّعِ الْاَحَادِيْثِ وَاَقْوَالِ الْمُخَالِفِ

منسوخ نہین ہے یا تو احادیث کی تتبع اور مسائل مین مخالف

وَالْمُوَافِقِ فِي الْمَسْئَلَةِ فَلَا يَجِدُ لَهَا نَسْخًا اَوْ بِاَنْ

اور موافق اقوال کے تلاش سے ظاہر ہوجاوی کہ اسکا نسخ کہین نہ دیکھے

يَّرٰى جَمَاعَةً غَفِيْرًا مِّنَ الْمُتَبَحِّرِيْنَ فِي الْعِلْمِ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ

یا اس طور کہ علم کے متبحر انبوہ کثیر کو دیکھتا ہے کہ سب نے یہی اختیار کر رکھا ہے

وَيَرَى الْمُخَالِفَ لَهٗ يَحْتَجُّ لَا بِقِيَاسٍ اَوِ اسْتِنْبَاطٍ اَوْ

اور اسکے مخالف دیکھتا ہے کہ وہ صرف قیاس یا استنباط وغیرہ ہی سے

نَحْوِ ذٰلِكَ فَحِيْنَئِذٍ لَا سَبَبَ لِمُخَالَفَةِ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى

حجت لاتا ہے اس صورت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث کی مخالفت

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا نِفَاقٌ خَفِيٌّ اَوْ حُمْقٌ جَلِيٌّ

کا کوئی سبب نہین ہے بجز پوشیدہ نفاق کے یا ظاہر حماقت کے

وَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ اَشَارَ اِلَيْهِ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ

اور یہ وہی مضمون ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اوسی اشارہ

السَّلَامِ حَيْثُ قَالَ وَمِنَ الْعَجَبِ الْعُجَيْبِ اَنَّ الْفُقَهَاءَ

کیا ہے کیونکہ کہا ہے بڑا ہی عجیب ہے کہ بعضے مقلد فقہاء

الْمُقَلِّدِيْنَ يَقِفُ اَحَدُهُمْ عَلٰى ضُعْفِ مَاْخَذِ اِمَامِهٖ

اپنے امام کے ایسے ضعیف ماخذ پر واقف ہوتے ہین

ثبت لا یجد الضعفۃ مدفعا وھو مع ذلک یقلدہ فیما رای
کہ اوسکی ضعف کی دفع کی کوئی صورت نہین ملتی اور وہ پھر بھی اوس مسئلہ مین اسکی تقلید کیے جاتا
یترک من شھد الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ
ہین اور جنکی مذہب کی کتاب اور سنت اور صحیح قیاس شہادت
لمذھبھم جمودا علی تقلید امامہ بل یتخیل لہ دفع
دیتی ہین اوسکو اپنے امام کے تقلید پہ ٹھہر کر ترک کرتے ہین بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کے
ظاھر الکتاب والسنۃ ویتاولھا بالتاویلات البعیدۃ
دفع کے لیے حیلے سوچتے ہین اور اون سے آزکار اور باطل تاویلین
الباطلۃ فضلا عن مقلد وقال لم یزل الناس یسألون من
کرتے ہین تاکہ اپنے امام کیطرفسے تیر اندازی کرے اور کہا ہے ہمیشہ لوگ علماء مین سے
اتفق من العلماء من غیر تقیید المذھب ولا انکار
جو ملگیا پوچھتے رہے ہین نہ تو مذہب کی کچھ قید تھی اور نہ پوچھنے والون مین سے کسیپر
علی احد من السائلین الی ان ظھرت ھذہ المذاھب
کچھ اعتراض تہا یہانتک کہ یہ مذاہب اور ان مذاہب
ومتعصبوھا من المقلدین فان احدھم یتبع امامہ
کے متعصب مقلد پیدا ہوگئے بیشک کوئی مقلد اپنے امام کا اتباع
مع بعد مذھبہ عن الادلۃ مقلد الہ فیما قال کانہ
کرتا ہے باوجودیکہ اسکا مذہب دلائل سے بہت الگ ہے جو اوسنے کہدیا اوسکا مقلد بنا ہوا
نبی ارسل الیکم وھذا ناء عن الحق وبعد عن الصواب لا یرضی
گویا کہ امام نبی مرسل ہے اور یہ حق سے علیحدگی اور صواب سے دوری ہے اسکو
بہ احد من اولی الالباب وقال الامام ابو شامۃ ینبغی
دانا آدمی کرنے پسند نہین کرتا اور امام ابو شامہ کہتے ہین کہ

لِمَنِ اشْتَغَلَ بِالْفِقْهِ اَنْ لَا يَقْصُرَ عَلٰى مَذْهَبِ اِمَامٍ وَّ

کہ جو شخص فقہ مین مشغول رہے اوسکو مناسب ہے کہ ایک امام کے مذہب پر حصر نکردی اور

يَعْتَقِدَ فِىْ كُلِّ مَسْئَلَةٍ صِحَّةَ مَا كَانَ اَقْرَبَ اِلٰى دَلَالَةِ

ہر مسئلہ مین صحیح اوسیکو سمجھے جو کتاب اور سنت محکمہ

الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمُحْكَمَةِ وَذٰلِكَ سَهْلٌ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ

کی دلیل سے قریب تر ہو اور یہہ بات اوسپر بہت آسان ہے اگر

اَتْقَنَ مُعْظَمَ الْعُلُوْمِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَيُجْتَنَبُ التَّعَصُّبَ

وہ شخص علوم متقدمہ کے معظم امور کو خوب ضبط کرے اور مناسب ہے کہ

وَالنَّظَرَ فِىْ طَرَائِقِ الْخِلَافِ فَاِنَّهَا مُضَيِّعَةٌ لِّلزَّمَانِ وَ

تعصب سے اور طرایق خلاف مین فکر کرنے سے بچتا رہے کیونکہ اوس مین اوقات ضایع اور

لِصَفْوَةِ مُكَدِّرَةٌ فَقَدْ صَحَّ عَنِ الشَّافِعِىِّ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ

صاف وقت مکدر ہوتا ہے کیونکہ بیشک امام شافعی سے ثابت ہو چکا ہے کہ انہون نے اپنی

تَقْلِيْدِ غَيْرِهٖ قَالَ صَاحِبُ الْمُزَنِىِّ فِىْ اَوَّلِ مُخْتَصَرِهٖ اِخْتَصَرْتُ

تقلید اور غیر کے تقلید سے منع کیا ہے مزنی اونکا شاگرد اپنی کتاب مختصر کے اول :

هٰذَا مِنْ عِلْمِ الشَّافِعِىِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَمِنْ مَّعْنٰى قَوْلِهٖ لَا

مین کہتا ہے یہہ اسمین امام شافعی رح کے علم مین سے اور اونکے اسقول کے معنے مین سے مختصر کیا ہی

تُرَبِّ عَلٰى مَنْ اَرَادَ مَعَ اِعْلَامِىْ نَهْيَهٗ عَنْ تَقْلِيْدِهٖ

لاقربۃ اوس من ارادہ باوجودیکہ مین اسکو جتا دیتا ہون کہ امام شافعی رح نے اپنی تقلید سے

وَتَقْلِيْدِ غَيْرِهٖ لِيَنْظُرَ فِيْهِ لِدِيْنِهٖ وَيَحْتَاطَ لِنَفْسِهٖ اَىْ

اور غیر کے تقلید سے منع کیا ہے چاہیے کہ اس مختصر مین اپنے دین کے واسطے غور اور اپنے نفس کے لیے احتیاط

مَعَ اِعْلَامِىْ مَنْ اَرَادَ عِلْمَ الشَّافِعِىِّ نَهْىَ الشَّافِعِىِّ عَنْ

کرے یعنے جو شخص شافعی کا علم مقصود رکھتا ہی اوسکو جتائی دیتا ہون

ع تقریب کرنا ہون مین نے اس مختصر مین جو مسئلہ کی اور شخص نے جو کتاب

تقليد ہ وتقليد غير ہ انتہى وفيمن يكون عاميا وتقليد
کرنا خنے نے اپنی تقلید اور غیر تقلید سے منع کیا ہے انتہی اور اسکی حقیقت جو عامی ہو اور
رجلا من الفقہاء بعينہ يرى انہ يمتنع من مثلہ
فقہا میں سے کسی ایک شخص کے تقلید کرے یہ سمجھ کر کہ ایسی
الخطا وان ما قالہ ھو الصواب البتہ واضمر فى
خطا سے حتاالمکان ہے اور یہ جو کہتا ہے سو البتہ صواب ہے اور اپنی دل میں بہر
قلبہ ان لا يترك تقليدہ لو ان ظھر الدليل على خلافہ
بات پر عقیدہ رکھے کہ اونکی تقلید نہ چھوڑوں گا اگر اوسکی خلاف پر دلیل قائم ہو جاوی
وذلك مارواہ الترمذى عن عدى بن حاتم انہ
اور اوسکی دلیل یہ ہے جو ترمذی عدی بن حاتم سے روایت کرتا ہے عدی
قال سمعت رسول اللہ صلى اللہ عليہ وآلہ وسلم
بن حاتم کہتا ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ یہ آیت
يقرا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون
پڑھتے تھے بہراتی اپنے عالم اور درویش خدا کو چھوڑ کر
اللہ قال انھم لم يكونوا يعبدونھم ولكنھم كانوا
فرمایا کہ وہ لوگ اونکی پرستش تو نہیں کرتے تھے پر اونکا یہ
اذا احلوا لھم شيئا استحلوہ واذا حرموا عليھم شيئا
حال تھا کہ جس شے کو ان کے واسطے وہ حلال جانتے اور جب اوپر کوئی چیز
حرموہ وفيمن لا يجوز ان يستفتى الحنفى مثلا فقيھا
حرام کر دیتی تو اسکو حرام کر لیتی اور اسکی حقیقت جو یہ جائز نہیں رکھتا کہ حنفی شخص مثلاً
شافعيا ويا لعكس ولا يجوز ان يقتدى الحنفى بامام
شافعی سے فتوی اور اسکے برعکس یعنے شافعی حنفی سے اور یہ جائز نہیں رکھتا کہ حنفی شخص شافعی مذہب امام کا

شافعی مثلاً فان ھذا قد خالف اجماع القرون الاولی

مثلاً مقتدی ہوجاوے کیونکہ بے شک اسنی قرون اولے کے اجماع کا خلاف کیا

وناقض الصحابۃ والتابعین ولیس محلہ فیمن لا یدین

اور صحابہ اور تابعین سے مناقضہ کیا اور قول ابن حزم کا محل اوس کے

الا بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعتقد حلالا

حق مین جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کو سوا دین نہین ٹہراتا

الا ما احلہ اللہ ورسولہ ولا حراما الا ما حرمہ

اور بجز اسکے حلال نہین جانتا جو اللہ نے اور اسکے رسول نے حلال کیا ہی اور نہ سوا اسکے حرام

اللہ ورسولہ لکن لما لم یکن لہ علم بما قالہ النبی صلی

جانتا ہے جو اللہ نے اور اسکے رسول نے حرام کردیا ہے لیکن چونکہ اوسکو نبی صلے

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ولا بطریق الجمع

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فرمودہ کا علم نہین تہا اور نہ حضرت کی

بین المختلفات من کلامہ ولا بطریق الاستنباط من

کلام مین سے طریق الجمع بین المختلفات کا علم تہا اور نہ حضرت کی کلام مین سے طریق

کلامہ اتبع علما اشد اعلی انہ مصیب فیما یقول و

استنباط کا علم تہا تو عالم راہ بتا نیوالیکا مقلد ہوگیا اس خیال پر کہ یہ اپنے قول مین صواب

یفتی ظاہرا متبع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

پر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تابع ہو کر ظاہر فتوی دیتا ہے

الہ وسلم فان ظہر خلاف ما یظنہ اقلع من

پہر اگر کبھی اوسکے مظنون کا خلاف ظاہر ہوجاوے تو

ساعتہ من غیر جدال ولا اصرار فہذا کیف ینکرہ

اوسیوقت اٹہر جاوی اور بجہ اصرار اور جہگڑا نکے ایسا شخص اسکا کوئی انکار کیونکر کرسکتا ہے

احد مع ان الاستفتاء والافتاء لم یزل بین المسلمین
باوجود اسکے کہ استفتا لینا اور فتوی دینا مسلمانون مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
من عہد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا فرق
وقت سے ہمیشہ چلا آیا ہے اور اسمین کچھ
بین ان یستفتی ھذا دائما او یستفتی ھذا حینا بعد
فرق نہین ہے کہ فتوی ہمیشہ اس سے لیا کرے یا کبھی سنے لیا کرے بعد اسکے
ان یکون مجمعا علی ما ذکرنا کیف لا ولم نؤمن
کہ وہ ہمارے ذکر کیے ہوے پر متفق ہو گیا ہو اور یہ امر کیونکر نہو حالانکہ ہم
بفقیہ ایا کان انہ اوحی الیہ الفقہ وفرض علینا طاعتہ
کسے فقیہ پر کوئی ہو یہ ایمان نہین لائے ہین کہ اللہ نے فقہ اسکو بذریعہ وحی کے بھیجی ہے اور
وانہ معصوم فان اقتدینا بواحد منھم فذالک
ہمپر انکے اطاعت فرض کیے ہے اور یہہ فقیہ معصوم ہے پس اگر ہم اونمین سے کسی فقیہ کے مقلد
لعلمنا انہ عالم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ فلا یخلو قولہ
ہوتے ہین تو یہہ تقلید اسلیے ہے کہ ہم جانتے ہین کہ یہ فقیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے آگاہ ہے
اما ان یکون من صریح الکتاب والسنۃ او مستنبطا
سو اسکا قول اس سے خالی نہین کہ یا تو صریح کتاب اللہ اور سنت سے اخوذ ہوگا یا ان دونو
عنھما بنحو من الاستنباط او عرف بالقرائن ان الحکم
سے اسطرح کے استنباط کی ذریعہ سے مستنبط ہوگا یا اسنے بواسطہ قرائن کے جان لیا ہوگا کہ
فی صورۃ کذا منوط بعلۃ کذا واطمئن قلبہ بتلک المعرفۃ
فلانے صورت مین حکم فلانے علۃ سے متعلق ہے اور اس معرفۃ پر اسکے خاطر جمع ہو گئے
فقاس غیر المنصوص علی المنصوص فکانہ یقول ظننت
ہو گی سو اوس نے غیر منصوص حکم کو منصوص پر قیاس کر لیا ہے پس گویا یہ کہتا ہے میں ٹھیک گمان کر لیا ہے

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلَّمَا وُجِدَتْ

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب یہہ علت

هٰذِهِ الْعِلَّةُ فَالْحُكْمُ ثَمَّةَ هٰكَذَا أَوِ الْمَقِيسُ مُنْدَرِجٌ فِي

پائی جاوے تو اوسجگہ یہہ حکم ہے اور مقیس اس عموم کے

هٰذَا الْعُمُومِ فَهٰذَا أَيْضًا مُعْزًى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نیچے داخل ہے سو یہہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف

وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ فِي طَرِيقٍ يُقْرَنُ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا

منسوب ہو لیکن اوسکے اس راہ میں ظن ہے قطعی نہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا

قَلَّدَ مُؤْمِنٌ مُجْتَهِدًا فَإِنَّ بَلَغَنَا حَدِيثٌ مِنَ الرَّسُولِ

کوئی مومن کسے مجتہد کا مقلد نہ ہوتا پس اگر ہمکو رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے

الْمَعْصُومِ الَّذِي فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْنَا طَاعَتَهُ بِسَنَدٍ

حدیث جس کی طاعت اللہ نے ہمپر فرض کی ہے صحیح سند سے

صَالِحٍ يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَذْهَبِهِ وَتَرَكْنَا حَدِيثَهُ

ایسی مجاوی کہ اوس فقیہ کے مذہب کے خلاف پر دلالت کرتے ہو اور ہم اوس حدیث کو ترک

وَاتَّبَعْنَا ذٰلِكَ التَّخْمِينَ فَمَنْ أَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا يَوْمَ

کریں اور اس ظن اور تخمین کے تابع رہیں تو ہم سے بڑا ظالم کون ہے اور ہمارا عذر قیامت

يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ بَابُ اخْتِلَافِ النَّاسِ

کے دن کیا ہوگا باب لوگوں کے اختلاف کا

فِي الْأَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ

ان چاروں مذہب کی تقلید میں اور اس سے امیر کیا واجب ہوجاتا ہے

مِنْ ذٰلِكَ اعْلَمْ أَنَّ النَّاسَ فِي الْأَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ

سمجھ لے کہ لوگ ان مذاہب کے تقلید کرنے میں

عَلٰی اَرْبَعَۃِ مَنَازِلَ وَلِکُلِّ قَوْمٍ حَدٌّ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَتَعَدَّوْہُ

چار قسم پر ہیں اور ہر قوم یعنے قسم کے لیے ایک حد معین ہے کہ اونکو اس سے بڑھنا جائز نہیں ہے

اَحَدُھَا مَرْتَبَۃُ الْمُجْتَھِدِ الْمُطْلَقِ الْمُنْتَسِبِ اِلٰی صَاحِبِ مَذْھَبٍ

ایک مرتبہ مجتہد مطلق کا ہے کہ ان مذاہب میں سے

مِّنْ تِلْکَ الْمَذَاھِبِ وَثَانِیْھَا مَرْتَبَۃُ الْمُخَرِّجِ وَھُوَ الْمُجْتَھِدُ فِی

کسی اہل مذاہب کیطرف منتسب ہوتا ہی اور دوسرا مخرج کا مرتبہ ہے اور وہ مجتہد

الْمَذْھَبِ وَثَالِثُھَا مَرْتَبَۃُ الْمُتَبَحِّرِ فِی الْمَذْھَبِ الَّذِیْ حَفِظَ

فی المذہب ہوتا ہے اور تیسرا متبحر فی المذہب کا مرتبہ ہے جو کہ

الْمَذْھَبَ وَاَتْقَنَہٗ وَھُوَ یَفِیْ بِالْاَتْقَنِ وَحَفِظَ اَکْثَرَ مَذْھَبٍ

مذہب کو حوب محفوظ رکھتا ہے اور منضبط کر لیا ہے اور وہ اپنے اضباط اور اپنے اصحاب کے

اَصْحَابِہٖ وَرَابِعُھَا الْمُقَلِّدُ الصِّرْفُ الَّذِیْ یَسْتَفْتِیْ عُلَمَاءَ

حفظ مذہب کی موافق فتوی دیتا ہے اور چوتھا صرف مقلد ہے جو کہ مذاہب کے علماء سے فتوی

الْمَذَاھِبِ وَیَعْمَلُ عَلٰی فَتَاوٰھُمْ وَکُتُبُ الْفِقْہِ مَشْحُوْنَۃٌ بِشُرُوْطٍ

پوچھتا ہے اور اون کے فتوے پر عمل کرتا ہے اور فقہا کی کتابیں

کُلُّ مَنْزِلٍ وَّاَحْکَامِہٖ اِلَّا اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا یُمَیِّزُ بَیْنَ

ہر مرتبہ کی شروطوں اور احکام سے پر ہیں لیکن بعضے ایسی آدمی ہیں کہ ان مراتب

الْمَنَازِلِ فَیَخْبِطُ فِیْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ وَیَظُنُّھَا مُتَنَاقِضَۃً فَاَرَدْنَا

میں تمیز نہیں کرتے پھر وہ ان احکام میں خبط بن جاتے ہیں اور اون مراتب کو متناقض

اَنْ نَّجْعَلَ لِکُلِّ مَنْزِلٍ فَصْلًا وَّنُشِیْرَ اِلٰی اَحْکَامٍ

گمان کرتے ہیں سو ہمنے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہر مرتبہ کے جدا گانہ فصل بنا دیں اور ہر مرتبہ

کُلِّ مَنْزِلٍ عَلٰحِدَۃٍ فَصْلٌ فِی الْمُجْتَھِدِ الْمُطْلَقِ الْمُنْتَسِبِ

کے احکام کیطرف الگ الگ اشارہ کر دیں فصل مجتہد مطلق منتسب کے حال میں

وقد قدمنا شرطه فلا نعيده وحاصل كل ذلك انه

اور اوس کے شرط ہم پہلے بیان کر چکے ہین سو اب نہین دوہراتے اور ان سب شرطون کا

الجامع بين علم الحديث والفقه المروي عن اصحابه

حاصل یہ ہے کہ مجتہد منتسب وہ ہوتا ہے کہ جامع ہو علم حدیث اور فقہ مین اور اس کے اساتذہ سی مروی ہے

واصول الفقه كحال كبار العلماء من الشافعية وهم

اور اصول فقہ مین جیسے شافعی مذہب مین بڑے بڑے علماء کا حال تہا اور

وان كانوا كثيرين في انفسهم لكنهم اقلون بالنظر

اگر یہہ علماء اپنی گنتی مین بہت ہین پر اور مراتب کے نسبت بہت تہوڑی

الى منازل الاخر وحاصل صنيعهم استقرأنا

ہین اور ان کے عمل درآمد کا حاصل ہمارے تلاش کے موافق

من كلامهم ان تعرض المسائل المنقولة عن مالك

جو اون کے کلام سے ہوئی ہے یہہ ہے کہ مسائل کا پیش کرنا جو کہ امام مالک

والشافعي وابي حنيفة والثوري وغيرهم من المجتهدين

اور امام شافعی اور ابوحنیفہ اور ثوری وغیرہ مقبول مجتہدون سی منقول ہے

المقبولة ومذاهبهم وفتاواهم على موطأ مالك رح

اور اون کے مذاہب اور فتوون کا پیش کرنا امام مالک کے موطا پر

والصحيحين ثم على احاديث الترمذي وابي داود فما

اور صحیحین یعنی مسلم اور بخاری پر تہا پہر اون کے بعد ترمذی اور ابوداؤد کے

مسئلة وافقها السنة نصا او اشارة اخذوا بها

حدیثون پر پہر جو مسئلہ سنت سی باعتبار نص کے یا اشارہ کے موافق نکلتا

وعولوا عليها واي مسئلة خالفتها السنة مخالفة

تو اوسکو لیتے اور اوسپر اعتماد کرتے اور جو مسئلہ سنت کی صریح خلاف ہوتا

صَرِيحَةً رَدُّوهَا وَتَرَكُوا الْعَمَلَ بِهَا وَأَيُّ مَسْئَلَةٍ اخْتَلَفَتْ

صریح خلاف ہوتا اوسکو رد کرتے اور اوسپر عمل ترک کرتے اور جس مسئلہ مین حدیثین

فِيهَا الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ اجْتَهَدُوا فِي تَطْبِيقِ بَعْضِهَا

اور آثار مختلف ہوتے تو اون کے تطبیق مین ایک کو ایک سے اجتہاد کرتے

بِبَعْضٍ إِمَّا بِجَعْلِ الْمُفَسِّرِ قَاضِيًا عَلَى الْمُبْهَمِ وَتَنْزِيلِ كُلِّ

یا تو مفسر کو مبہم کا حکم ٹھہراتے تھے اور ہر حدیث

حَدِيثٍ عَلَى صُورَةٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَإِنْ كَانَتْ مِنْ بَابِ

کو ایک صورت پر قائم کرکے یا اور کچھ کرتے پس اگر مسئلہ مسنون ہوتے

السُّنَنِ وَالْآدَابِ فَلِكُلِّ سُنَّةٍ وَإِنْ كَانَتْ مِنْ بَابِ الْحِلِّ

یا آداب ہوینکا ہوتا تو وہ سب مسنون ہوتے اور اگر مسئلہ

وَالْحَرَامِ أَوْ مِنْ بَابِ الْقَضَاءِ وَاخْتَلَفَتْ

حلت اور حرمت کا یا در باب قضا ہوتا اور اوس مین

فِيهَا الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَالْمُجْتَهِدُونَ جَعَلُوهَا عَلَى

صحابہ اور تابعین اور مجتہد مختلف ہوتے تو اوسکو

قَوْلَيْنِ أَوْ عَلَى أَقْوَالٍ وَلَمْ يُنْكِرُوا عَلَى أَحَدٍ فِيمَا أَخَذَ

دو قول پر یا کئی قولون پر ٹھہراتے اور کسی پر اعتراض نہ کرتے تھے اسمین کہ

مِنْهَا وَرَأَوْا فِي الْأَمْرِ سَعَةً إِذَا كَانَ يَشْهَدُ الْحَدِيثُ

اوس نے جو قول اختیار کرلیا اور اوس امر مین فراخی تجویز کرتے جبکہ حدیث اور

وَالْآثَارُ لِكُلِّ جَانِبٍ ثُمَّ اسْتَفْرَغُوا جُهْدَهُمْ فِي مَعْرِفَةِ

آثار ہر جانب کے شاہد ہوتے پھر وہ اپنے محنت کو اوسکے

الْأَوْلَى وَالْأَرْجَحِ إِمَّا بِقُوَّةِ الرِّوَايَةِ أَوْ بِعَمَلِ أَكْثَرِ

اذہب اللبیب کے ترجمہ مین جو جو حرف کرتے وہ احادیث یا روایت کی قوت سے ہوتے یا اوسپر اکثر

الصحابة به أو كونه مذهب جمهور المجتهدين أو موافقا

صحابہ کے عمل کرنے سے یا اس سبب سے کہ جمہور مجتہدون کا مذہب ہوگیا یا قیاس سے

للقياس كفى النظر إليه ثم عملوا بدليلك الأقوى من غير نكير

اپنی نظیرون کے برابر موافق ہوگیا پھر سب نے اس اقوی پر عمل کرتے تھے کسیپر اعتراض نہین تھا

على أحد ممن أخذ بالقول الآخر فإن لم يجدوا في المسئلة

جس نے دوسرا قول یعنے مرجوح اختیار کرلیا پس اگر مسئلہ مین ان طبقون مین سے

حديثا من تينك الطبقتين أجالوا قداح نظرهم في شواهد

حدیث نہ پاتے تو اپنے فکر کے تیرون کو تیسرے طبقہ کے ظاہر

أقوالهم من الطبقة الثالثة من كتب الحديث وإلى ما

اقوال مین حدیث کی کتابون سے اور جو دلیل اور علت اون کے

يفهم من كلامهم من الدليل والتعليل فإذا اطمأن

کلام سے مفہوم ہوتے اوسمین جولانے دیتے پھر کسی بات پر اگر اون کے خاطر

لشاكلة شيء أخذ وإلا فإن لم يطمئن بشيء مما ذكروه

جمع ہوجاتے تو وہی اختیار کرتے اور اگر کسیبات پر اونکو مذکورات مین سے اطمینان نہوتا

واطمأن بغيره وكانت المسئلة مما يقدر فيه اجتهاد

اور اس کے غیر پر اطمینان ہوجاتا اور وہ مسئلہ بھی اس قسم کا ہوتا جسمین مجتہد کے اجتہاد کا

المجتهد ولم يسبق فيه إجماع وقام عندهم الدليل الصريح

دخل ہووے اور اسمین اجماع نہوا ہو اور کوئی صریح دلیل اون کے عندیہ مین قائم ہوجاتی

قالوا به مستعينين بالله متوكلين عليه وهذا باب نادر

تو اوسکی قائل ہوجاتے مین اس حال مین کہ اللہ ہی سے استعانت مانگتے اور اسیپر توکل کرتے اور اس قسم کا مادہ نادر

الوقوع صعب المرتقى يجتنبون مزالقه أشد اجتناب و

ان لم یقم عندھم دلیل صریح اتبعوا السواد الاعظم و

اگر اونکی عندیہ مین کوئی دلیل صریح قائم ہوتے تو انبوہ کثیر کا اتباع کرتے اور

ای مسئلۃ لیس فیھا تصریح او تعلیل صحیح من السلف

جس مسئلہ مین سلف سے تصریح یا صحیح تعلیل نہوتے تو

استفرغوا الجھد فی طلب نص او اشارۃ او ایماء من الکتاب

کتاب و سنت کے نص یا اشارہ یا ایما کے طلب مین

والسنۃ او اثر من الصحابۃ والتابعین فان وجدوا قالوا

یا صحابہ اور تابعین کے اثر کے تلاش مین محنت خوب صرف کرتے پھر اگر اس مین سے کچھ ملگیا تو اوس کو

بہ ولیس عندھم ان یقلد واحدا ما واحدا فی کل ما قال

قائل ہوجاتے اور اونکی یہہ رائے نہین تھی کہ کسی ایک عالم کے جزوہ بیان کرے

اطمانت بہ نفوسھم او لا وان کنت فی ریب مما ذکرنا

اوسپر اطمینان خاطر ہو یا نہو مقلدین جائے اور اگر تجھ کو ہماری بیانین شک ہو

فعلیک بکتب البیھقی وکتاب معالم السنن وشرح السنۃ

تو تجھکو لازم ہے کہ بیہقی کی کتابین اور کتاب معالم السنن اور بغوی کی شرح السنۃ کا مطالعہ

للبغوی فھذہ الطریقۃ المحققین من فقھاء المحدثین

کری پس فقہا محدثین مین سے محققین کا یہہ طریقہ تھا

وقلیل ما ھم وھم غیر الظاھریۃ من اھل الحدیث الذین

اور ایسے لوگ بہت تھوڑی ہین اور یہ لوگ اہلحدیث مین سے اونسے جو کہ ظاہری ہین اور

لا یقولون بالقیاس ولا الاجماع وغیر المتقدمین من

قیاس کے قائل نہین ہے اور نہ اجماع کے اور متقدمین محدثین

اصحاب الحدیث ممن لم یلتفتوا الی اقوال المجتھدین

سے جو کہ مجتہدین کے اقوال کے طرف اصلا توجہ نہین کرتے انمین

اصلا ولكنهم اشبه الناس باصحاب الحديث كانهم صنعوا

ولیکن یہہ لوگ اصحاب حدیث سے بہت مشابہ ہین کیونکہ انہون نے مجتہدین کے

فی اقوال المجتهدين ما صنع اولئك فی مسائل الصحابة و

اقوال مین وہی کیا ہے جو اون لوگون نے صحابہ اور تابعین کے مسائل مین کیا ہے

التابعين فصل فی المجتهد فی المذهب وفيه مسائل مسئلة

تیسرا فصل مجتہد فی المذہب کے حال مین اور اس مین کئی مسئلے ہین مسئلہ

اعلم ان الواجب على المجتهد فی المذهب ان يحصل من

یاد رکھہ کہ مجتہد فی المذہب پر یہہ واجب ہے کہ سنن اور آثار مین سے

السنن والآثار ما يحترز به من مخالفة الحديث الصحيح

اتنی استعداد حاصل کرے کہ اوس کے ذریعہ سے صحیح حدیث اور سلف کے

واتفاق السلف ومن دلائل الفقه ما يقتدر به على معرفة

اتفاق کے مخالف سے بچ جاوے اور فقہی دلایل مین سے اتنے کہ اوسکے ذریعہ سے اپنے اساتذہ

ماخذ اصحابه فی اقوالهم وهو معنى ما فی الفتاوى

کے اقوال کے ماخذ کی معرفت پر قادر ہوجاوے اور یہی مراد ہے اوراس قول سے جو فتاوی

السراجية لا ينبغی لاحد ان يفتی الا ان يعرف اقاويل

سراجیہ مین ہے یعنی کسیکو مناسب نہین کہ فتوی دیا کرے مگر اوسوقت کہ علما کے اقاویل سے

العلماء ويعلم من اين قالوا ويعرف معاملات الناس فان

واقف ہوجاوے اور یہ جانجاوے کہ وہ کہان سے کہتے ہین اور لوگون کے معاملات سے واقف ہوجاوے

عرف اقاويل العلماء ولم يعرف مذاهبهم فان سئل

پس اگر علما کے اقاویل تو جان لیے اور اونکے مذاہب سے واقف نہوا پھر اگر اوسسے ایسا

عن مسئلة يعلم ان العلماء الذين يتخذ مذهبهم
مسئلہ پوچھین کہ یہہ جانتا ہو کہ اون علما نے جنکا اوسنے مذہب اختیار کر رکھا ہے

قد اتفقوا عليه فلا بأس بأن يقول هذا جائز وهذا لا يجوز

اسپر بیشک اتفاق کیا ہے تو کچھ ڈر نہیں ہے کہ یہہ کہدی یہہ جائز ہے اور یہہ نہیں جائز ہے

ويكون قوله على سبيل الحكاية وإن كانت مسئلة قد

اور اسکا یہہ قول بر سبیل حکایت ہوویگا اور اگر مسئلہ ایسا ہو کہ

اختلفوا فيها فلا بأس بأن يقول هذا جائز في قول فلان

علماء نے اوسمین اختلاف کیا ہے تو کچھ ڈر نہین ہے کہ کہدی یہہ فلانے کے قول مین جائز ہے

وفي قول فلان لا يجوز وليس له أن يختار فيقول بقول

اور فلانی کے قول مین جائز نہین ہے اور اسکو یہہ اختیار جائز نہین ہے کہ انجانب اختیار کرکے اور کسی ایک کے

بعضهم مما لم يعرف حجتهم وفي فصول العمادية في الفصل

قول کا جواب دیدے جسکی حجت سے وہ واقف نہو اور فصول عمادیہ کے پہلے فصل مین یہ ہے

الأول وإن لم يكن من أهل الاجتهاد لا يحل له أن يفتي

اول اگر اجتہاد والا نہو تو اوسکو یہہ حلال نہین ہے کہ فتوے دیا کرے

إلا بطريق الحكاية فيحكي ما يحفظ من أقوال الفقهاء وعن

مگر بطریق حکایت فتوی دی نو سے پس فقہاء کے اقوال مین جو کہنا ہو بیان کردے اور

أبي يوسف وزفر وعافية بن زيد أنهم قالوا لا يحل

ابو یوسف اور زفر اور عافیہ بن زید سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کسیکو حلال نہین

لأحد أن يفتي بقولنا ما لم يعلم من أين قلنا وفيها أيضا

ہے کہ ہمارے قول کا فتوی دیوی جب تک خبر نہو کہ ہمنے کہان سے کہا ہے اور فصول عمادیہ مین یہ ہے

عن بعضهم قالوا لو أن الرجل حفظ جميع كتب أصحابنا لا بد

بعضون سے منقول ہے کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری اصحاب کی کتابین یاد کرلے تو بھی ضرور ہے

أن يتعلم للفتوى حتى يهتدي لكيفية الجواب لأن كثيرا من المسائل

کہ فتوی کیواسطے سعی کردی کرے تاکہ فتوی دینا آجاوے اس لیے کہ بہت مسائل مین

اجاب عنها اصحابنا على عادة اهل بلدهم ومعاملاتهم

ہماری اصحاب نے لیئے شہر والون کی عادت اور معاملات کو موافق جواب دیا ہے

فينبغي لكل مفتي ان ينظر الى عادة اهل بلده وزمانه

سو ہر ایک مفتی کو مناسب ہے کہ اپنی شہر اور زمانہ کے لوگون کے عادت کو لحاظ کرے

فيما لا يخالف الشريعة في عمدة الاحكام من المحيط فاما

جہان کہ شریعت کی مخالف نہین ہے محیط مین سے عمدۃ الاحکام مین ہے پس رہے

اهل الاجتهاد من يكون عالما بالكتاب والسنة و

اہل اجتہاد سو وہ ہین جو کتاب اور سنت اور

الآثار ووجوه الفقه ومن الحنفية نقل عن بعضهم

آثار اور وجوہ فقہ سے عالم ہون اور حنفیہ مین بعضون سے منقول ہے

لابد للاجتهاد من حفظ المبسوط ومعرفة الناسخ والمنسوخ

اجتہاد کیواسطے مبسوط کا یاد رکھنا اور ناسخ اور منسوخ

والمحكم والمأول والعلم بعادات الناس وعرفهم في

اور محکم اور ماؤل کے معرفت اور لوگون کے عادات اور عرف کی آگاہی ضرور ہے

السراجية قيل ادنى الشروط للاجتهاد حفظ المبسوط

سراجیہ مین کہتے ہین کہ اجتہاد کی شرطون ہین سے کم سے کم مبسوط یاد رکھنا ہے یہہ

ذكر هذه الروايات في خزانة المفتين اقول وهذه العبارات

روایات خزانۃ الروایات مین مذکور ہین مین کہتا ہون کہ ان عبارتون کے

معناها الفرق بين المفتي الذي هو صاحب تخريج وبين

معنے فرق کرنا اوس مفتی مین جو تخریج کرتا ہو اور اوس

المفتي الذي هو متبحر في مذهب اصحابه يفتي على سبيل

مفتی مین جو اپنے اساتذہ کے مذہب مین تبحر ہو کہ بسبیل حکایت فتوی

الحكاية ولا على سبيل الاجتهاد ومسئلة اعلم ان القاعدة

دیتا ہو بسبیل اجتہاد نہین مسئلہ سمجھ لے کہ فقہاء

عند محققي الفقهاء ان المسائل على اربعة اقسام قسم تقرر

محققین کے نزدیک فاعدہ یہ ہے کہ مسائل چار قسم پر ہین ایک قسم یہ کہ

في ظاهر المذهب وحكمه ان يقبلوه على كل حال وافقت

جو ظاہر مذہب مین تحریر کیا ہے اسکا حکم یہ ہے کہ بہر حال اوسکو قبول کرین اصول کے

الاصول او خالفت ولذلك ترى صاحب الهداية و

موافق ہو یا مخالف اور اسیواسطے مصنف ہدایہ وغیرہ کو تو دیکھتا

غيره يتكلفون ببيان الفرق في مسائل التجنيس وقسم

ہے کہ تجنیس کے مسائل مین فرق تکلف سے بیان کرتے ہین اور ایک قسم

هو رواية شاذة عن ابي حنيفة رح وصاحبيه وحكمه

وہ جسکو امام ابوحنیفہ رح اور صاحبین سے شاذ روایت ہے اسکا حکم یہ ہے

ان لا يقبلوه الا اذا وافق الاصول وكم في الهداية و

کہ مسلم نہ کہین مگر اوس صورت مین کہ اصول سے موافق ہو اور ہدایہ وغیرہ مین

نحوها من تصحيح بعض الروايات الشاذة بحال الدليل

بعضے روایات شاذہ کے تصحیح دلیل کے اعتبار سے بہتیری اور

وقسم هو مخير من المتاخرين اتفق عليه جمهور الاصحاب

ایک قسم متاخرین کے لیے مخیر ہے کہ اوسپر جمہور اصحاب متفق ہین اسکا

وحكمه انهم يفتون به على كل حال وقسم هو مخير

حکم یہ ہے کہ اسپر ہر حال فتوی دیوین اور ایک قسم وہ جو متاخرین کے لیے

فيه لم يتفق عليه جمهور الاصحاب وحكمه ان يعرضه

المفتي على الاصول والنظائر من كلام السلف فان وجد له

مفتے اوسکو اصول اور نظائر پر سلف کے کلام مین سے مطابق کرے پھر اگر اوسکے

موافقا لها اخذ به والا ترکه في خزانة الروايات نقلا

موافق نکلے تو اختیار کرے نہین تو چھوڑ دے خزانۃ الروایات مین نقل ہے

عن بستان الفقيه ابي الليث في باب الاخذ عن الثقات

ابو اللیث کے بستان باب الاخذ عن الثقات مین سے منقول ہے

ولو ان رجلا سمع حديثا او سمع مقالة فان لم يكن القائل

اور اگر کسی شخص نے حدیث سنے یا کسیکا مقولہ سنا پس اگر قائل ثقہ نہین ہے

ثقة فلا يسعه ان يقبل منه الا ان يكون قولا يوافق

تو اسکو روا نہین ہے کہ اوسے تسلیم کرے مان اگر وہ قول اصول کے

الاصول فيجوز العمل به والا فلا وكذا لو وجد حديثا مكتوبا

موافق ہو تو اوسپر عمل جائز ہے اور نہین تو جائز نہین اور ایسے ہی اگر اوسنے حدیث یا

او مسئلة فان كان موافقا للاصول جاز ان يعمل

کوئی مسئلہ لکھا ہوا دیکھا تو وہ اگر اصول کے موافق ہو تو اوسپر عمل جائز

به والا فلا وفي البحر الرائق عن ابي الليث قال سئل ابو

ہے اور نہین تو جائز نہین اور بحر الرائق مین ابو اللیث سے ہے کہتا ہے

نصر عن مسئلة وردت عليه ما تقول رحمك الله

ابو نصر سے ایک مسئلہ پوچھا کہ اوسپر پیش ہوا تھا کیا کہتے ہو خدا تمپر رحمت کرے

تعالى وقعت عندك كتب اربعة كتاب ابراهيم بن

تمہارے پاس چار کتابین ہین ابراہیم بن رستم کے

رستم واداب القاضي عن الخصاف وكتاب المجرد وكتاب

کتاب اور خصاف کے آداب القاضی اور کتاب المجرد اور کتاب

النوادر من جملة هشام هل يجوز لنا ان نفتي منها اولا وهذا

النوادر ہشام کی جملہ سے ایا ہمکو جائز ہو کہ ان کے موافق فتوی دیوین یا نہین اور یے

الكتب محمودة عندك فقال ما صح عن اصحابنا فذلك علم

کتابین تمہاری رای مین محمود ہین پس ابو نصر نے جواب دیا جو بہاری اساتذہ سے ثابت ہو چکا ہی سو وہ علم

محبوب ومرغوب فيه مرضي به واما الفتيا فاني لا ارى

محبوب اور مرغوب اور پسندیدہ ہی اور رہا فتوی دینا سو مین کسیکے حق مین جایز

لاحد ان يفتي بشئ لا يفهمه ولا يحتمل اثقال الناس فان

نہین دیکھتا کہ ایسی بات کا فتوی دیوی جسکو نہین سمجھتا اور لوگون کا بوجھ نہ اٹھا دی پس اگر

كانت مسائل قد اشتهرت وظهرت وانجلت عن اصحابنا

وہ ایسی مسائل ہون کہ ہماری اساتذہ سے مشہور اور ظاہر اور واضح ہین

رجوت ان يسع لي الاعتماد عليها في النوازل مسئلة اعلم

تو امید ہو کہ حوادث مین اوپر اعتماد کی گنجایش ہو مسئلہ سمجھیے

ان المسئلة اذا كانت ذات اختلاف بين ابي حنيفة و

کہ مسئلہ اگر فیما بین امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین کے مختلف فیہ ہو

صاحبيه فحكمها ان المجتهد في المذهب مخير من اقوالهم ما هو

تو اسکا یہ حکم ہے کہ مجتہد فی المذہب اون کے اقوال مین سے وہ اختیار کرے جو اسکے دلیل

اقوى دليلا واقيس تعليلا وارفق بالناس لذلك افتى جماعات

قوی اور علت قیاس کے موافق اور لوگون کے حق مین سہل ہو اور اسی لیے حنفیہ علماء

من علماء الحنفية على قول محمد رح في طهارة الماء المستعمل و

کے جماعات نے مستعمل پانیکی طہارت مین امام محمد رح کے قول پر فتوی

على قولهما في اول وقت العصر والعشاء وفي جواز المزارعة

دیا ہی اور عصر اور عشا کے اول وقت مین اور مزارعہ کے جواز مین شیخین کے قول پر فتوی دیا ہی

وكتبهم مشحونة بذلك لا يحتاج الى ايراد النقول وكذلك

اور اونکی کتابین اسے بھری ہوئی ہین نقل بیان کرنیکی کچھہ حاجت نہین ہے اور یہی

الحال في مذهب الشافعي في المنهاج وغيره في الفرائض ان

حال امام شافعی کے مذہب مین ہے منہاج وغیرہ مین فرائض کے باب مین ہے کہ

اصل المذهب عدم توريث ذوي الارحام وقد افتى المتاخرون

اصل مذہب تو ذوی الارحام کے عدم توریث کا ہی اور بیشک متاخرین نے

عند عدم انتظام بيت المال بتوريثهم وقد نقل فقيه اليمن

بروقت غیر منتظم ہونے بیت المال کے اونکو وراثت کا فتوی دیا ہے اور فقیہ یمن ابن زیاد نے

ابن زياد في فتاواه المسائل التي افتى المتاخرون فيها بخلاف

اپنے فتاوی مین ایسے بہت مسئلے ذکر کیے ہین کہ متاخرین نے مسائل مین بخلاف مذہب

المذهب منها اخراج الفلوس من الزكوة المفروضة من النقدين

فتوی دیا ہی ایک یہہ کہ سونے چاندی اور اسباب تجارت کی زکوۃ مفروضہ مین سے فلوس کا ادا کرنا بلقینی نے

عروض التجارة افتى البلقيني بجوازه وقال اعتقد جوازه ولكنه

اوس کے جواز کا فتوی دیا ہی اور کہا ہے کہ مین اسکو جائز جانتا ہون پر یہہ

مخالف لمذهب الشافعي ايضا وتبع البلقيني في ذلك البخاري

شافعی مذہب کے خلاف ہو اور بلقینی اس مسئلہ مین بخاری کا تابع ہوا ہے

ومنها دفع الزكوة الى الاشراف العلويين افتى الامام فخر

اور انہین سے یہ ہی کہ اشراف علویین کو زکوۃ کا دینا امام فخر الدین الرازی نے

الدين الرازي بجوازه في هذه الازمنة حين منعوا سهامهم

اس کے جواز کا اس زمانہ مین فتوی دیا ہے جب اونکا حصہ

من بيت المال وضربهم الفقر ومنها بيع النحل في الكوارات مع

بیت المال سے بند ہو گیا اور اونکو حاجت نے پکڑ لیا اور ایک یہہ ہی مسئلہ کہ کھیونکا محال مین موم وغیرہ

مَا فِيهَا مِنْ ثَمْرٍ وَغَيْرِهِ أَجَابَ الْبُلْقِينِيُّ بِالْجَوَازِ وَنَقَلَ ابْنُ زِيَادٍ

کیسا جواوس مین ہوتا ہے پیتا بلقینے نے اوس کے جواز کا جواب دیا ہے اور ابن زیاد نے

عَنِ الْإِمَامِ ابْنِ عُجَيْلٍ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثُ مَسَائِلَ فِي الزَّكَوٰةِ يُفْتَى

امام ابن عجیل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے زکوۃ کے تین مسئلے ہین کہ اور مین بخلاف

فِيهَا بِخِلَافِ الْمَذْهَبِ نَقْلُ الزَّكَوٰةِ وَدَفْعُ الزَّكَوٰةِ إِلَى وَاحِدٍ

مذہب فتوی ہوا ہے زکوۃ کا نقل کرنا اور زکوۃ ایک کو دینا اور

وَدَفْعُهَا إِلَى أَحَدِ الْأَصْنَافِ أَقُولُ وَعِنْدِي فِي ذٰلِكَ رَأْيٌ وَهُوَ

سات قسم مین سے ایک قسم کو دینا مین کہتا ہون میرے عندیہ مین اسمین برای ہے کہ

أَنَّ الْمُفْتَى فِي الْمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ سَوَاءٌ كَانَ مُجْتَهِدًا فِي الْمَذْهَبِ

شافعی مذہب کا مفتی را ہے کہ مجتہد فی المذہب ہو

أَوْ مُتَبَحِّرًا فِيهِ إِذَا احْتَجَّ فِي مَسْئَلَةٍ إِلَى غَيْرِ مَذْهَبِهِ فَعَلَيْهِ

یا متبحر فی المذہب اگر کسی مسئلہ مین اپنے خلاف مذہب کا حاجتمند ہو تو

بِمَذْهَبِ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَجَلُّ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ عِلْمًا وَدِيَانَةً

اوسکو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب لانا سہل ہے کیونکہ وہ باعتبار علم اور دیانت کے اصحاب شافعی مین بہت جلیل القدر

وَمَذْهَبُهُ عِنْدَ التَّحْقِيقِ فَرْعٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَوَجْهٌ مِنْ

ہے اوسکا مذہب حنیفت مین شافعی مذہب کی فرع ہے اور اوس کے

وُجُوهِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ فَصْلٌ الْمُتَبَحِّرُ فِي الْمَذْهَبِ وَهُوَ

اقسام مین سے ایک قسم ہے واللہ اعلم فصل متبحر فی المذہب کے حال مین اور وہ

الْحَافِظُ لِكُتُبِ مَذْهَبِهِ وَفِيهِ مَسَائِلُ مَسْئَلَةٌ مِنْ شَرْطِهِ

ہے مذہب کے کتابون کا حافظ ہوتا ہے اور اوس مین کیے مسئلہ ہین مسئلہ اسکے شرط

أَنْ يَكُونَ صَحِيحَ الْفَهْمِ عَارِفًا بِالْعَرَبِيَّةِ وَأَسَالِيبِ الْكَلَامِ

یہ ہے کہ صحیح الفہم عربیت دان اور کلام کے اسلوب اور

مراتب الترجیح متفطنا لمعانی کلامهم لا یخفی علیه غالبا

ترجیح کے مراتب سے آگاہ ہو اور انکی کلام کی معانی کا زود فہم غالبا اوس پر

تقییدهم ما یکون مطلقا فی الظاهر و المراد منه المقید و اطلاق

ظاہر مین مطلق ہونا اور اس سے مراد مطلق لینا اوس پر پوشیدہ نرہے اور

ما یکون مقیدا فی الظاهر و المراد منه المطلق بنبه علی ذلک

مقید کا ظاہر مین مطلق ہونا اور اس سے مراد مطلق لینا اوس پر پوشیدہ نرہے اوس پر

ابن نجیم فی البحر الرائق فنجب علیک ان لا تفتی الا باحد

ابن نجیم نے بحر الرائق مین تنبیہ کی ہے اور اوس پر واجب ہے

وجهین اما ان یکون عندک طریق صحیح یعتمد علیه

دو مین سے ایک وجہ کے فتوی ندیوی یا تو اس کے عندیہ مین امام تک طریق صحیح معتمد علیہ قائم

الی امامه او یکون المسئلة فی کتاب مشتهر رتد اولئه الایدی

ہو یا وہ مسئلہ ایسی مشہور کتاب مین ہو جو دست بدست

فی النهر الفائق فی کتاب القضاء طریق نقل المفتی

چلے آتے ہے نہر الفائق کے کتاب القضا مین ہے مفتی مقلد کے

المقلد عن المجتهد احد امرین اما ان یکون له

نقل کا طریقہ مجتہد سے دو مین سے ایک امر ہے یا اوس کے پاس مجتہد تک

سند الیه او یلفیه فی کتاب معروف تد اولته الایدی

سند ہو یا اوس مسئلہ کو ایسی مشہور کتاب مین سے لے جو دست بدست چلی آتے ہے

کتب محمد بن الحسن و نحوها من التصانیف المشهورة

جیسے محمد بن الحسن کے کتابین اور اوسکے قبل اور مجتہدون کے مشہور

للمجتهدین لانه بمنزلة الخبر المتواتر او المشهور و هکذا

تصانیف کیونکہ وہ کتابین بمنزلہ متواتر یا مشہور خبر کے ہین اور ایسا ہی

ذکر الرازی فعلی هذا لو وجد بعض النسخ النوادر فی زماننا

رازی نے ذکر کیا ہے اس تقدیر پر اگر اوس نے نوادر کا کوئی نسخہ ہماری زمانہ میں پایا

لا یحل عنہ وما فیہا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانہا لم تشتہر

نوادر کے مسائل کو امام محمد کیطرف منسوب کرنا حلال نہیں ہے اور نہ ابی یوسف کیطرف کیونکہ وہ نسخہ

فی عصرہ فی دیارنا ولم تتداول ثم اذا وجد النقل عن النوادر

ہماری زمانہ میں ہماری دیار میں مشہور نہیں ہے اور نہ دست بدست آیا ہو پھر اگر نوادر کے نقل مثلاً

مثلاً فی کتاب مشہور معروف کالہدایۃ والمبسوط کان

کسی کتاب مشہور میں بخاری جیسے ہدایہ اور مبسوط اب یہ

ذلک تعویلا علی ذلک الکتاب انتہی وفی فتاوی القنیۃ

بھروسہ اوس کتاب پر ہوویگا انتہے اور فتاوی

فی باب ما یتعلق بالفتیا ان ما یوجد من کلام رجل

قنیہ کے باب ما یتعلق بالفتیا میں یہ ہے کہ وہ کلام شخص کا

ومذہبہ فی کتاب معروف وقد تداولتہ النسخ فانہ

اور اسکا مذہب ایسی کتاب مشہور میں کہ سب نسخوں میں موجود ہے تو اب

جاز لمن نظر فیہ ان یقول قال فلان او فلان کذا وان

اوس کتاب کے ناظر کو یہ کہنا جائز ہے فلانے نے یا فلانے نے ایسا کہا ہے اگر

لم یسمعہ من احد نحو کتب محمد بن الحسن وموطا مالک رح

کسی سے نہ سنا ہو جیسے محمد بن الحسن کے کتابیں اور امام مالک کے موطا

ونحوہما من کتب المصنفۃ فی اصناف العلوم لان

اور ایسی ہی اور کتابیں جو علوم کے اصناف میں تصنیف ہوئے ہیں اوس لیے کہ

وجود ذلک علی ہذا الوصف بمنزلۃ الخبر المتواتر فا

اوس کلام کا اوس حال پر ہونا بجای متواتر خبر اور

الاستفاضة لا يحتاج مثله الى اسناد مسئلة اذا وجد

اور استفاضہ کی ہے ایسی کلام مین سند کی حاجت نہین ہے مسئلہ اگر

المتجر في المذهب حديثا صحيحا يخالف مذهبه فهل له

متجر نے المذہب کو صحیح حدیث اوسکی مذہب کے مخالف مل جاوے تو آیا اسکو جائز

ان يأخذ بالحديث ويترك مذهبه في تلك المسئلة

ہے کہ اس حدیث کو اختیار کری اور اس مسئلہ مین اپنا مذہب ترک کرے

في هذه المسئلة بحث طويل واطال فيها صاحب خزانة

اس مسئلہ مین بڑی بحث ہے اور اسمین خزانۃ الروایات کے مولف نے

الروايات نقلا عن دستور المساكين فلنورد كلامه من

دستور المساکین سے نقل کرکر طوالت دی ہے ہم اسکا کلام اوس نقل

ذلك بعينه فان قيل لو كان المقلد غير المجتهد عالما

مین سے بعینہ لاتے ہین اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد غیر مجتہد عالم

مستدلا لا يعرف قواعد الاصول ومعاني النصوص و

استدلال کرنیوالا اصول کے قواعد اور نصوص اور اخبار کے معانی سے آگاہ ہو

الاخبار هل يجوز ان يعمل عليها وكيف يجوز وقد قيل

تو آیا اسکو جائز ہے کہ اوپر عمل کری اور کسطرح جائز ہے اور حال یہہ ہے

لا يجوز لغير المجتهد ان يعمل الا على روايات مذهبه و

کہ کہتے ہین کہ غیر مجتہد کو جائز نہین ہے کہ سوا روایات اپنے مذہب کے اور

فتاوى امامه ولا يشتغل بمعاني النصوص والاخبار و

فتون اپنے امام کے عمل کرے اور نصوص اور اخبار کے معانے مین اور اوپر

العمل عليها كالعامي قيل هذا في العامي الصرف

عمل کرنے مین عامی کیطرح مشغول نہو جاوے کوئی جواب دیتا ہے کہ یہ ایسی عامی

أَلْجَاهِلُ الَّذِي لَا يَعْرِفُ مَعَانِيَ النُّصُوصِ وَالْأَحَادِيثِ وَ

خالص عامی جاہل کے حق میں ہے کہ نصوص اور احادیث کے معانی سے اور

تَأْوِيلَاتِهَا أَمَّا الْعَالِمُ الَّذِي يَعْرِفُ النُّصُوصَ وَالْأَخْبَارَ وَ

اور ان کی تاویلات نہیں جانتا رہا وہ عالم جو نصوص اور خبار کو سمجھتا ہے اور وہ

هُوَ مِنْ أَهْلِ الدِّرَايَةِ وَثَبَتَ عِنْدَ صِحَّتِهَا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ أَوْ مِنْ

صاحب دانش ہے اور اوسکے عندیہ میں ان کے صحت محدثین سے یا ان سے

كُتُبِهِمُ الْمَوْثُوقَةِ الْمَشْهُورَةِ الْمُتَدَاوَلَةِ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَعْمَلَ عَلَيْهَا

معتبر مشہور مروج کتابوں سے ثابت ہی تو اوسکو اوپر عمل کرنا جائز ہے

وَإِنْ كَانَ مُخَالِفًا لِمَذْهَبِهِمْ يُؤَيِّدُهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ

اگرچہ ان کے مذہب سے مخالف ہو امام ابوحنیفہ اور امام محمد

وَالشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِهِ وَقَوْلُ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ فِي رَوْضَةِ الْعُلَمَاءِ

اور امام شافعی اور انکے اصحاب کا قول اور صاحب ہدایہ کا قول جو روضۃ العلماء

الزندويستية في فضل الصحابة سُئِلَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ

الزندویستیہ فی فضل الصحابہ میں ہے اسکا مویدہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا

إِذَا قُلْتَ قَوْلًا وَكِتَابُ اللَّهِ يُخَالِفُهُ قَالَ اتْرُكُوا قَوْلِي بِكِتَابِ اللَّهِ

اگر آپ ایسی کہیں اور کتاب اللہ اوس کے مخالف ہو جواب دیا میرا قول کتاب اللہ کے مقابلہ

فَقِيلَ إِذَا كَانَ خَبَرُ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

میں ترک کرو اوسنے پھر پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خبر اوس کے

يُخَالِفُهُ قَالَ اتْرُكُوا قَوْلِي بِخَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

مخالف ہو جواب دیا میرا قول رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے مقابلہ میں

وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ إِذَا كَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ بِخِلَافِهِ

ترک کرو اوسنے پھر پوچھا اگر صحابہ کرام کا قول اوس کے مخالف ہو

قَالَ اترکوا قولی بقول الصحابۃ وفی الامتاع رواہ البیہقی

جواب دیا میرا قول صحابہ کے قول کے مقابلہ مین ترک کرو اور امتاع مین بیہقی سے

فی السنن عند الکلام علی القراءۃ بسندہ قال قال الشافعی رح

مین جہان قرات اسنادی پر کلام کیا ہے روایت کرتا ہے کہتا ہے امام شافعی کہتے ہین

اذا قلت قولا وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال

جب مین کوئی مسئلہ کہون اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری نقل

خلاف قولی فما یصح من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

کے خلاف فرمایا ہے تو جو مسئلہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے ثابت

وسلم اولی فلا تقلدونی ونقل امام الحرمین فی نہایۃ

ہوتا ہے وہی اولے ہے پس میرے تقلید مت کرو اور امام الحرمین نے نہایہ مین

عن الشافعی رح انہ قال اذا بلغکم خبر صحیح بخالف مذہبی

شافعی رح سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہین اگر تمکو صحیح خبر میرے مذہب کے مخالف ملجاوے

فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی وقد صح منصوصا انہ قال اذا

تو اسکے تابعداری کرو اور سمجھ لو کہ میرا مذہب وہی ہے اور صاف ثابت ہوچکا ہے کہ امام

بلغکم عنی مذہب وصح عندکم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان

شافعی رح نے کہا اگر تمکو میری مذہب کا مسئلہ پہنچے اور تمہارے عندیہ مین کوئی حدیث اسکی مقابل ثابت ہوجاوے تو

مذہبی موجب الخبر رواہ الخطیب باسنادہ ان

سمجھ لو کہ میرا مذہب خبر کا ہے مضمون ہے اور خطیب نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ

الدارکی من الشافعیۃ کان یستفتی ربما یفتی بغیر

دارکی جو شافعیہ علماء مین سے ہے فتوی پوچھا جایا کرتا تھا اور بعضے دفعہ بخلاف

مذہب الشافعی رح والی حنیفۃ رح فیقال لہ ہذا یخالف

مذہب شافعی اور ابو حنیفہ کا فتوی دیدیتا پھر اوسسے کہتے کہ یہ تو اس دونو

قولهما فيقول ويكم حدث فلان عن فلان عن النبي

کے قول کے خلاف ہے وہ کہنا تمہارا برا ہو فلانا فلانے سے وہ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هكذا والآخذ بالحديث اولى

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کہتا ہے اور حدیث کو اختیار کرنا

من الآخذ بقولهما اذا خالفاه وكذا يؤيده ما ذكر في

بہ نسبت اختیار کرنے اون کے قول کے جب وہ حدیث کی خلاف ہوں اول ہیں اور ایسی ہی ہدایہ میں

الهداية في مسئلة صوم المتمتع لو احتجم وظن ان ذلك

متمتع کے صوم کے بابت مذکور ہی اوسکی تائید کرتا ہی اگر کسی نے پچھنے لگوائے اور گمان

يفطره ثم اكل متعمدا عليه القضاء والكفارة لان الظن

کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصد اکھا لیا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونوں ہیں کیونکہ

ما استند الى دليل شرعي الا اذا افتاه فقيه بالفساد

ظن وہی ٹھیک ہوتا ہی جسکے سند دلیل شرعی ہو مگر اوسیصورت میں کہ کوئی فقیہ اوسی کہدے کہ

لان الفتوى دليل شرعي في حقه ولو بلغه الحديث بخلافه

روزہ ٹوٹ گیا اسلیے کہ اوسکے حق میں فتوی دلیل شرعی ہے اور اگر اوسکو حدیث پہنچے اور اوسپر

اعتمد فكذلك عن محمد لان قول الرسول صلى الله عليه

اعتماد کیا تو ایسے ہی امام محمد سے ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

وآله وسلم لا ينزل عن قول المفتي في الكافي والحميدي

فرمودہ مفتی کے قول سے کمتر نہیں ہوتا کافی اور حمیدی میں ہے

اي لا يكون ادنى درجة من قول المفتي يصلح دليلا

یعنے مفتے کے قول سے کم درجہ کا نہیں ہوتا اور مفتے کا قول تو

شرعيا فقول الرسول صلى الله عليه وآله وسلم

شرعی دلیل ہوتا ہے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ

اولی وعن ابی یوسف خلاف ذلک لان علی العامی الاقتدا

اولے ہے اور ابو یوسف سے اسکا خلاف مروی ہے اسواسطیکہ عامی پر فقہا ہے کا اقتدار

بالفقہاء لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث و

لازم ہے کیونکہ اس کے حق مین حدیث کی معرفت کی راہ پانے نہین ہے اور

ان عرف تاویلہ بجب الکفارۃ وفی المنار و بالاتفاق و

اگر اوس کے معنے سمجھتا ہو تو اوسپر کفارہ واجب ہے اور منار مین ہے کہ یہ بالاتفاق ہے اور

اما الجواب عن قول ابی یوسف ان للعامی الاقتداء بالفقہاء

رہا امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ عامی کو فقہا کے پیروی ہے

فمحمول علی العامی الصرف الجاہل الذی لا یعرف معنی

سو یہہ اوس عامی پر محمول ہے جو نرا ایسا جاہل ہو کہ حدیث کے معنے

الاحادیث و تاویلاتہا لانہ اشار الیہ بقولہ لعدم الاہتداء

اور اوسکی تاویلات نہین جانتا اسواسطے کہ یہ اشارہ کر دیا کہ اوس کے حق مین

ای فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث وکذا قولہ وان عرف

معرفت احادیث کی راہ پائے نہین ہے اور ایسا ہی ابو یوسف کا قول اور اگر عامی

العامی تاویلہ بجب الکفارۃ یشیر الی ان المراد من العامی

حدیث کے معنے جانتا ہے تو اوسپر کفارہ ہے اسقول کا بھی اشارہ ہے کہ عامی سے مراد

غیر العالم وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ وہم

جاہل ہے اور حمیدی مین ہے کہ عامی عوام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور وہ

الجہال فعلم من ہذہ الاشارات ان مراد ابی یوسف ایضا

جہال ہوتے ہین پس ان اشارات سے معلوم ہوا کہ ابو یوسف کی مراد بھی

من العامی الجاہل الذی لا یعرف معنی النص و تاویلہ

عامی سے وہ جاہل ہے جو نص کے معنے اور تاویل نہین جانتا پس

وفيما ذكر من قول الحنيفة والشافعي ومحمد رحمهم الله فهو قول

ابو حنیفہ اور شافعی اور محمد کا قول جو مذکور ہوا اوس ہی اوس قائل کا قول

القائل يجب العمل بالرواية بخلاف النص الذي ما نقلناه

کہ نص کے خلاف روایت پر عمل واجب ہی نقلناہ خزانۃ الروایات

من خزانة الروايات وفي المسئلة قول آخر وهو أنه إذا

مین سے جسکو ہم نے نقل کیا تمام ہوا اور مسئلہ مین ایک اور قول ہے اور وہ یہ ہی جس صورت

لم يجمع الآت لاجتهاد لا يجوز له العمل على الحديث بخلاف

مین اسکو اجتہاد کا مادہ جمع نہو وی نو اور سکو حدیث پر اپنے مذہب کے خلاف عمل جائز نہین ہے

مذهبه لأنه لا يدري أنه منسوخ أو ماول أو محكم

کیونکہ اسکو کیا معلوم کہ یہ حدیث منسوخ یا ماول یا محکم

محمول على ظاهره ومال إلى هذا القول ابن الحاجب في

اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اسے قول کیطرف ابن الحاجب اپنے

مختصره وتابعوه ورد بأنه إن أراد عدم التيقن بنفي هذه

مختصر مین اور اوسکے شاگرد مائل ہوے ہین اور یہ قول اسطور رد کیا گیا ہی کہ اگر ان احتمالات کی نفی کا

الاحتمالات فالمجتهد أيضا لا يحصل له اليقين بذلك

عدم التیقن مراد ہی تو اسکا یقین تو مجتہد کو بھی حاصل نہین ہوتا وہ تو

وإنما يبني أكثر أموره على غالب الظن وإن أراد أنه لا

اپنے اکثر معاملات غالب ظن پر بنیے کیا کرتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ شخص

يدري ذلك بغالب الرأي معناه في صورة النزاع لأن

اسکو بغالب رای نہین جانتا تو اسکو نزاع کیصورت مین نہین مانتے کیون کہ

المتبحر في المذهب المتتبع لكتب القوم الحافظ من الحديث

متبحر فی المذہب کو کہ قوم کے کتب کو دیکھتا بھالتا رہے حدیث

والفقه بجملة صار حتر كثير اما يحصل له غالب الظن بان

اور فقہ مین سے مقدار شایستہ کا حافظ ہو۔ اکثر اوقات یہ بات ظن غالب حاصل ہو جاتی ہے کہ

الحديث غير منسوخ ولا ما وله بتاويل يجب القول به

حدیث منسوخ نہین ہے اور نہ ایسی ماول جسکے تاویل کا قائل ہونا واجب ہو اور

وانما البحث فيما حصل له ذلك والمختار ههنا هو قول ثالث

بحث تو اوس صورت مین ہے کہ اسکو یہ ملکہ حاصل ہو ہی اور یہان پسندیدہ تیسرا قول ہے

وهو ما اختاره ابن الصلاح وتبعه النووي وصححه قال

وہ جو ابن الصلاح نے اختیار کیا ہے اور نووی اسکا تابع ہوا ہے اور اسکو صحیح قرار دیا ہے

ابن الصلاح من وجد من الشافعية حديثا مخالفا

ابن الصلاح کہتا ہے شافعیون مین سے جسکو حدیث اسکے مذہب کی

مذهبه نظر ان كملت له آلة الاجتهاد مطلقا او في

برخلاف ملے تو یہ دیکھے اگر اسکو اجتہاد مطلق کا مایہ کامل ہو گیا ہے یا

ذلك الباب والمسئلة كان له الاستقلال بالعمل به وان

اوسی خاص باب اور مسئلہ مین تو اوسکو عمل بالاستقلال اوسپر روا ہوگا اور اگر

لم يكمل وشق مخالفة الحديث بعد ان بحث فلم يجد

مایہ کامل نہین ہوا اور حدیث کی مخالفت دشوار گذری ہو بحث کے بعد بھی اوسکے

لمخالفته جوابا شافيا عنه فله العمل به ان كان عمل به

مخالفت کا جواب شافی نہین ملتا تو اسکو عمل اوسپر روا ہی بشرطیکہ بجز

امام مستقل غير الشافعي ويكون هذا عذرا في ترك

شافعی کے کسی مستقل امام نے اوسپر عمل کیا ہو اور اسکیواسطے اپنے امام کا

مذهب امامه وحسنه النووي وقرره مسئلة

مذہب ترک کرنیمین یہان یہ عذر ہو جائیگا اور اسکو نووی نے حسن کہا ہے اور قائم کیا ہے مسئلہ

إذا أراد المتبحر في المذهب أن يعمل في مسئلة بخلاف

اگر ایسا متبحر فی المذہب بہا ارادہ کرے کہ کسی مسئلہ میں اپنے امام کے

مذهب إمامه مقلدا فيها لإمام آخر هل يجوز له ذلك

مذہب کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہو کر عمل کرے آیا یہ اسکو جائز ہے اسمیں

اختلفوا فيه فمنعه الغزالي وتبعه ذمة وهو قول ضعيف

علماء نے اختلاف کیا ہی سو امام غزالی اور ایک گروہ نے منع کیا ہی اور یہہ قول جمہور کے

عند الجمهور لأن مبناه على أن الإنسان يجب عليه

نزدیک ضعیف ہی کیونکہ اسکے اصل یہہ ہے کہ انسان پر واجب ہی

أن يأخذ بالدليل فإذا فات ذلك بجملته بالدلائل

کہ دلیل کے ذریعہ سے اختیار کرے پھر جب وہ دلیل ہے دلائل کے جہالت کے سبب سے فوت ہو گئے

أقمنا اعتقاد أفضلية إمامه مقام الدليل فلا يجوز

تو ہمنے اوسکی امام کے فضیلت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کر دیا سو اوسکو

له أن يخرج من مذهبه كما لا يجوز له أن يخالف

اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اسکو جائز نہیں کہ شرعی

الدليل الشرعي ورد بأن اعتقاد أفضلية الإمام

دلیل کے مخالفت کرے اور یہہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ امام کے مطلق افضلیت کا اعتقاد

على سائر الأئمة مطلقا غير لازم في صحة التقليد

تمام ائمہ پر صحت تقلید کے باب میں بالاجماع لازم نہیں ہے

إجماعا لأن الصحابة والتابعين كانوا يعتقدون أن

ہے اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ

خير هذه الأمة أبو بكر ثم عمر وكانوا يقلدون في كثير

اس امت میں افضل اول ابوبکر رض ہی پھر عمر رض اور انکا یہ حال تھا کہ بہت

مِنَ الْمَسَائِلِ غَيْرِهِمَا بِخِلَافِ قَوْلِهِمَا وَلَمْ يُنْكَرْ عَلَى ذٰلِكَ اَحَدٌ

مسائل مین اونکے قول کے برخلاف اور وہ اونکی تقلید کرتے تھے اور اسپر کسیے اعتراض نہین کیا

فَكَانَ اِجْمَاعًا عَلٰى مَا قُلْنَاهُ وَاَمَّا اَفْضَلِيَّةُ قَوْلِهٖ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ

سو ہماری قول پر اجماع ہو گیا اور وہی افضلیت اوسکی امام کے قول کی اس مسئلہ مین

فَلَا سَبِيْلَ اِلٰى مَعْرِفَتِهَا لِلْمُقَلِّدِ الصِّرْفِ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ

سو اسکی پہچان کے راہ مقلد صرف کو کوئی نہین ہے پس تقلید کی یہ

شَرْطًا لِّلتَّقْلِيْدِ اِذْ يَلْزَمُ اَنْ لَّا يَصِحَّ تَقْلِيْدُ جُمْهُوْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

شرط ٹھہرانے جائز نہین ہے اسواسطے کہ لازم آتا ہے کہ جمہور مقلدین کے تقلید جائز نہووی

وَلَوْ سُلِّمَ فَفِيْ مَسْئَلَتِنَا هٰذِهٖ هٰذَا عَلَيْكُمْ لَا لَكُمْ لِاَنَّ كَثِيْرًا

اور اگر فرض کیا جاوی تو ہماری اس مسئلہ مین یہہ تمکو مضر ہے مفید نہین ہے اس لیے کہ اکثر

مِّمَّا يَطَّلِعُ عَلٰى حَدِيْثٍ يُّخَالِفُ مَذْهَبَ اِمَامِهٖ اَوْ يَجِدُ قِيَاسًا

اوقات ایسی حدیث معلوم ہو جاتے ہے کہ اوسکی امام کے مذہب سے مخالف ہوتی ہے یا قیاس قوے

قَوِيًّا يُّخَالِفُ مَذْهَبَهٗ فَيَعْتَقِدُ الْاَفْضَلِيَّةَ فِيْ تِلْكَ الْمَسْئَلَةِ

لیجاوی کہ اوسکی مذہب کے خلاف ہوتا ہے پھر وہ اس مسئلہ مین اوسکے افضلیت کا معتقد ہو جاتا ہے

لِغَيْرِهٖ وَذَهَبَ الْاَكْثَرُوْنَ اِلٰى جَوَازِ اَنْ مِنْهُمُ الْاٰمِدِيُّ وَابْنُ

اور اکثر علما اسکو جائز کہتے ہین اوسمین سے آمدی ہے اور ابن

الْحَاجِبِ وَابْنُ الْهُمَامِ وَالنَّوَوِيُّ وَاَتْبَاعُهٗ كَابْنِ حَجَرٍ وَّالرَّمْلِيِّ

الحاجب اور ابن الہمام اور نووی اور اوسکی اتباع جیسے ابن حجر اور رملے

وَجَمَاعَاتٌ مِّنَ الْحَنَابِلَةِ وَالْمَالِكِيَّةِ مِمَّنْ يَّقْضِيْ ذِكْرُ اَسْمَائِهِمْ

اور حنبلیون مین کا اور مالکیون مین کا ایک گروہ اتنے کہ اونکے ناموں کے ذکر سے

اِلَى التَّطْوِيْلِ وَهُوَ الَّذِيْ انْعَقَدَ عَلَيْهِ الْاِتِّفَاقُ مِنْ مُّفْتِيْ

تطویل ہوتے ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جسپر چاروں مذاہب کے متاخر مفتیون کا

للمذاهب الاربعة من المتاخرين واستخرجوا من كلام اوائلهم
اتفاق منعقد ہوچکا ہے اور اسکو اوائل کے کلام میں سے استخراج کیا ہے
وهم رسائل مستقلة في هذه المسئلة الا انهم اختلفوا
اور اس مسئلہ میں انکے مستقل رسالے ہیں اتنا ہی کہ جواز کے
في شرط جوازه فمنهم من قال لا يرجع فيما قلد اتفاقا فسره ابن
شرطوں میں اختلاف کیا ہے سو اونمیں سے بعضے یہہ کہتے ہیں کہ بالاجماع اپنی تقلید سے رجوع نکرے اسکو
الهمام فقال اي عمل به ولخلف الشراح في معنى هذه
ابن ہمام نے تفسیر کیا ہے یعنی یہ کہا ہے اوسپر عمل کرے اور شارحوں نے عمل ہی کے معنوں میں اختلاف
الكلمة فقيل فيما عمل به بخصوصه بان يقضي تلك الصلوة
کیا ہے سو کوئی کہتا ہے بالخصوص اوسی مسئلہ میں عمل کرے اسطور کہ اوس نماز
الواقعة على المذهب الاول مثلا وهو الصحيح الذي لا يجيء
معین کو مثلاً پہلے ہی مذہب پر قضا کرے اور یہی اصح ہے کہ تحقیق کے
غيره عند التحقيق وقيل بجنسه ورد بانه ليس اتفاقيا بل
وقت کچھ اور ظاہر نہیں ہوتا اور کوئی کہتا ہے اوس قسم کے مسائل میں عمل کرے اور یہ رد کیا گیا ہے کہ یہ اجماعی امر نہیں ہے
اكثر ما روي عن السلف هو العمل بخلاف المذهب فيما
بلکہ سلف سے اکثر روایت یہہ ہے کہ وہ مذہب کے خلاف ہی پر عمل کرتا ہے جہاں کہ
كانوا يعلمون به ومنهم من قال لا يلتقط الرخص فقيل يعني
وہ عمل کرتا ہے اور انمیں سے بعضے کہتے ہیں حضرتوں کو بچن لیوی کوئی کہتا ہے حضرت کی
ما سهل عليه ورد بان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
سہل یعنی جو اوسپر آسان ہو اور یہ اسطور رد کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
كان اذا خير اختار اهون الامرين ما لم يكن اثما وقيل
جب اختیار دیتا تھا تو دو نوشتوں میں سے آسان کو اختیار کرتے تھے جبکہ وہ آسان گناہ نہو اور کوئی یہہ کہتا

مما لا یقوی الدلیل بل الدلیل الصحیح الصریح قائم بخلافہ مثل

کہ دلیل اوس کے تقویت نکرتے ہو بلکہ صحیح صریح دلیل اوسکی خلاف پر قائم ہو جیسے

المتعۃ والصرف فھذا وجہ وجیہ وجدت فی کتاب التخلیص

متعۃ النسا اور بیع صرف اور یہ قوی وجہ ہے مین نے کتاب التخلیص کے کتاب النکاح

تخریج احادیث الرافعی للحافظ ابن حجر العسقلانی فی کتاب

مین پایا ہے جہان رافعی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے احادیث کی تخریج کے ہے

النکاح منہ نقلا عن الحکم فی کتاب علوم الحدیث باسنادہ

حاکم سے کتاب علوم الحدیث مین نقل کرکر کہ اون کے اسناد

الی الاوزاعی قال یجتنب او یترک من قول اھل الحجاز

اور اوزاعی کیطرف ہی کہا ہے اہل حجاز کے پانچ قول سے اجتناب کیا جاوی یا ترک کیے

خمس قول اھل العراق وخمس من اقوال اھل الحجاز استماع

جاوین اور اہل عراق کے پانچ قول اہل حجاز کے سے قول مین بلا ہے

الملاھی والمتعۃ واتیان النساء فی ادبارھن والصرف

گانا سنا اور متعہ اور عورتون کی پس پشت جماع کرنا اور بیع صرف

والجمع بین الصلوتین بغیر عذر ومن قول اھل العراق شرب

اور بلا عذر دو نمازون کو جمع کر دینا اور اہل عراق کے یہ قول ہین پینا

النبیذ وتاخیر العصر حتی یکون ظل الشیء اربعۃ امثالہ

کا پینا اور عصر کے اتنی تاخیر کہ سے کا سایہ جو گنا ہو جاوے

ولا جمعۃ الا فی سبعۃ امصار والفرار من الزحف والاکل بعد

اور سوای سات شہرون کے جمعہ نہین ہی اور لڑائی مین سے بہاگ جانا اور رمضان مین

الفجر فی رمضان ثم قال ابن حجر وروی عبد الرزاق عن

فجر کے بعد کہانا پہر ابن حجر کہتا ہے اور عبد الرزاق معمر سے

معمر کو ان رجلا اخذ بقول اهل المدینة فی استماع الغناء
روایت کرتا ہے اگر کوئی شخص غنا کے سننے مین اور عورتون کے ادبار مین
وراثیان النساء فی ادبارهن و بقول اهل مکة فی المتعة و
جماع کرنے مین اہل مدینہ کا قول اور متعہ مین اور بیع صرف مین
الصرف و بقول اهل الکوفة فی المسکر کان شر عباد الله و منهم
اہل مکہ کا قول اور نشہ مین اہل کوفہ کا قول اخذ کرے تو وہ اللہ کے بندون مین بڑا ہی اور انہین سے ہے
من قال لا یلیق بحیث یترکب حقیقة ممتنعة عند الاماء یر
رخصت کہنے والے ہین کہ لیاقت نحوی اسکو کہ دونون اماموں کے نزدیک محال حقیقت مرکب بن جاوی
قیل المنوع ان یترکب حقیقة ممتنعة فی مسئلة واحدة
کوئی کہتا ہے ممنوع یہ ہے کہ ایک مسئلہ مین حقیقت محال مرکب ہو جاوی
مثل الوضوء بلا ترتیب ثم خرج منه الدم السائل لا فی
جیسے بلا ترتیب وضو کیا پھر اسمین خون جاری نکل آیا دو
مسئلتین کما اذا طهر الثوب بمذهب الشافعی و صلی
مسئلون مین نہین جیسے امام شافعی کے مذہب کے موافق تو کپڑا پاک ہو اور امام
بمذهب ابی حنیفة و یجب ان یقال فیه بحث لانه ان کان
ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق نماز پڑھے اور یہ بات رہتی ہے کہ کوئی کہے اسمین بحث ہی اسلیے کہ اگر
المقصود من هذا القید ان لا یخرج مجموع ما انحله من
اس قید سے مقصود یہ ہے کہ نہ مجموعہ جو اوسنے بنایا ہے متفق علیہ مین سے نہ
الاتفاق فهو حاصل فی مسئلتین ایضا و ان کان المقصود
نکل جاوی تو یہ بات دو مسئلون مین بھی موجود ہے اور اگر یہ مقصود ہے کہ
ان لا یخرج هذه المسئلة وحدها من الاجماع فیکفی عنه
یہہ اکیلا مسئلہ اجماع مین سے نہ نکل جاوی تو اسمین یہ ہی شرط

اشراط کونہ مذھبا للاجتہاد فیہ مساغ کما یاتی ومنہم من

یہہ شرط کہ وہ مذہب ایسا ہو کہ اسمین اجتہاد جائز ہو کفایت کرتی ہے چنانچہ آتا ہے اور انمین سے بعضے رخصت کے معنے

قال لایکون الا من ھب الذی یذھب الیہ ما ینقض فیہ قضاء القاضی

یہہ کہتے ہین وہ مذہب جسکیطرف رجوع کرتا ہے ایسا ہو کہ اسمین قضا قاضی کا نقض آتا ہو

وھذا وجیہ والاحتراز منہ یحصل اذا قلد مذھبا من

اور یہہ بہت قوی ہے اور اسسے احتراز جب ہی ہوتا ہے کہ ان چارون مذاہب

المذاھب الاربعۃ المقبولۃ المشھورۃ ومنھم من قال یشترح

مقبولہ مشہورہ مین سے کسی مذہب کی تقلید کرے اور انمین سے بعضے کہتے ہین کہ اوسکا دل اوس مسئلہ مین

صدرہ فی تلک المسئلۃ بما قلد فیہ غیر امامہ ولا یتصور

اپنے امام سے علاوہ کی تقلید پر خوش ہو جاوی اور یہہ حال

الا فی المتجزی وقیل اذا اتبع الاکثر والقول المشھور فخروجہ من

متجزی ہی مین ہو سکتا ہے اور کوئی کہتا ہے جسصورت مین کہ اکثر کا اور قول مشہور کا اتباع کرتا ہے تو اسکا

مذھب امامہ حسن واذا کان بالعکس فقبیح ھذا خلاصۃ

خروج اپنے امام کے مذہب سے حسن ہے اور اگر اسکا عکس ہے تو برا ہے اوزکی رسایل کا خلاصہ

ما فی رسایلہم مع تنقیح وتحریر وانا اختار فی الجواز شرط ان

تنقیح اور تحریر کے ساتھ یہہ ہے اور مین جواز مین یہہ شرط اختیار کرتا ہون

لا ینقض قضاء قاضی بہ سواء کان النقض لاجتماع معنیین

کہ قضا قاضی کا نقض نہو جاوی برابر ہے کہ نقض ایسی دو معنون کے اجتماع سے ہووی

کلو احد منھما صحیح کالنکاح بغیر شھود بمجتمعین ولا

کہ وہ دونو صحیح ہون جیسے نکاح بدون اجتماع گواہون کے اور بدون

اعلان وبغیرہ وفی الاختیار شرط انشراح الصدر لمعنی فی

اعلان کے یا اور وجہ سے اور اختیار مین شرط خوشی خاطر کے سبب اون معنون کے ہے جو

الدليل او كثرة من عمل به في السلف او كونه احوط او كونه
دلیل ہین ہے یا سلف مین اوسکی بہ لوگون کی کثرت سے یا اوسمین کسی ایسی دشواری سے مخلصی ہو
تقصيا من حرج لا يكون له الطاقة معه لقوله صلى الله
کہ اوس دشواری کے ساتھہ اوسے اطاعت ممکن نہو اس لیے کہ حضرت صلی اللہ
عليه وآله وسلم اذا امرتكم بامر فاتوا منه ما استطعتم ونحو
علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ ہی جب مین تمکو کچھہ امر کرون سو اوسمین سے جتنا ہو سکے سو کرو اور
ذلك من المعاني المعتبرة في الشرع لا مجرد اتباع الهوى وطلب الدنيا
ایسی ہی اور شرع کے معتبر معانی وہ ہین جو شی خاطر صرف ہوا دہوس اور دنیا کے طلب سے نہو
وفي الوجيز شرط ان يتعلق به حق لغيره فيقضي القاضي
اور وجیز کیوا سطے یہہ شرط ہی کہ اوس سے غیر کا حق متعلق ہو پس قاضی اوسکے خلاف
بخلاف ما هو في خزانة الروايات في كشف القناع واذا قلد فقيها
فیصلہ کردی خزانۃ الروایات مین کشف القناع مین ہی ہے اور اگر کسی مسئلہ مین کسی فقیہ کی تقلید کرے
في شيء هل يجوز له ان يرجع عنه الى فقيه اخر المسئلة
تو آیا اوسکو جائز ہے کہ اوسی اور فقیہ کیطرف رجوع کرے یہہ مسئلہ
على وجهين احدهما ان لا يكون التزم مذهبا معينا كمذهب
دو طرح پر ہی ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ اوسنے ایک معین مذہب لازم کر لیا ہو جیسے
ابي حنيفة والشافعي وغيرهما والثاني التزم فقال اني
ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کا مذہب اور دوسرا یہ کہ لازم کر لیا ہو اور کہتا ہو کہ مین
ملتزم متبع ففي الوجيز الاول قال ابن الحاجب لا يرجع بعد
لازم کرنیوالا متبع ہون پس پہلے صورت مین ابن الحاجب کہتا ہی کہ تقلید کے بعد
تقليده فيما قلد اتفاقا وفي حكم اخر المختار الجواز لقوله تعالى
جس مسئلہ مین تقلید کر چکا ہو بالاتفاق رجوع نکرے اور دوسرے مسئلہ مین جواز ہی مختار ہی بدلیل اس آیت کے

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فالقول بوجوب

پوچھو تم لوگ یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے پس قول وجوب کا قائل ہونا

الرجوع الى من قلد اولا فى مسئلة تكون تلفيق التخير وهو

رجوع کرنا اس کی طرف جس کی پہلے ایک مسئلہ میں تقلید کر چکا ہو تخیر کو ملفق کرنا اور یہ

مجرى النسخ على ما تقرر فى الاصول وبقوله صلى الله عليه

اور بدلیل مقام نسخ کے ہے چنانچہ اصول میں ٹھہر چکا ہے

وآله وسلم اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم

اس حدیث کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کا اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے

وان العوام فى السلف كانوا يستفتون الفقهاء من غير

اور سلف کی زمانہ میں عوام لوگ فقہا سے بدون رجوع کے

رجوع الى المعينين من غير انكار فكان محل الاجماع على الجواز

کسی معین کے فتوی پوچھتے تھے کسی سے اعتراض نہیں تھا پس اجماع کا محل جواز پر ہو گیا

كذا فى شرح ابن الحاجب واما الجواب فى الوجه الثانى وهو

یہ ابن حاجب کی ترجمہ میں ہے اور رہا جواب دوسرے وجہ میں کہ

ما اذا التزم مذهبا معينا كابى حنيفة والشافعى فقد اشار

یہ ہے کہ کسی مذہب معین کو جیسے حنفی اور شافعی لازم کرے سو

ابن الحاجب الى الاختلاف فى ذلك اختلاف مذهبه فى

ابن حاجب نے اس میں اختلاف کیطرف منجملہ اختلاف اپنے مذہب کے

اشارة انه اختلف العلماء فى ذلك على ثلاثة اقاويل

اشارہ کیا ہے اور یہ اشارہ کہ علما کے اس باب میں مختلف تین قول ہیں

فقيل لا يجوز مطلقا وقيل يجوز مطلقا والقول الثالث

پس کوئی کہتا ہے مطلقاً جائز نہیں ہے اور کوئی کہتا ہے مطلقاً جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ

ان الحكم في هذا الوجه الوجه الاول سواء فلا يجوز ان يرجع

کہ وجہ کا حکم اور پہلے وجہ کا یکسان ہے سو اوس مذہب سے رجوع کرنا

عنه بعد تقليد اياه فيما قلد اي عمل به ويجوز في غير ما دخل في عمله

تقلید کے بعد جس مسئلہ مین تقلید کر چکا یعنی اوسپر عمل کر لیا ہے جائز نہین ہے اور اور مسئلہ مین جائز ہے اور

الاحكام من الفتاوى الصوفية سئل عن يوم عيد الفطر اذا نزا

فتاوی صوفیہ مین سے عمدۃ الاحکام مین ہے روز عید الفطر کے حال سے پوچھا کہ ہم بعضے

بعض الناس يتطوعون في الجامع عند الزوال فنمنعهم عن

آدمیون کو دیکھتے ہین کہ وہ جامع مسجد مین زوال کے وقت نفلین پڑھتے ہین سو ہم

ذلك ونخبرهم عن ورود النهي عن الصلوة في الاوقات الثلثة

انکو اس سے منع کرتے ہین اور انکو سنا تے ہین کہ تین وقت مین نماز کے ممانعت آئی ہے

قال اما المنع فلا كيلا يدخل تحت قوله تعالى ارايت الذي

جواب دیا ممانعت تو نہین چاہیے نا کہ اس آیت کے مضمون مین نہ آجاوی تو نے دیکھا وہ جو

ينهى عبدا اذا صلى ولا يتيقن وقت الزوال بل عسى ان يكون

منع کرتا ہے ایک بندہ کو جو نماز پڑھتا ہے اور یہ یقین نہین ہے کہ زوال ہی کا وقت ہے شاید کہ

قبله او بعده ولئن كان وقته فقد روي عن ابي يوسف

پہلے ہوا ہو پیچھے ہو اور اگر بالفرض زوال ہی کا وقت ہو تو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے

لا يكره ذلك التطوع عند الزوال يوم الجمعة والشافعي رح

کہ یہ نفلین زوال کیوقت جمعہ کے دن مکروہ نہین ہین اور امام شافعی

لا يكره ذلك في جميع الايام فلئن اعترضت على هذا المصلي

تو کسی دن بھی مکروہ نہین کہتے پس اگر تو اس نمازی پر اعتراض کریگا

فعسى ان يجيبك انه تقلد في هذه المسئلة من يرى جواز

تو شاید کہ تجھکو یہہ جواب دیدی کہ مین اس مسئلہ مین ایسی کا مقلد ہون جو اسکو جائز جانتا ہے

ذٰلِكَ أَوْ يَحِقُّ عَلَيْكَ بِمَا احْتَجَّ بِهٖ مِنْ اخْتَارَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ

یا تجھ پر وہی استدلال کرے جو اس قول کے پسند کرنیوالے نے کیا ہے سو تجھ کو نہیں چاہیے

لَكَ أَنْ تُنْكِرَ عَلٰى مَنْ قَلَّدَ مُجْتَهِدًا أَوِ احْتَجَّ دَلِيْلًا وَفِيْهَا أَيْضًا

کہ ایسی پر جو مجتہد کی تقلید یا کسی دلیل سے حجت کرے اعتراض کیا کرے اور یہ بھی اسے ہیں

مِنَ التَّجْنِيْسِ وَالْمَزِيْدِ وَرُبَّمَا قَلَّدَ هٰذَا الْمُصَلِّيْ فَلَا يُنْكَرُ عَلٰى مَنْ فَعَلَ

تجنیس اور مزید سے ہے اور کبھی یہ مصلے اوسکی تقلید کرتا ہے سو اوسپر کیا اعتراض جو فعل اجتہادی

فِعْلًا مُجْتَهِدًا أَوْ قَلَّدَ مُجْتَهِدًا فِي الظَّهِيْرِيَّةِ وَمَنْ فَعَلَ فِعْلًا

عمل میں لاوے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے اور ظہیریہ میں ہے اور جو شخص فعل مجتہد فیہ پر عمل کرے

مُجْتَهِدًا فِيْهِ أَوْ قَلَّدَ مُجْتَهِدًا فِيْ فِعْلٍ مُجْتَهِدٍ فِيْهِ فَلَا عَارَ وَلَا شَنَارَ

یا فعل مجتہد فیہ میں مجتہد کی تقلید کرے تو اوسپر نہ تو کچھ ننگ ہے اور نہ رسوائی

وَلَا إِنْكَارَ عَلَيْهِ وَفِي الْمِنْهَاجِ لِلْبَيْضَاوِيِّ لَوْ رَأَى الزَّوْجُ

اور نہ کوئی اعتراض اور بیضاوی کے منہاج میں ہے اگر زوج نے

لَفْظَ كِنَايَةٍ وَرَأَتْهُ الْمَرْأَةُ صَرِيْحًا فَلَهُ الطَّلَبُ وَلَهَا الِامْتِنَاعُ

ایک لفظ کو کنایہ سمجھا اور عورت نے اسکو صریح سمجھا تو زوج کو حق طلب حاصل ہے اور عورت کو حق امتناع ہے

فَيُرَاجِعَانِ إِلٰى غَيْرِهِمَا فَائِدَةٌ اسْتَشْكَلَ رَجُلٌ شَافِعِيٌّ

پھر وہ دونوں اور کے سامنے پیش کریں فائدہ ایک شخص شافعی مذہب نے

الِاخْتِلَافَ بَيْنَ عِبَارَتَيِ الْأَنْوَارِ فَأَجَبْتُهُ بِمَا يَحُلُّ الِاخْتِلَافَ

انوار کے دو مختلف عبارتوں پر اعتراض کیا سو میں نے اسکو ایسا جواب دیا جس سے وہ اختلاف رفع ہو جاتا ہے

فِيْ كِتَابِ الْقَضَاءِ مِنْ كِتَابِ الْأَنْوَارِ مَا حَاصِلُهُ إِذَا دَوَّنَتْ هٰذِهِ

انوار میں سے کتاب القضاء میں تو ایسی عبارت ہے جسکا حاصل یہ ہوتا ہے جب یہ

الْمَذَاهِبُ جَازَ لِلْمُقَلِّدِ أَنْ يَنْتَقِلَ مِنْ مَذْهَبِ مُجْتَهِدٍ إِلٰى مَذْهَبِ

مذہب کتابوں میں مندرج ہو گئے تو مقلد کو جائز ہے کہ ایک مجتہد کے مذہب سے منتقل ہو کر دوسرے مجتہد کے مذہب میں چلا جاوے

اخر وكذا لو قلد مجتهدا في بعض المسائل واخر في البعض

اور ایسی ہی اگر بعض مسائل مین ایک مجتہد کے تقلید کری اور بعض اور مسائل مین دوسری مجتہد کے

الاخر حتى لو اختار من كل مذهب الاهون كما لحنفي اذا اقتصد

یہانتک کہ اگر ہر ایک مذہب مین کے سہل اختیار کرے جیسے حنفی جب فصد کہلوا ہے

واراد ان ياخذ بالشافعي حلا لا بتوضا او الشافعي مس شعر جنبة

اور یہ چاہے کہ شافعی مذہب پیلی ناکہ وضو نکرنا پڑے یا شافعی اپنی شرمگاہ کو

او امراة واراد ان ياخذ بالحنفي لئلا يتوضا وغير ذلك من

یا عورت کو چھوی اور یہ چاہے کہ حنفی مذہب لیلون تاکہ وضو نکرنا پڑے

المسائل جاز هذا حاصل كلام صاحب الانوار في كتاب القضاء

اور اور مسائل تو جائز ہے اور یہ خلاصہ انوار کے مصنف کی کلام کا کتاب القضاء مین ہے

وقال في باب الاحتساب لو راى الشافعي شافعيا يشرب

اور باب الاحتساب مین کہتا ہے اگر کوی شافعی کسی شافعی کو دیکھے کہ نبیذ پیتا ہے

النبيذ او ينكح بلا ولي وديانته فله ان ينكر لان على كل

یا بغیر ولی کے نکاح کر کر وطی کرتا ہے تو اوسکو جایز ہے کہ اعتراض کرے کیونکہ ہر

مقلد اتباع مقلده او يعتقد بالمخالفة ولو راى الشافعي الحنفي

مقلد پر اپنے متبوع کا اتباع لازم ہے اور مخالفت سے گنہگار ہوتا ہے اور اگر شافعی نے حنفی کو دیکھا

ياكل الضب او متروك التسمية عمدا فله ان يقول اما

کہ سوسمار کو یا مذبوحہ متروک التسمیہ کو عمدا کہتا ہے تو اوسکو لازم ہے کہ کہدیوی یا تو تو

ان تعتقد ان الشافعي اولى بالاتباع واما ان تترك هذا

یہ اعتقاد کر کہ شافعی کی متابعت اولی ہے یا یہ کہنا چھوڑ دے

كلامه في الاحتساب بين القولين اختلاف اقول وحل

مصنف کا یہ کلام احتساب مین ہے اور ان دونو قول مین اختلاف ہی مین کہتا ہون اور میری

الاختلاف عندي والله اعلم ان معنى قوله يعصي بالمخالفة

عندیہ مین اس اختلاف کا رفع اور اللہ خوب جانتا ہے یون ہی کہ اس قول یعصی بالمخالفہ کے یہ معنی ہین

انه يعصي بالمخالفة اذا عزم على تقليده في جميع المسائل

کہ وہ مخالفت ہی جب گنہگار ہوتا ہے کہ اسکی تقلید کا عزم تمام مسائل مین کرے

او في هذه المسئلة ثم اقدم على المخالفة فهذا معصية

یا اس خاص مسئلہ مین عزم کرے پھر مخالفت کرنے لگے تو یہ تو بلاشک معصیت ہی

بلا شك واما اذا قلد في هذه المسئلة غيره فذلك الغير

اور رہی وہ صورت کہ اس مسئلہ مین اور کا مقلد ہو سو وہ اور

هو مقلده ولم يخالفه او نقول المسئلة الثانية مبنية

وہی اسکا متبوع ہے اور اسکی مخالفت نہین کی یا مین یہ کہتا ہون کہ دوسرا مسئلہ یعنی انوار کا

على قول الغزالي وشرذمة والاول على قول الجمهور فافهم

امام غزالی اور ایک گروہ کے قول پر مبنی ہی اور پہلا مسئلہ جمہور کے قول پر پس سمجھ لے

فان حل هذا الاختلاف قد صعب على بعض المصنفين

کیونکہ اس اختلاف کا حل بعض مصنفین پر بیشک دشوار ہوا ہے

مسئلة اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين واجب و

مسئلہ سمجھ لے کہ مجتہد کی تقلید دو قسم کی ہے واجب اور

حرام فاحدهما ان يكون من اتباع الرواية دلالة تفصيله

حرام پس ایک تو یہ ہی کہ باعتبار دلالت کی روایت کا اتباع ہو اسکی تفصیل یہ ہے

ان الجاهل بالكتاب والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع و

کہ جو شخص کتاب اور سنت کو نہین جانتا تو وہ بذات خود تتبع اور

لا الاستنباط فكان وظيفته ان يسأل فقيها ما حكم رسوله

استنباط کی استطاعت نہین رکھتا پس اوسکا یہ ہی وظیفہ ہے کہ فقیہ سے پوچھے کہ رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مسئلۃ کذا وکذا فاذا الخبر

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں مسئلہ میں کیا حکم فرمایا ہے جب تقلید

تبعہ سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منہ

چاہے سو اسکا اتباع کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اس سے استنباط کیا ہو

او مقیسا علی المنصوص وکل ذلک راجع الی الروایۃ عنہ

یا منصوص پر قیاس کیا ہو بہر سہ صورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیطرف

صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ولو دلالۃ وھذا قد اتفقت

رجوع کرتے ہیں اگرچہ دلالۃ ہو اسکی صحت پر ۔ تو تمام

الامۃ علی صحتہ قرنا بعد قرن بل الامم کلہا اتفقت علی

امت کا ہر ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتیں اپنے اپنے زمانہ میں

متولہ وشر العدم وامارۃ ھذا التقلید ان یکون عملہ

ایسی صورت پر متفق ہیں اور اس تقلید کا نشان یہ ہے کہ اسکا عمل

بقول المجتہد کالمشروط بکونہ موافقا للسنۃ فلا یزال

مجتہد کے قول پر مثال مشروط کی ہے کہ سنت کے موافق ہو سو ہمیشہ جہانتک ہو سکے

متفحصا عن السنۃ بقدر الامکان فمتی ظہر حدیث بخلافہ

سنت کی تلاش میں رہے ہر جب ایسی حدیث ملجاوے کہ اس قول کے مخالف ہو

قولہ ھذا اخذ بالحدیث وایاہ اشار الائمۃ قال الشارح فی

تو حدیث پر عمل کرے اور ائمہ نے بھی اشارہ کیا ہے امام شافعی کہتے ہیں

اذا صح الحدیث فھو مذھبی واذا رایتم کلامی یخالفہ

جب حدیث صحیح ہو جاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور جب تم میرے کلام کو دیکھو کہ

الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط وقال مالک

حدیث کے خلاف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر ٹیک دو اور امام مالک کا قول ہے

ما من احد الا وماخوذ من کلامه ومردود علیه الا رسول

جو ہی سوا اپنے کلام سے ماخوذ ہوگا • اور اوسپر اوسکا کلام رد کیا جاوی گا

اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال ابو حنیفۃ رح لا ینبغی

سوای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جو شخص

لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی وقال احمد لا تقلدنی

میری دلیل سے واقف نہو تو اسکو مناسب نہین کہ میری کلام کا فتوی دیوے اور امام احمد کہتے ہین کہ میری تقلید نکرنا

ولا تقلدن مالکا ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوا

اور نہ مالک کی تقلید کرنا اور نہ اور کی اور احکام وہان سے لے جہان سے انہون نے لیا ہے

من الکتاب والسنۃ الوجہ الثانی ان یظن بفقیہ انہ بلغہ

کتاب اور سنت سے اور دوسری قسم یہ ہی کہ کسی فقیہ کی حقین یہ گمان کرے کہ یہ

الغایۃ القصوی فلا یمکن ان یخطی فمہما بلغہ حدیث

غایۃ درجہ کو پہنچ گیا ہی سو ممکن نہین کہ یہ خطا کرے پھر جب اوس مقلد کو صحیح

صحیح صریح یخالف مقالتہ لم یترکہ اوظن انہ لما قلدہ

صریح ایسی حدیث ملی کہ فقیہ کے قول کے خلاف ہو تو قول کو چھوڑ دی یا یہ خیال کری جب مین اسکا مقلد ہو گیا

کفہ اللہ بمقالتہ یکون کالسفیہ المحجور علیہ فان بلغہ

تو میری حقین اللہ کا حکم اسی کا قول ہے اور یہ مقلد ایسا ہی جیسے بیوقوف ممنوع التصرف پھر اگر اسکو

حدیث واستیقن بصحتہ لم یقبلہ لکون ذمتہ مشغولۃ

حدیث ملجاوی اور صحت کا یقین بہی کرے تو بہی نمانے کیونکہ اسکا ذمہ

بالتقلید فہذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس لہ شاہد

تقلید مین لگا ہوا ہے پس یہ اعتقاد فاسد ہے اور کہوی ثابت اسکا کوی شاہد نہین ہے

من النقل والعقل وما کان احد من القرون السابقۃ

نہ نقل اور نہ عقل اور طبقات سابقہ مین سے کوئی نہ تہا

یفعل ذلک وقد کذب فی ظنہ من لیس بمعصوم من
کہ ایسا کرتا ہوں اور ہے یہ گمان کاذب میں خطا سے غیر معصوم کو
الخطاء معصوما وحقیقۃ او معصوما فی حق العمل بقولہ وفی
حقیقۃ معصوم یا اور اسکے قول پر عمل کرنے میں معصوم ٹھہرا لیا ہی اور اسکے
ظنہ ان اللہ تعالی کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولۃ بتقلدہ
گمان میں یہ ہی کہ اللہ کا حکم اوسی قول پہ ہے اور اسکا ذمہ اسی تقلید میں لگا ہوا ہے
وفی مثلہ نزل قولہ تعالی وانا علی اثارھم مقتدون وھل کان
ایسی ہی کے حق میں یہ آیت اتری ہے اور ہم تو اونکے نشان کے پیرو ہیں اور کیا اہل سابقہ کے
تحریفات اہل السابقۃ الا من ھذا الوجہ مسئلۃ اختلفوا
تحریفات اسی وجہ کے ہیں نہیں مسئلہ روایات
فی الفتوی بالروایات الشاذۃ المھجورۃ فی خزانۃ الروایات فی السراجیۃ
شاذہ متروکہ پر فتوی دینے میں اختلاف کیا ہی خزانۃ الروایات میں سراجیہ میں ہے
ثم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ رح ثم بقول ابی
پھر علی الاطلاق فتوی امام ابوحنیفہ کے قول پہ ہے پھر امام
یوسف رح ثم بقول محمد بن الحسن الشیبانی رح ثم بقول زفر بن
ابو یوسف کے قول پہ پھر محمد بن الحسن شیبانی رح کے قول پہ پھر امام زفر بن
ھذیل والحسن بن زیاد رح وقیل اذا کان ابو حنیفۃ رح فی
ہذیل اور حسن بن زیاد کے قول پہ اور کوئی کہتا ہے اگر امام ابوحنیفہ
جانب وصاحبا فی جانب فالمفتی بالخیار والاول اصح واذا
ایک طرف ہوں اور دو صاحب اور ایک طرف تو مفتی کو اختیار ہے اور اول بات صحیح ہی اگر
لم یکن المفتی مجتھدا لانہ کان اعلم زمانہ حتی قال
مفتی مجتہد نہو کیونکہ ابوحنیفہ اپنی زمانہ کے اعلم تھے یہانتک کہ

الشافعي الناس كلهم عيال ابي حنيفة في الفقه في المضمرات

کہ امام شافعی رح کہتے ہین تمام فقہا تین امام ابو حنیفہ کے عیال ہین مضمرات مین ہے

وقيل اذا كان ابو حنيفة رح في جانب ابو يوسف رح ومحمد رح في جانب

اور کوئی کہتا ہے اگر امام ابو حنیفہ ایک طرف ہون اور امام ابو یوسف اور امام محمد ایک طرف

فالمفتي بالخيار ان شاء اخذ بقوله وان شاء اخذ بقولهما

تو مفتی کو اختیار ہے چاہے ابو حنیفہ کا قول اختیار کرے اور اگر چاہے اون دونو کا قول

وان كان احدهما مع ابي حنيفة يأخذ بقولهما البتة الا اذا

اور اگر اون دونو مین سے کوئی سا ابو حنیفہ کے ساتھ ہو تو قطعاً اون دونو کا قول اختیار کرے مان اگر

اصطلح المشائخ الاخذ بقول ذلك الواحد فيتبع اصطلاحهم

مشائخ نے اول ایک کی قول مین مصلحت ٹھہرا رکھی ہو تو اونکی مصلحت کا تابع ہو جاوے

كما اختار الفقيه ابو الليث قول زفر في قعود المريض للصلوة

جیسا فقیہ ابو اللیث نے امام زفر کے قول کو مریض کے نماز کیواسطے بیٹھنے مین اختیار کر رکھا ہے

انه يقعد كما يقعد المصلي في التشهد لانه ايسر على المريض

کہ مریض اس طور بیٹھے جیسے مصلے تشہد مین بیٹھتا ہے اس لیے کہ یہ مریض پر آسان

وان كان قول اصحابنا ان يقعد المريض في حال القيام متربعا

اگرچہ ہماری اصحاب کا یہ قول ہے کہ مریض قیام کی حالت مین متربعا

وهو ان يكون فرقا بين القعود والقعود الذي هو في حكم

یہ ہے کہ گوٹ مار کر بیٹھے تاکہ قعدہ اور قعود مین جو کہ قیام کے حکم مین ہے

القيام ولكن هذا يشق على المريض لانه ليعتاد هذا القعود و

فرق رہے لیکن یہ طرف مریض پر دشوار ہوتی ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے کی عادت نہین ہے

كذلك اختار واتضمين الساعي اذا سعى الى السلطان بغير

اور ایسے ہی مشائخ نے چغل خور پر ضمان ڈالنا اختیار کر رکھا ہے جب کہ بلا اجازت سلطان جغلخوری کرے

إِذْنِ وَهٰذَا قَوْلُ زُفَرَ سَدًّا لِبَابِ السِّعَايَةِ وَإِنْ كَانَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا

اور یہ امام زفر کا قول ہے تاکہ چغلخوری کا باب بند ہو جاوے اگرچہ ہمارے اصحاب کا یہ قول ہے

لَا يَجِبُ الضَّمَانُ لِأَنَّهُ لَمْ يَتْلَفْ عَلَيْهِ مَالٌ وَيَجُوزُ لِلْمُسْتَأْجِرِ أَنْ

کہ ساسی پر ضمان نہیں آتا کیونکہ اس نے کچھ مال تلف نہیں کر دیا اور مستاجر کو جائز ہے

يَأْخُذَ بِقَوْلِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عِنْدَ الْمَصْلَحَةِ لِلزَّمَانِ

کہ ہمارے اصحاب میں سے کسی ایک کا قول زمانہ کی مصلحت پر عمل کرنیکو اختیار کر لیں) تنبیہ کے

فِي الْقَضِيَّةِ فِي بَابِ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمُفْتِي مِنَ النَّوَادِرِ قَالَ رَضِ وَالْفَتْوَى

باب ما یتعلق بالمفتی میں نوادر سے ہی کہتا ہے اور فتوی اون مسائل میں

فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْقَضَاءِ عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ لِزِيَادَةِ تَجْرِبَتِهِ وَفِي

جو قضا سے متعلق ہیں امام ابو یوسف کی قول پر ہے کیونکہ انکا تجربہ زیادہ تھا اور

الْمُضْمَرَاتِ وَلَا يَجُوزُ لِلْمُفْتِي أَنْ يُفْتِيَ بِبَعْضِ الْأَقَاوِيلِ الْمَهْجُورَةِ

مضمرات میں ہے اور مفتی کو یہ جائز نہیں کہ بعض اقاویل متروکہ پر منفعت کیواسطے

لِكَثْرَةِ مَنْفَعَةٍ لِأَنَّ ضَرَرَ ذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَتَمُّ وَأَعَمُّ

فتوی دیوی کیونکہ اسکا ضرر دنیا اور آخرت میں کامل اور شامل ہے

بَلْ يَخْتَارُ أَقَاوِيلَ الْمَشَائِخِ وَاخْتِيَارَهُمْ وَيَقْتَدِي بِسِيَرِ السَّلَفِ

بلکہ مشائخ کے اقاویل اور انکے مختارات کو اختیار کرے اور سلف کے حالات کی پیروی کرے

وَيَكْتَفِي بِإِحْرَازِ الْفَضِيلَةِ وَالشَّرَفِ فِي الْقَضِيَّةِ فِي كِتَابِ أَدَبِ

اور فضیلت اور شرف حاصل کرنے پر اکتفا کرے قنیہ کے کتاب ادب

الْقَاضِي فِي بَابِ مَسَائِلَ مُتَفَرِّقَةٍ مَسْئَلَةُ الْمَسَائِلِ الَّتِي

القاضی کے باب مسائل متفرقہ میں ہے مسئلہ جو مسائل کہ

يَتَعَلَّقُ بِالْقَضَاءِ وَالْفَتْوَى فِيهَا عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ لِأَنَّهُ

قضا سے متعلق ہیں اون میں فتوی ابو یوسف کے قول پر ہے کیونکہ ابو یوسف کو

حصل کہ زیادۃ علم بالتجربۃ وفی عمدۃ الاحکام من کشف

تجربہ کا علم بہت زیادہ حاصل تھا کشف البزدوی میں ہے عمدۃ الاحکام میں ہے

البزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسیرا علی

مفتی کو مستحب ہے کہ رخصتوں کو اختیار کرے تاکہ عوام پر آسان ہو

العوام مثل التوضی بماء الحمام والصلوٰۃ فی الاماکن

جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک مکانوں میں پڑھنا

الطاھرۃ بدون المصلی وعدم الاحتراز عن طین الشوارع

جانماز کے نماز ادا کرنے اور سڑکوں کی کیچڑ سے جس جگہ ہو میں

فی موضع حکموا بطھارتہ فیھا ولا یلیق ذلک باھل العزلۃ

طہارت کا یقین ہو احتراز نہ کرنا اور یہ آسانی اہل عزلت کو لائق نہیں ہے

بل الاخذ بالاحتیاط والعمل بالعزیمۃ اولی بھم وفی القنیۃ

بلکہ اس کو احتیاط اختیار کرنا اور عزیمت پر عمل کرنا اولی ہے اور قنیہ میں ہے

ثم ینبغی للمفتی ان یفتی الناس بما ھو اسھل علیھم کذا

پھر مفتی کو چاہیے کہ لوگوں کو وہی فتوے دیوے جو ان پر آسان ہو

ذکرہ البزدوی فی شرح الجامع الصغیر ینبغی للمفتی ان

ایسا ہی بزدوی نے جامع صغیر کے شرح میں ذکر کیا ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ

یاخذ بالاسھل فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء لقولہ

غیر کے حقین آسان کو اختیار کرے علی الخصوص ناتوان کے حقین میں کیونکہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام لابی موسی الاشعری ومعاذ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو موسی اشعری اور معاذ کو

حین بعثھما الی الیمن یسروا ولا تعسروا وفی عمدۃ الاحکام

یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا تھا آسانی کرنا تنگ مت کرنا اور عمدۃ الاحکام کے

فی کتاب الکراھیۃ سؤر الکلب والخنزیر نجس خلافا

کتاب الکراہتہ مین ہے کتے اور سور کا جوٹھا نجس ہے بخلاف

لمالک وغیرہ ولو افتی بقول مالک جاز وفی القنیۃ فقیہ

مالک وغیرہ کے اور اگر مالک کے قول پر فتوی دیدے تو جائز ہے قنیہ مین ہے ایک فقیہ ہے

یفتی بمذھب سعید بن المسیب یزوج للزوج الاول بقیت

کہ سعید بن المسیب کے مذہب پر فتوی دیتا ہے اور مطلقہ ثلاثہ کا نکاح زوج اول سے کردیتا ہے

مطلقۃ بثلاث تطلیقات کما کان ویعزر الفقیہ و

تو وہ مطلقہ ثلاثہ دیکی کی تو وہ مطلقہ رہیگی اور فقیہ کو تعزیر دیجاوی گی اور

فقیہ یحتال فی الطلقات الثلاث ویاخذ الرشوۃ بذلک

ایک فقیہ ہی کہ تین طلاقون مین حیلہ کرتا ہے اس مین اور رشوت لیتا ہے

ویزوجہا للاول بدون دخول الثانی ھل یصح النکاح وما

اور اوس عورت کا نکاح بدون دخول زوج ثانی کے زوج اول سے کردیتا ہے آیا یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور اپسا

جزاء من یفعل ذلک قالوا الیسود یعیدون فی الفتاوی الاعتماد

کرنیوالیکی کیا سزا ہے سب نے جواب دیا منہ کالا کرکے نکالدیا جاوی فتاوی اعتمادیہ مین

من الفتاوی السمرقندیۃ ان سعید بن المسیب رجع عن

فتاوی سمرقندی سے منقول ہے کہ سعید بن المسیب نے اپنے اس قول سے

قولہ ان دخول المحلل لیس بشرط فی التحلیل فلو قضی بہ قاض

کہ عورت کو حلال ہونیمین محلل کا دخول شرط نہین ہے رجوع کیا پس اگر قاضی یہ ہی حکم دیوے

لا ینفذ قضاءہ ولو حکم بہ فقیہ لا یصح ویعزر الفقیہ

تو اوسکا حکم جاری نہین ہوگا اور اگر کوی فقیہ حکم دیدی تو صحیح نہین ہوگا اور فقیہ کو تعزیر دیجاوی گی

وفی التحفۃ شرح المنہاج نقل الغزالی فی الاحیاء علی تحریم

اور تحفہ منہاج کی شرح مین ہے کہ غزالی نے اجماع نقل کیا ہے

المقلد بين قولي امامه اي على جهة البدل لا الجمع اذا

کہ مقلد کو اپنے امام کے دو قول میں اختیار ہے یعنی بطور بدل کے اختیار ہے بطور جمع کے نہیں جسوقت میں

لم يظهر ترجيح احدهما وكانه اراد اجماع ائمة مذهبه

کسی ایک قول کی ترجیح نہ ظاہر ہو اور شاید کہ اوس مذہب کے ائمہ کا اجماع مراد ہے

كيف ومقتضى مذهبنا كما قاله السبكي منع ذلك في القضاء

کیونکہ یہی مراد نہو حالانکہ ہمارے مذہب کا مقتضا چنانچہ سبکی نے کہا ہے قضاء

والافتاء دون العمل لنفسه وبه يجمع بين قول لما وردي

اور افتا میں اسکا منع کرنا اپنے حق میں عمل کرنا منع نہیں ہے اور اسی سے اور دی کے قول میں موافقت ہو جاتی

يجوز عندنا وانتصر له الغزالي كما يجوز لمن اداه اجتهاده

ہے کہ ہمارے نزدیک جائز ہے اور غزالی نے اسکی مدد کی ہے جیسے اوس شخص کو کہ اوسکا اجتہاد قبلہ کی جہت میں

الى تياسر وجهتين ان يصلي الى ايهما شاء اجماعا وقول الامام

دو طرف مساوات پیدا کرے اختیار ہے کہ بالاجماع دونو طرف میں سے جدہر چاہے نماز پڑھے اور

يمتنع لكنا في حكمين متضادين كما يجاب تحريم

امام کا قول یہ ہے کہ حنث نہیں ہے جس صورت میں کہ وہ دو قول دو حکم متضاد یعنے مخالف میں ہو سکے

بخلاف نحو خصال الكفارة واخر وا لسبكي ذلك

جیسے جو سب اور حرمت بخلاف مثل اقسام کفارہ کے اور سبکی نے یہہ بھی جاری کر دیا ہے

وتتبعوه في العمل بخلاف المذاهب الاربعة اي مما عملت

اور لوگ برخلاف مذاہب اربعہ کے عمل کرنے میں اسکی تابع ہو گئے ہیں اوس مسئلہ میں

لنسبته لمن يجوز تقليده وقد عرفت عنا وحمل على

کہ اوسکی نسبت اوس مجتہد کی طرف جسکی تقلید جائز ہو گی اور یہ بات ہم نے بیان کر دی ہے اس جمع میں عمل میں مراد آئی ہے اور

ذلك قول ابن الصلاح لا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة

ابن الصلاح کا یہہ قول کہ نہیں جائز تقلید امام کے سوا ان چار امام کے

اى فى قضاء وافتاء ومحل ذلك وغيره من صور التقليد

یعنی قضا اور افتا مین اسسے پرعمل ہوتا ہی اور اسکا اور اسکے غیر کا محل تقلید کے صورتون مین جنبک ہے

ما لم يتتبع الرخص بحيث تحل ربقة التقليد عن عنقه

کہ رخصتون کا متلاشی نہو یہان تک کہ تقلید کی رسی اوسکی گردن سے کھل جاوے

ولا لا اثم به بل قيل فسق وهو وجيه قيل ومحل ضعفه ان

اور نہین تو اس کو گنہگار ہونا پڑیگا بلکہ کوئی کہتا ہی فاسق ہوویگا اور یہی توجیہ ہے اور کوئی کہتا ہی ضعف کا محل یہ ہی

يتتبعها من المذاهب المدونة والا فسق قطعا انتهى فصل

کہ مذہب مدونہ مین سے رخصتون کا متلاشی ہو اور نہین تو یقینا فاسق ہوگا تحفہ کا قول تمام ہوا فصل

فى العامى اعلم ان العامى العرف ليس له مذهب

عامی کے حال مین سمجھ لے کہ عرفی عامے کا کوئی مذہب نہین ہے

وانما مذهبه فتوى المفتى فى البحر الرائق لو احتجم او اغتاب

اسکا مذہب تو یہ ہے مفتی کا فتوی ہے بحر الرائق مین ہے اگر پچھنے لگائی یا غیبت کی

فظن انه يفطر ثم اكل ان لم يستفت فقيها ولا بلغه

اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر کھالیا تو اگر اوسنے کسی فقیہ سے نہین پوچھا اور نہ اوسکو

الخبر فعليه الكفارة لانه مجرد جهل وانه ليس بعذر

حدیث پہنچی تو اوسپر کفارہ ہی اس واسطے کہ یہ جہالت ہے جہالت اور دار الاسلام مین جہالت

فى دار الاسلام وان استفتى فقيها فافتاه لا كفارة عليه لان

عذر نہین ہے اور اگر کسی فقیہ سے پوچھ لیا اور اوسنے فتوی دیدیا تو اوسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ

العامى يجب عليه تقليد العالم اذا كان يعتمد على فتواه

عامی پر عالم کی تقلید واجب ہوتی ہے جس صورت مین کہ وہ عامی اوس عالم کے فتوی پر اعتماد کرتا ہو

فكان معذورا فيما صنع وان كان المفتى مخطيا فيما افتى وان

لم يستفت ولكنه بلغه الخبر وهو قوله صلى الله عليه وسلم

اوس عامی نے پوچھا تو نہیں پر اوسکو یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملگئے

افطر الحاجم والمحجوم وقوله عليه الصلوة والسلام

کہ حاجم اور محجوم کا روزہ جاتا رہتا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث

الغيبة تفطر الصائم ولم يغير النسخ ولا تاويله لا كفارة

کہ غیبت روزہ دار کا روزہ توڑدیتی ہے اور وہ نسخ کو جانتا نہیں نہ اسکی تاویل جانتا ہی طرفین کے نزدیک

عليه عندهما لان ظاهر الحديث واجب العمل به خلافا

اوسپر کفارہ نہیں ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے

لابي يوسف لانه ليس للعامي العمل بالحديث لعدم علمه

ابو یوسف کے خلاف ہی اسلیے کہ عامی کو حدیث پر عمل کرنا نہیں چاہیے کیونکہ عامی

بالناسخ والمنسوخ ولو لمس امرأته او قبلها بشهوة او اكتحل

ناسخ و منسوخ کو نہیں جانتا اور اگر عورت کو چھوا یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا یا سرمہ ڈالا

فظن ان ذلك تفطر ثم افطر عليه الكفارة الا اذا استفتى

اور گمان کیا کہ اس سے روزہ جاتا رہا پھر افطار کردیا تو اوسپر کفارہ ہی ہان اگر

فقيها فافتاه بالفطر او بلغه خبر فيه ولو نوى الصوم

کسی فقیہ سے پوچھے اور وہ افطار کا فتوی دیدی یا اسکو اس باب میں خبر ملجاوے اور اگر زوال سے

قبل الزوال ثم افطر لم يلزمه الكفارة عند ابي حنيفة

پہلے روزہ کے نیت کی پھر توڑدیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اوسپر کفارہ لازم نہیں ہے

خلافا لهما كذا في المحيط وقد علم من هذا ان مذهب

صاحبین کے برخلاف یہ محیط میں ہے اور اس سے خوب معلوم ہوگیا کہ عامی کا مذہب

العامي فتوى مفتيه وفيه ايضا في باب قضاء الفوائت

مفتے کا فتوی ہے اور اسمیں باب قضاء الفوائت میں

عه تو کفارہ نہیں ہے

عند قوله ولم يسقط لضيق الوقت والنسيان إن كان عاميا

اس قول کے باس اور وقت کی تنگی سے اور بھول جانے سے ساقط ہو جاتی ہے اگر عامی ہے

ليس له مذهب معين فمذهبه فتوى المفتيه كما صرحوا

تو اسکا کوئی مذہب معین نہیں ہے پس اسکا مذہب مفتی کا فتوی ہے چنانچہ اسکو سب نے تصریح کر دی ہے

به فان افتى حنفي اعاد العصر المغرب وان افتاه شافعي

پس اگر حنفی نے فتوی دیا تو عصر اور مغرب دونوں کو دوہرا دی اور اگر شافعی نے فتوی دیا

فلا يجيدهما ولا عبرة برأيه وان لم يستفت احدا او صادف

تو دونوں کو نہ دوہرا دی اور اسکی رای کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر کسی سے بھی نہ پوچھا

الصحة على مذهب مجتهد اجزاه ولا اعادة عليه اتفاقا

اور کسی مجتہد کے مذہب کے موافق صحیح ہوا تو اسکو کافی ہے اور اسپر اعادہ نہیں ہے تمام ہوا

وفي شرح منهاج البيضاوي لابن امام الكاملية فاذا

اور بیضاوی کے منہاج کی شرح امام کاملیہ کی تصنیف میں ہے اگر

وقعت لعامي حادثة فاستفتى فيها مجتهدا وعمل فيها

کسی عامی کو کوئی حادثہ پیش آوی اور اوسنے اوس حادثہ میں کسی مجتہد سے فتوی پوچھا اور اوسی مجتہد کے

بفتوى ذلك المجتهد فليس له الرجوع عنه الى فتوى غيره

فتوی پر عمل کر لیا تو اسکو اس فتوی سے اور کے فتوی کیطرف

في تلك الحادثة بعينها بالاجماع كما نقله ابن الحاجب وغيره

اسی حادثہ میں بعینہا رجوع کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے چنانچہ اسکو ابن الحاجب وغیرہ نے

غيره وشرح الجوامع الخلاف فيه وان كان قبل العمل فقال

نقل کیا ہے اور شرح الجوامع میں ہے اسمیں خلاف ہے اور اگر عمل سے پیش رجوع ہو تو

النووي المختار ما نقله الخطيب وغيره انه ان لم يكن

نووی کہتا ہے کہ مختار وہی ہے جو خطیب وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اگر وہ ان دوسرا

هناك مفت اخر لزمه بمجرد فتواه وان لم تسكن نفسه

مفتے نہو تو اوسپر فتوی دیتے ہی عمل لازم ہوجائیگا اگرچہ اوسکی خاطر جمع نہو

وان كان هناك اخر لم يلزمه بمجرد فتياه اذ له ان يسأل

اور اگر وہان اور بھی مفتی ہو تو اوسپر فتوی دیتے ہی عمل لازم نہین تا اسلیے کہ اوسکو اختیار ہی کہ اور سے پوچھے

غيره وحينئذ فقد يخالفه فيجري فيه الخلاف في اختلاف

اور اب شاید کہ یہ اوس کے مخالف ہو پھر اوسمین خلاف ہوگا اختلاف

المفتين اما اذا وقعت له حادثة غير ذلك فالاصح انه

مفتیون مین ہے کہ اگر اسکو اور حادثہ پیش آوی تو اصح یہ ہے کہ اوسکو

يجوز له ان يستفتي فيها غير من استفتاه في الحادثة

جائز ہے کہ اس حادثہ ثانی مین اور مفتے سوا اوس کے سوا جسسے پہلے حادثہ مین پوچھا تھا

السابقة وقطع الكيا الطبري بانه يجب على العامي ان يلزم

الگر ابسی نسخہ

پوچھے اور کیا الہراسی نے قطع کہا ہے کہ عامی پر یہ واجب ہے کہ کوئی

مذهبا معينا واختار في جمع الجوامع انه يجب ذلك و

ایک معین مذہب لازم کرے اور جمع الجوامع مین یہ اختیار کیا ہے کہ یہ واجب تو ہی اور اسکو

يفعله بمجرد التشهي بل يختار مذهبا يقلده في كل شئ

صرف خواہش کے موافق دیکھکر نہ اختیار کرے بلکہ ایسا مذہب اختیار کرے کہ اسکی تقلید ہر باب مین

يعتقده ارجح او مساويا لغيره لا مرجوحا وقال النووي

ارجح یا دوسری کے مساوی اعتقاد کرے مرجوح نہ سمجھے اور نووی کہتا ہے

الذي يقتضيه الدليل انه لا يلزمه التمذهب بمذاهب

کہ دلیل کا مقتضا تو یہ ہے کہ اوسکو کسی مذہب کا مقید ہونا لازم نہین ہے

بل يستفتي من شاء لكن من غير تتبع للرخص ولعل من منعه

بلکہ جس سے چاہے فتوی پوچھ لی پر آسانیون کو نہ تلاش کرے اور شاید جس نے اسکو منع کیا ہے

لم يثق بعد عدم تكفله واذا التزم مذهبا معينا فيجوز له الخروج
اوسنے اسکی آسانیان تلاش کرنے پر اعتماد نہین کیا اور جب کوئی مذہب معین لازم کریگا تو اسکو اگر
عنه على الاصح وفي كتاب ابن برهان وابن السمعاني والشافعي و
اصح قول پر جائز ہے اور ابن برہان کی کتاب زیدین ہے اور شافعی اور
مالك والنعمان واحمد بن حنبل وسفيان وغيرهم من سائر
مالک اور نعمان اور احمد بن حنبل اور سفیان وغیرہ تمام ائمہ
الائمة على هدى والاختلاف رحمة وفي شرحه غاية
ہدایت پر ہین اور اختلاف خدا کی رحمت ہے اور غایت البیان
البيان لو اختلف جواب مجتهدين متساويين فالاصح
اسکی شرح مین ہے اگر دو مجتہد متساوی مختلف جواب دیدین تو اصح قول یہ ہے کہ
ان للمقلد ان يخير بقول من شاء منهما وقد مر ما في
مقلد کو جائز ہے کہ جس کے قول کو چاہے اختیار کرے اور اس مسئلہ مین
التحفة وهذه المسئلة باب وهذا الذي ذكرناه من
جو تحفہ مین ہے سو گذر چکا ہے باب اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے ایک امر
الامرين الامرين هو الذي مشى عليه جماهير العلماء
دو امرون مین سے یہ ایسا ہی کہ جمہور علماء
من الاخذين بالمذاهب الاربعة ورضي به ائمة المذاهب
مذاہب اربعہ کے پیرون نے کیے ہین اور مذہب کے اماموں نے اپنے شاگردون کو اسکے
اصحابهم قال الشيخ عبد الوهاب الشعراني في اليواقيت
وصیت کی ہے شیخ عبد الوہاب شعرانی یواقیت
والجواهر روي عن ابي حنيفة انه كان يقول لا ينبغي
والجواہر مین کہتے ہین امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے نا سکو

لِمَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيلِي أَنْ يُفْتِيَ بِكَلَامِي وَكَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا أَفْتَى

جو میری دلیل نہ جانتا ہو مزاوار نہیں ہے کہ میری قول پر فتوی دیوے اور فتوی دیتے ہوئے

يَقُولُ هٰذَا رَأْيُ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ يَعْنِي نَفْسَهُ وَهُوَ أَحْسَنُ

کہہ دیا کرتے تھے تو نعمان بن ثابت کی رای ہے اسی اپنے آپ کو مراد لیتے تھے اور جو ہم سے ہو سکا

مَا قَدَرْنَا عَلَيْهِ فَمَنْ جَاءَ بِأَحْسَنَ مِنْهُ فَهُوَ أَوْلَى بِالصَّوَابِ

اسمیں بہتر ہے ہر جو شخص اسی بہتر لاوی پس وہ صواب تر ہے

وَكَانَ الْإِمَامُ مَالِكٌ يَقُولُ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَمَأْخُوذٌ مِنْ

اور امام مالک کا یہ حال تھا کہ کہا کرتے تھے جو ہی سو اپنی کلام میں ماخوذ ہے

كَلَامِهِ وَمَرْدُودٌ عَلَيْهِ إِلَّا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

اور اسکا کلام قابل رد کے ہے بجز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ

اور حاکم اور بیہقی شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ يَقُولُ إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا رَأَيْتُمْ

کہا کرتے تھے اگر حدیث صحیح پیدا ہو جاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور ایک روایت میں ہے جب

كَلَامِي يُخَالِفُ الْحَدِيثَ فَاعْمَلُوا بِالْحَدِيثِ وَاضْرِبُوا

میری کلام کو دیکھو کہ حدیث کے مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میری کلام کو

بِكَلَامِي الْحَائِطَ وَقَالَ يَوْمًا لِلْمُزَنِيِّ يَا إِبْرَاهِيمُ لَا تُقَلِّدْنِي

دیوار پر ٹیک دو اور ایک دن مزنی سے کہا ای ابراہیم ہر ایک بات میں میری

فِي كُلِّ مَا أَقُولُ وَانْظُرْ فِي ذٰلِكَ لِنَفْسِكَ فَإِنَّهُ دِينٌ وَكَانَ

تقلید نہ کرنا اور تمہیں اپنی جان پر رحم کرنا کیونکہ یہ دین ہے اور شافعی

رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ يَقُولُ لَا حُجَّةَ قَوْلُ أَحَدٍ دُونَ رَسُولِ اللهِ

رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کسی کے قول میں حجت نہیں ہے سوای رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وان کثروا ولا رای ولا قیاس لا رای

صلے اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ کہنے والے کثرت سے ہوں اور نہ کسی قیاس میں اور نہ

ولا استحسان ولا یکون الدین الا اتباعا والاتباع ما ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ

کسی استحسان میں اور نہ دین مگر اتباع کا ہے اور اتباع وہ ہے جو ثابت ہو رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم عنہ وما لم یثبت عنہ فلیس باتباع فیہ وھو من امر الدین کذا

علیہ وسلم سے اور جو ثابت نہ ہو سو اتباع نہیں اس میں اور وہ دین کے امر میں ہے یوں

فی الاصل وقال ابو حنیفہ رحمہ اللہ لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا ما لم یعلم

اصل میں ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نہ حلال ہے کسی کو کہ لے ہمارے قول کو جب تک نہ جانے

من این اخذنا وقال ایضا اذا صح الحدیث فھو مذھبی وقال ایضا اذا رایتمونی

کہ ہم نے کہاں سے لیا ہے اور کہا بھی جب صحیح ہو حدیث تو وہ میرا مذہب ہے اور کہا بھی جب دیکھو تم مجھ کو

اقول قولا یخالف کتاب اللہ وخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فاترکوا قولی

کہتا ہوں قول کہ مخالف ہے کتاب اللہ کی اور خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس چھوڑ دو میرا قول

وقال ایضا لا یحل لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی وقال ایضا اذا قلت

اور کہا بھی نہ حلال ہے واسطے اس کے کہ نہ جانتا ہو دلیل میری کہ فتوی دے میرے کلام سے اور کہا بھی جب کہتا ہوں

قولا یخالف کتاب اللہ تعالی وخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فاترکوا قولی

قول کہ مخالف ہے کتاب اللہ تعالی کی اور خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس چھوڑ دو میرا قول

وقال ایضا اذا قلت قولا یخالف کتاب اللہ وخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور کہا بھی جب کہتا ہوں قول کہ مخالف ہے کتاب اللہ کی اور خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

فاترکوا قولی وقال ایضا اذا قلت قولا یخالف کتاب اللہ وخبر الرسول صلی اللہ

پس چھوڑ دو میرا قول اور کہا بھی جب کہتا ہوں قول کہ مخالف ہے کتاب اللہ کی اور خبر رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم فاترکوا قولی وقال ایضا اذا قلت قولا یخالف کتاب اللہ وخبر

علیہ وسلم پس چھوڑ دو میرا قول اور کہا بھی جب کہتا ہوں قول کہ مخالف ہے کتاب اللہ کی اور خبر

الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فاترکوا قولی وقال ایضا اذا قلت قولا یخالف

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس چھوڑ دو میرا قول اور کہا بھی جب کہتا ہوں قول کہ مخالف ہے

کتاب اللہ وخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فاترکوا قولی وقال ایضا اذا قلت

کتاب اللہ کی اور خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس چھوڑ دو میرا قول اور کہا بھی جب کہتا ہوں

قولا یخالف کتاب اللہ وخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فاترکوا قولی

قول کہ مخالف ہے کتاب اللہ

حاجة هنا بعد ما ذكره وبسطه الى نقل الاقاويل ولكن

کی ضرورت ہی کو اوپر کے ذکر اور تفصیل کے بعد اقاویل نقل کرنے مین اور لیکن

لا بأس ان نذكر بعض ما لخصه في هذه الساعة

کچھ ڈر نہین ہے کہ جو کچھ ہم نے اسوقت یاد سے بیان کر دیئے

قال البغوي في مقدمة شرح السنة واني في اكثر ما اورده

بغوی نے شرح السنہ کے ابتدا مین کہا ہے اور مین نے جو اکثر بیان کیا ہے

بل في عامته فتتبع الا القليل الذي لاح لي بنوع من

بلکہ عامہ سے تتبع کیا مگر تھوڑا سا جو مجھ کو

التأمل انه مخالف لما في الصحيحين او احدهما

غور سے ظاہر ہوا ہے کہ صحیحین یا ان مین سے ایک

الدليل في تأويل كلام محتمل او ايضاح مشكل او

کے مخالف ہے دلیل سے کلام محتمل کے تاویل مین یا مشکل کے واضح کرنے مین یا

ترجيح قول على اخر قال في باب الدعاء الذي يستفتح به

ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دینے مین کہی دلیل سے ظاہر ہوا ہے اور اسی دعا کے باب مین جس سے نماز شروع کرتے ہین

الصلوة بعد ما ذكر التوجيه وسبحانك اللهم وقد روي غير

نماز توجیہ اور سبحانک اللھم کے ذکر کے بعد یہ کہا ہے اور نماز

هذا من الذكر في افتتاح الصلوة فهو من الاختلاف المباح

شروع کرنے مین اور دعا تین سے ہے مروی ہین سو یہ اختلاف مباح ہے

فبايها استفتح جاز وقال في باب المرأة لا تخرج الا مع

پھر جس دعا سے نماز شروع کر دیگا جائز ہے اور ایک باب مین کہا ہے عورت بدون محرم کے

محرم وهذا الحديث يدل على ان المرأة لا يلزمها الحج اذا

سفر کو نہ جاوے اور یہ حدیث دلالت کرتے ہے کہ عورت پر حج فرض نہین ہے جسصورت مین

لم تجد رجلا ذا محرم يحج معها وهو قول النخعي والحسن

کہ کوئی ایسا محرم مرد نہ ملے کہ اوس عورت کی ساتھ جاوے اور یہ ہی نخعی اور حسن بصری کا قول ہے

(یعنی فی وجوب الحج للذی فقد المحرم)

البصری وبہ قال الثوری واحمد واسحاق واصحاب الرای

بصری کا قول ہے اور یہی ثوری اور احمد اور اسحٰق اور اصحاب الرای کہتے ہیں

وذہب قوم الی انہ یلزمہا الخروج مع جماعۃ النساء وھو

اور ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ اس عورت کو جماعت عورتوں کے ساتھ جانا لازم ہے یہی

قول مالک والشافعی والاول اولی بظاہر الحدیث قال

امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے اور ظاہر حدیث کے قول اول ہے

البغوی فی حدیث بروع بنت واشق قال الشافعی رحمۃ اللہ

بغوی بروع دختر واشق کے حدیث میں کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

علیہ فان کان یثبت حدیث بروع بنت واشق فلا حجۃ

اگر بروع دختر واشق

فی قول احد دون النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال مرۃ

تو بجز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے قول میں کچھ حجت نہیں ہے

عن معقل بن یسار ومرۃ عن معقل بن سنان ومرۃ عن بعض اللہ

کیونکہ کبھی کہتا ہے معقل بن یسار سے اور کبھی معقل بن سنان سے اور کبھی کسی سے

وان لم یثبت فلا مہر لہا ولہا المیراث انتہی قول

اور اگر وہ حدیث ثابت نہیں ہے تو اسکے لیے مہر نہیں ہے اور اسکو میراث ملے

البغوی وقال الحاکم بعد حکایۃ قول الشافعی ان حدیث

بغوی کا قول تمام ہوا اور حاکم بعد حکایت قول شافعی کے کہ اگر

حدیث بروع بنت واشق قلت بہ ان بعض مشایخہ قال

حدیث بروع دختر واشق کے صحیح ہوئی تو میں اسکا قائل ہوتا کہتا ہے

لی حضرتا الشافعی لقمت علی رؤس اصحابہ وقلت

کہ میرا ایک استاد کہتا تھا کہ اگر میں شافعی کے عہد میں ہوتا تو اسکے شاگردوں کے مجمع میں جاکر کہتا ہے

قد صحح الحديث فقل به انتهى قول الحاكم وهكذا توقف

کہ حدیث تو صحیح ہے پس اسکا قائل ہوجا حاکم کا قول تمام ہوا اور یہی ہی

الشافعي في حديث بريدة الاسلمي في اوقات الصلوة

امام شافعی نے بریدۃ الاسلمی کی حدیث مین جو نماز کے اوقات مین ہے توقف کیا ہے

وصحح الحديث عند مسلم فرجع جماعات من المحدثين و

اور یہ حدیث مسلم کے نزدیک صحیح ہے سو محدثین مین سے کئی جماعت نے رجوع کیا

هكذا في المعصفر استدرك البيهقي على الشافعي بحديث

ایسی ہی معصفر کے مسئلہ مین بیہقی نے شافعی پر

عبد الله بن عمرو استدرك الغزالي على الشافعي في مسئلة

عبد اللہ بن عمرو کے حدیث سے خورده پکڑا ہے اور غزالی نے شافعی کے نجاست کے مسئلہ

نجاسة الماء اذا كان دون القلتين في كلام كثير مذكور

مین جب وہ قلتین سے کمتر ہو کلام طویل مین جو احیاء العلوم مین مذکور ہے

في الاحياء وللنووي وجه ان بيع المعاطاة جائز على

خورده پکڑا ہے اور نووی کے ایک وجہ ہے کہ بیع معاطاۃ کی

خلاف نص الشافعي واستدرك الزمخشري على

برخلاف نص شافعی کے جائز ہے اور بعض مسائل مین زمخشری نے

ابي حنيفة في بعض المسائل منها ما قال في اية التيمم

امام ابو حنیفہ پر خورده پکڑا ہے ایک یہ کہ وہ جو سورہ مائدہ مین سے تیمم کے

من سورة المائدة قال الزجاج الصعيد وجه الارض ترابا

آیت مین کہا ہے زجاج کہتا ہے صعید زمین کا سطح ہے سے ہو

كان او غيره وان صخرا لا تراب عليه فلو ضرب

یا کچھ اور ہو اگر چہ صاف پتھر ہو کہ اوسپر غبار نہ ہو پھر اگر متیمم نے اوسپر

المتيمم يديه على وجهه ولكن ذلك طهور وهو مذهب
اپنا منہ مارا اور مسح کر لیا تو بیشک یہی اوسکا پاک کرنیوالا ہے اور یہ ہی
ابی حنیفة فان قلت فما تصنع بقوله تعالى في سورة المائدة
ابو حنیفہ کا مذہب ہے اگر تو یہ اعتراض کرے پھر کیا کہو گے سورہ مائدہ کی اس آیت میں
فامسحوا بوجوهكم وايديكم منه اى بعضه وهذا ابتداء
پس مسح کرو اپنے موہوں پر اور ہاتھوں پر اوسمیں سے یعنی کچھ اسمیں سے اور اوس میں ابتدا
في الصخر الذي لا تراب عليه قلت قولان من لابتداء
کیونکہ صاف ہوتا ہے جسپر مٹی نہیں ہوتی یہ اسپر نہیں ہو سکتا میں جواب دونگا کہ فقہا کہتے ہیں کہ مسئلوں میں ابتدا
الغاية فان قلت قولهم ابتداء الغاية قول متعسف ولا
غایۃ کا ہے پھر اگر تو کہے کہ فقہا کا یہ قول کہ من ابتدا غایت کا ہے یہ بڑے گہنے کا قول ہے اور
يفهم من قول العرب مسحت برأسه من الدرهم بمن
عرب کے اس محاورہ سے کہ مسحت برأسہ من الدرہم یعنے میں نے اوسکے سر کو تیل لگا دیا اور
التراب من الماء الا معنى التبعيض قلت هكذا تقول
مٹی لگا دی اور پانی لگا دیا تبعیض ہی کے معنے سمجھ میں آتے ہیں میں کہتا ہوں تو سچ کہتا ہے
والاذعان للحق احق من المراء انتهى كلام الزمخشري
اور حق کا یقین کرنا آدمی کو سزاوار تر ہے زمخشری کا قول تمام ہوا
وهذا الجنس من مواخذات العلماء على ائمتهم لا سيما
اور علماء کے ایسی ایسی اعتراض اپنے اماموں پر علی الخصوص
مواخذات المحدثين اكثر من ان تحصى وقد حكى لي شيخي
محدثین کے مواخذے گننے سے زیادہ ہیں اور بیشک میرے استاد شیخ
الشيخ ابو طاهر الشافعي عن شيخه الشيخ حسين العجيمي
شیخ ابو طاہر شافعی نے اپنے استاد شیخ حسین عجیمی سے نقل کیا مجھسے بیان کیا

الحنفي انه كان يامرنا ان لا نشدد على نسائنا في النجاسة

ہمیشہ یہ حکم کرتے تھے کہ ہم اپنی عورتوں پر قلیل نجاست کے باب میں

القليلة لكان الحرج الشديد ويامرنا ان ناخذ في ذلك

سخت تری کیا کریں کیونکہ بڑا سخت حرج ہے اور ہمکو فرماتے کہ اسمیں

بمذهب ابي حنيفة في العفو عا دون الدرهم وكان شيخنا

ابوحنیفہ کے مذہب پر درہم سے کمتر میں عفو پر عمل کیا کریں اور ہماری استاد شیخ

ابو طاهر يرتضي هذا القول ويقول به في الانوار وانما يحصل

ابو طاہر اس قول کو پسند کرتے تھے اور اسی کے قائل تھے انوار میں ہے اور

اهلية الاجتهاد بان يعلم امورا الاول كتاب الله

اجتہاد کا استحقاق ہو وہ علم کیے امور کے نہیں ہوتا اول قرآن مجید

تعالى ولا يشترط العلم بجميعه بل بما يتعلق بالاحكام

اور یہ شرط نہیں ہے کہ سارے قرآن کا علم ہو بلکہ جسقدر احکام سے متعلق ہو

ولا يشترط حفظه بظهر القلب الثاني سنة رسول الله

اور نہ ضرور ہے یاد کرنا شرط ہے دوسری رسول اللہ

صلى الله عليه وآله وسلم ما يتعلق بالاحكام لا جميعا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث جسقدر احکام سے متعلق ہیں سب نہیں

ويشترط ان يعرف منهما الخاص والعام والمطلق و

اور یہ شرط ہے کہ قرآن اور حدیث دونوں میں سے خاص اور عام اور مطلق اور

المقيد والمجمل والمبين والناسخ والمنسوخ ومن السنة

مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانتا ہو اور صرف حدیث میں سے

المتواتر والآحاد والمرسل والمسند والمتصل والمنقطع

متواتر اور آحاد اور مرسل اور مسند اور متصل اور منقطع کو

وَحَالِ الرُّوَاةِ جَرْحًا وَتَعْدِيلًا الثَّالِثُ وَقَوْلُ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ

اور باعتبار جرح اور تعدیل کے راویوں کا حال جاننا ہو تیسری علماء صحابہ کے

فَمَنْ بَعْدَهُمْ إِجْمَاعًا وَاخْتِلَافًا الرَّابِعُ الْقِيَاسُ جَلِيُّهُ وَخَفِيُّهُ

اور ان کے بعد کی کہ گفتگو بحث اجماعی اور اختلافی چوتھی قیاس جلی کو اور قیاس خفی کو

وَتَمْيِيزُ الصَّحِيحِ مِنَ الْفَاسِدِ الْخَامِسُ لِسَانُ الْعَرَبِ لُغَةً وَإِعْرَابًا

اور قیاس صحیح اور فاسد کے تمیز ہو پانچویں عربی زبان باعتبار لغت اور اعراب کے

وَلَا يُشْتَرَطُ التَّبَحُّرُ فِي هٰذِهِ الْعُلُومِ بَلْ يَكْفِي مَعْرِفَةُ جُمَلٍ مِنْهَا

اور ان علوم میں تبحر شرط نہیں ہے بلکہ اسمیں سے مجملاً معرفت کافی ہے

وَلَا حَاجَةَ أَنْ يَتَتَبَّعَ الْأَحَادِيثَ عَلَى تَفْرِيقِهَا بَلْ يَكْفِي أَنْ

اور یہ حاجت نہیں کہ متفرق احادیث کو تلاش کرتا پھرے بلکہ اتنا کافی ہے کہ

يَكُونَ لَهُ أَصْلٌ مُصَحَّحٌ يَجْمَعُ أَحَادِيثَ الْأَحْكَامِ كَسُنَنِ التِّرْمِذِيِّ

اسکے پاس کوئی اصل الاجماع احکامی احادیث کی صحت کی موجود ہو جیسے سنن ترمذی

وَالنَّسَائِيِّ وَغَيْرِهِمَا كَأَبِي دَاوُدَ وَلَا يُشْتَرَطُ ضَبْطُ جَمِيعِ

اور سنن نسائی اور انکی سوا جیسے سنن ابی داؤد اور نہ یہ شرط ہے کہ احاد

مَوَاضِعِ الْإِجْمَاعِ وَالِاخْتِلَافِ بَلْ يَكْفِي أَنْ تُعْرَفَ فِي الْمَسْأَلَةِ

اور اختلاف کے تمام مواضع ضبط کرے بلکہ اتنا کافی ہے کہ جس

الَّتِي يُقْضَى فِيهَا أَنَّ قَوْلَهُ لَا يُخَالِفُ الْإِجْمَاعَ

مسئلہ میں حکم دیتا ہے یہ سمجھے کہ میرا قول اجماع کے مخالف نہیں ہے

بِأَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ وَافَقَ بَعْضَ الْمُتَقَدِّمِينَ أَوْ يَغْلِبَ عَلَى

اسطور کہ یقینی جان لیوے کہ میرا قول بعض متقدمین کے موافق ہے یا ظن غالب

ظَنِّهِ أَنَّهُ لَمْ يَتَكَلَّمِ الْآخَرُونَ فِيهَا بَلْ تَوَلَّدَتْ فِي عَصْرِهِ

یہ معلوم ہو کہ متقدمین نے اسمیں گفتگو نہیں کی بلکہ اسی زمانہ میں حادث ہوا ہے

وركن امعرفة الناسخ والمنسوخ وكل حديث اجمع السلف

اور ایسی ہی ناسخ اور منسوخ کی اگاہی اور جس حدیث کو سلف نے بالاجماع

على قبوله او تواترت اهليته رواته فلا حاجة الى البحث

یا اسکی راویوں کے اہلیت متواتر ہو رہی ہو

عن عدالة رواته وما عدا ذلك يبحث عن عدالة رواته

تو اسکی راویوں کے عدالت میں بحث کرنیکی کچھ حاجت نہیں ہے اور اسکے علاوہ حدیث کے راویوں کے عدالت میں

والجتماع هذه العلوم انما اشترط في المجتهد المطلق الذي

اور ان علوم کا جمع ہونا جو شرط ٹھہرائے تو اوس مجتہد مطلق میں ہے کہ

يفتي في جميع ابواب الشرع ويجوز ان يكون مجتهدا في

تمام شرع کے ابواب میں فتوی دیوے اور جائز ہے کہ کسی باب میں

بابٍ دون باب من شرط الاجتهاد معرفة اصول الاعتقاد

مجتہد ہو کسی میں نہو اور اعتقادی اصول کے آگاہی اجتہاد کے شرط ہے

قال الغزالي ولا يشترط معرفة على طرق المتكلمين

غزالی کہتا ہے متکلمین کے طرف کی معرفت دلائل کے ساتھ شرط نہیں ہے

بادلتها التي يحررونها ومن لا يقبل شهادته من لا يعتقد

جو دلائل کہ وہ تحریر کرتے ہیں اور جو معتزلیوں میں سے جسکے شہادت مقبول نہیں ہے

لا يصح تقليد القضاء وكذا تقليد من لا يقول بالاجماع

اوسکو قاضی کرنا صحیح نہیں ہے اور ایسا ہی ایسی کا قاضی کرنا جو اجماع کا قائل نہو

كالخوارج او باخبار الآحاد كالقدرية او بالقياس

جیسے خارجی لوگ یا اخبار آحاد کا قائل نہو جیسے قدریہ یا قیاس کا قائل نہو

كالشيعة وفي الانوار ايضا لا يشترط ان يكون المجتهد

جیسے شیعہ اور یہ بھی انوار میں ہے اور یہ شرط نہیں ہے کہ مجتہد کا

مذهب مدون ولا يجوز تقليد المذاهب جائز للمقلد

مذہب مدون ہی ہوا کرے اور جب مذاہب مدون ہو جاویں تو مقلد کو جائز ہے

ان ينتقل من مذهب الى مذهب عند الاصوليين ان

کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں چلا جاوے اور اصولیین کے نزدیک اگر اوس نے کسی حادثہ میں

عمل بمذهب في حادثة فليس له ان يعمل بغيره في تلك الحادثة وان لم يعمل جاز

عمل کر چکا ہے تو اس حادثہ میں انتقال جائز نہیں اور حادثہ میں جائز ہے اور اگر ابھی عمل نہیں کیا

فيها وفي غيرها وله تقليد مجتهد في مسائل واخر في مسائل

تو اسمیں اور دوسرے میں جائز ہے اور اگر بعض مسائل میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور دوسرے مجتہد کی اور مسائل میں تقلید

جاز وعند الاصوليين لا يجوز ولو اختار كل من مذهب الاهون

تو جائز ہے اور اصولیوں کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اگر ہر مذہب میں سے سہل سہل چھانٹ لیا

قال ابو اسحاق يفسق وقال ابن ابي هريرة لا يفسق

تو ابو اسحاق کہتا ہے وہ فاسق ہے اور ابن ابی ہریرہ کہتا ہے فاسق نہیں ہوتا اور

في بعض الشروح وفي الانوار ايضا المنتسبون الى مذهب

بعضے شرحوں میں اسیکو ترجیح دی ہے اور یہ بھی انوار میں ہے منتسب طرف مذہب

الشافعي وابي حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها

شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے کئی قسم کے ہیں

العوام وتقليدهم للشافعي متفرع على التقليد الاثبت

ایک تو عوام اور ان کی تقلید شافعی کیواسطے ثبت کی تقلید پر متفرع ہے

الثاني البالغون الى رتبة الاجتهاد والمجتهد لا يقلد مجتهدا

دوسری قسم جو اجتہاد کے رتبہ کو پہنچے ہیں اور مجتہد ہو کر مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا

وانما ينتسبون اليه لكونه عرف طريقته في

اور منتسب اسواسطے کہلاتے ہیں کہ اجتہاد میں

الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب بعضها على بعض

اور دلائل کے استعمال میں اور بعض کو بعض پر ترتیب دینے میں اُسکے طریقہ پر چلتے ہیں

الثالث المتوسطون وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد

تیسرے قسم درمیانی لوگ ہیں وہ ہوتے ہیں کہ اجتہاد کا رتبہ تو نہیں پاتے

لكنهم وقفوا على اصول الامام وكنوا من قياس مالم

پر وہ امام کے اصول سے واقف ہو جاتے ہیں اور یہ قدرت ہو جاتے ہے

يجد ولا منصوصا على ما نص عليه وهؤلاء مقلدون

کو جو مسئلہ منصوص نہیں پاتے اسکو منصوص پر قیاس کر لیتے ہیں اور یہ ہی گروہ اُسکے مقلد ہوتی ہیں

له وكذا من يأخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا

اور ایسی ہی عوام میں سے جو لوگ اُنکے قول پر عمل کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ ایسی شخص

يقلدون في الحقيقة لانهم مقلدون وقال ابو الفتح

خود مقتدا نہیں ہوتے ہے کیونکہ وہ آپ مقلد ہوتے ہیں اور ابو الفتح

الهروي وهو من تلامذة الامام مذهبه عامة

ہروی امام کے شاگردوں میں کا کہتا ہے عام فقہاء کا مذہب

الاصحاب في الاصول ان العامي لا مذهب له فان وجد

اصول میں یہ ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں وہ ہے اگر اوسنے کوئی مجتہد پایا تو اوسکے

مجتهدا قلده وان لم يجد ووجد متبحرا في مذهب

تقلید کرے اور اگر مجتہد نہ پایا تو متبحر فی المذہب پایا

قلده فانه يفتيه على مذهب نفسه وهذا تسرع بانه

مقلد ہو گیا وہ متبحر ہے اسکو اپنے مذہب کا فتوی دیوے گا اور یہ آیات کی تفسیر ہے

يقلد المتبحر في نفسه المرجح عند الفقهاء ان العامي

کہ متبحر فی نفسہ مقتدا ہوتا ہے اور قول مرجح فقہا کے نزدیک ہے کہ عامی

عہ یعنی جو لوگ اپنی قدرت کو متبحر فی مذہب سمجھتے ہیں کہ ہم مجتہد ہیں

المنتسب الی مذهب له مذهب لایجوز له مخالفته و

جو کسی مذہب کیطرف منتسب ہوا اسکا بھی مذہب ہوتا ہے اور اسکو اُس مذہب کے مخالفت جائز نہیں ہوتی

لو لم یکن منتسبا الی مذهب فهل یجوز ان یتخیر و

اور اگر وہ کسی مذہب کیطرف منتسب نہو تو آیا اوسکو جائز ہے کہ پسند کرے

یتقلد ای مذهب شاء فیه خلاف مبنی علی انه

جس مذہب کا چاہے مقلد ہو جاوے اسمین خلاف اسبات پر مبنی ہے

یلزم التقلید بمذهب معین ام لا فیه وجهان قال

کہ عامی کو کسی مذہب معین کی تقلید لازم ہے یا نہین اسمین دو وجہ ہین

النووی و الذی یقتضیه الدلیل انه لا یلزم بل یستفتی

نووی کہتا ہے دلیل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تعیین لازم نہین ہے بلکہ

من شاء و من اتفق لکن من غیر تلقط للرخص فی کتاب

جس سے چاہے اور جس سے اتفاق پڑے فتوی پوچھے پر سہل سہل نہ ڈھونڈا کرے

ادب القاضی من فتح القدیر و اعلم ان ما ذکر

فتح القدیر کے کتاب آداب القاضی مین ہے اور سمجھے کہ مصنف نے

المصنف فی القاضی ذکر فی المفتی فلا یفتی الا المجتهدون

جو قاضی کی حقیقت ذکر کیا ہے وہی مفتی کی حقیقت ذکر کیا ہے سو مجتہدون کے سوا اور لوگ نہ فتوی دیا

و قد استقر رای الاصولیین علی ان المفتی هو المجتهد

کرین اور بیشک اصولیون کی رائے اسپر ٹھہر گئے ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے

فاما غیر المجتهد ممن یحفظ اقوال المجتهد فلیس بمفتی

اور غیر مجتہد کہ مجتہد کے مسائل یاد رکھتا ہو سو مفتی نہین ہوتا

و الواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتهد علی طریق

اور اسپر یہ بھی واجب ہے کہ جب اوسسے مسئلہ پوچھین تو مجتہد کا قول بطور

الحكاية كما حكاه عن جهة حكايته فعلم ان ما يكون في

حکایت کی بیان کردی جیسے ابوحنیفہ کے جہت پر حکایت پس معلوم ہوا کہ جو ہماری

زماننا من فتوى المجوزين ليس يقبل بل هو نقل كلام

زمانہ میں مجوزین کے فتوی نہیں ہے بلکہ سلف کے کلام کا

الفقيه لما خذ به المستفتي طريق نقله كذلك عن المجتهد

نقل کرنا ہے تو فقیہ والا اوس پر عمل کرے اور مجتہد سے بطور حکایت نقل کرے یہ کا طریقہ

لحد امرين اما ان يكون له سند فيه اليه او ياخذ من

دو میں سے ایک امر ہے یا تو اسکی پاس اوس مجتہد کیطرف کی اوس مسئلہ میں سند ہو یا

كتاب معروف تداولته الايدي كمختصر محمد بن الحسن ونحوها

کتاب مشہور و معروف کے کہ لوگوں جو دست بدست چلی آتے ہے جیسے محمد بن حسن کے کتابیں

من التصانيف المشهورة للمتقدمين لانه بمنزلة الخبر

اور ایسی مانند اوس مجتہدوں کے مشہور تصنیفات

المتواتر عنهم او المشهور هكذا ذكر الرازي فعلى هذا

خبر متواتر کے یا خبر مشہور کے یہ بیان ابوبکر رازی نے ذکر کیا ہے اس بیان کے موافق

لو وجد بعض كتب النوادر في زماننا لا يحل رفع ما فيها

اگر پہنچے کتابیں ہماری زمانہ میں بعض نوادر کے مسائل کو امام محمد کیطرف منسوب کرنا

الى محمد ولا الى ابي يوسف لانها لم تشتهر في عصرنا في

حلال نہیں ہے اور نہ ابو یوسف کیطرف کیونکہ یہ نہی کتابیں ہماری زمانہ میں ہماری ملک میں

ديارنا ولم تتداوله نعم اذا وجد النقل عن النوادر متلا

مشہور نہیں ہوئیں اور نہ ہم میں رواج پکڑا ہاں اگر کوئی ان نہی کتابوں کا مسئلہ

في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان ذلك

مشہور و معروف کتاب میں مجاوی مثلاً جیسے ہدایہ اور مبسوط تو اسے

تعويلا على ذلك الكتاب فلو كان حافظا للاقاويل المختلفة

اوس کتاب پر اعتماد ہوگا پس اگر وہ مفتی مجتہدون کے مختلف اقوال کا

للمجتهدين ولا يحسن الجمع ولا قدرة له على الاجتهاد

حافظہ ہو دی اور محبت کو نجانتا ہو اور نہ اسکی اتنی قدرت ہی کہ اجتہاد کرسکے

للمرجح لا يقطع بقول منها ولا يفتي بل يحكي للمستفتي اختلافهم

ترجیح پیدا کرسکے تو اون اقوال مین سے کسی قول کو قطعی نہ ٹھہراوے اور نہ اوسپر فتوی دیوے بلکہ سائل کے سامنے بیان کردے

للمستفتي فما يقع في قلبه انه الاصوب ذكره في بعض الجوامع عند

پھر سائل جو اسکے دل کو صواب معلوم ہو اوسکو اختیار کرے یہ تقریر بعض جوامع مین مذکور ہے اور ہمارے اصحاب کے

انه لا يجب عليه حكاية كلها بل يكفيه ان يحكي قولا منها

اقوال کا بیان کرنا واجب نہین ہے بلکہ اسکو اتنا ہی کافی ہے کہ اون مین سے کوئی ایک قول بیان کردی کیونکہ مستفتی

فان المقلد له ان يقلد اي مجتهد شاء فاذا ذكر احدهما

پس جب اوسنے ایکقول کو تو اختیار ہے جسے مجتہد کی چاہے تقلید کرے

فقلده حمل المفصول نعم لا يقطع عليه فيقول جواب

بیان کردیا اور اوسنے تقلید کرلی تو مطلب حاصل ہوگیا ان اوسپر قطع نہ کردی یون کہے میری مسئلہ کا

مسئلتك كذا بل يقول قال ابو حنيفة حكمه هذا كذا نعم

جواب یہی ہے بلکہ اسطرح کہے کہ امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اوسکا حکم یہ ہے ہان اگر اوسنے

لو حكم الكل فالاخذ بما يقع في قلبه انه اصوب واولى او

سب اقوال بیان کیے پھر جو اوسکے دل مین اصوب اور اولی معلوم ہوتا ہو وہی اختیار کرنا چاہیے اور

العامي لا عبرة بما يقع في قلبه من صواب الحكم وخطائه

عامی کے دلی خطرہ کا کچھ اعتبار نہین کہ اوسکے دل مین حکم کا صواب ہونا یا خطا ہونا واقع ہو اس تقریر

وما هنا اذا استفتى فقيهين فقيهين فاختلفا

کے موافق اگر اوسنے دو فقیہ یعنی دو مجتہدون سے پوچھا پھر انھون نے مختلف بیان کیا

علیہ الاولی ان یاخذ بما یمیل الیہ قلبہ منہما وعندی

تو اولی یہہ ہے کہ انمین سے جسکیطرف اوسکی دلکا میلان ہو اختیار کرے اور میرے نزدیک یہی کہ

انہ لو اخذ بقول الذی لا یمیل الیہ جاز لان میلہ وعدمہ

اگر اوسکا قول یہی اختیار کرے جسمیں میلان نہیں ہے تو جائز ہے کیونکہ اوسکا میل اور عدم میل

سواء والواجب علیہ تقلید مجتہد وقد فعل اصاب ذلک

یکسان ہے اور اوسپر کسی ایک مجتہد کے تقلید واجب ہے سو وہ کر چکا

المجتہد او اخطأ وقالوا المنتقل من مذہب الی مذہب

مجتہد مصیب یا مخطی ہو اور فقہا کہتے ہین کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف

باجتہاد او برہان اثم کبیرۃ حیث التخیر فقبل اجتہادہ

بذریعہ اجتہاد اور برہان کے منتقل ہونیوالا گنہگار ہوتا ہے سزاوار تعزیر کیا ہے سو بلا اجتہاد

برہان اولی ولابد ان یراد بہذا الاجتہاد معنی التحری

اور بلا برہان اولے تر سزاوار ہے اور ضرور ہے کہ اس اجتہاد سے تحری

وتحکیم القلب لان العامی لیس لہ اجتہاد ثم حقیقۃ

اور دل کا یقین مراد ہو اسلیے کہ عامی کے واسطے اجتہاد نہیں ہوتا پھر انتقال

الانتقال انما تحقق فی حکم مسئلۃ خاصۃ قلد فیہ وعمل

کی حقیقت تو صرف ایک خاص ایسی مسئلہ کیحکم مین جسمین تقلید کرکے عمل کر چکا ہو ثابت ہوتی ہے

بہ ولا نعرفہ قلدت ابا حنیفۃ فیما افتی بہ من المسائل

اور نہین تو اوسکا مثلاً یہہ کہنا مین نے ابو حنیفہ کی مسائل مین جو جو فتوی دیوی تقلید کی ہے

متاثر والتزمت العمل بہ علی الاجمال وہو لا یعرف صورہا

اور اوسے یہ مجملاً عمل والا لازم کر لیا ہے حالانکہ وہ مسائل کے صورتین نہین جانتا

لیس بحقیقۃ التقلید بل ہذا حقیقۃ تعلق التقلید

حقیقت مین تقلید نہین ہے بلکہ یہ حقیقت مین تقلید یا عدم تقلید کا متعلق کرنا ہے

او وعد به کانه التزم ان یعمل بقول ابی حنیفة فیما یقع

گویا اوسنے ابو حنیفہ کے قول پر اون مسایل مین

له من المسائل التی تتعین فی الوقائع فان اراد واحدا

جو حوادث مین متعین ہونیکے عمل کرنیکا التزام کیا ہے پس اگر مقلد کی مراد تقلید سے یہی التزام ہے

الالتزام فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتهد المعین بالزامه نفسه

تو مجتہد معین کی اتباع واجب ہونے پر اپنی آپ التزام لازم کر لینے سے کوئی دلیل قائم نہین ہوتی

ذلك قولا او نیة شرعا بل الدلیل واقتضا العمل بقوله

بلکہ دلیل اور مجتہد کے قول پر کوئی شرعی دلیل نہین ہے

المجتهد فیما احتاج الیه بقوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر

عمل کا تقاضا جہان کرا وسکی قول کیطرف حاجت پڑے آیت ہی پس پوچھ لو یاد رکھنے والون سے

ان کنتم لا تعلمون والسؤال انما یتحقق عند طلب حکم الحادثة

اگر تم نہین جانتے اور پوچھنا جب ہی پیدا ہوتا ہے کہ حادثہ معینہ کے حکم کی تلاش ہو

المعینة وحینئذ اذا ثبت عندنا قول المجتهد وجب علیه به

اور اب اگر مجتہد کا قول اوسکے پاس ثابت ہوجاویگا تو اوسپر عمل واجب ہوجاویگا اور

الغالب ان مثل هذه الزامات منهم لکف الناس عن التتبع

غالب یہی کہ ایسے ایسے الزامات فقہا کیطرف سے ہین تاکہ لوگ رخصتون کے تلاش سے

الرخص ولا اخذ العامی فی کل مسئلة بقول مجتهد اخف

باز رہین اور نہین تو عامی ہر مسئلہ مین مجتہد کا وہی قول لیویگا جو اوسپر آسان ہو

علیه ولا ادری ما یمنع هذا من النقل والعقل فیکون

اور مین نہین جانتا کہ اسکو نقل اور عقل مین سے کون مانع ہے پس

الانسان متبعا ما هو اخف علی نفسه من قول مجتهد لیس

انسان کا اپنی جان پر سہولت کا متلاشی رہنا کسی مجتہد کے قول سے جسکو اوسنے اختیار کرنا جائز ہو دے

له الاجتهاد ما علمت من الشرع ذمة علیه وکان صلی الله
فہمکو معلوم نہیں کہ شرع نے اسپر اسکی نسبت کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
علیه وسلم یحب ما خفف عن امته والله سبحانه اعلم بالصواب
اپنی امت پر سہولت کو محبوب جانتے تھے اور اور اللہ سبحانہ صواب کو خوب جانتا ہے ہم کو عبارت فہم القدیر
انتهی هذا آخر ما اردنا ایراده فی هذه الرسالة والحمد لله اولا وآخرا
سے ہے اور یہ اسکا آخر ہے جو ہمنے اس رسالہ میں بیان کرنا چاہا تھا اور اول اور آخر اللہ کی ستایش ہے

تمام شد کتاب عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید از تصانیف شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ملهم الحكم ومفيض النعم والصلوة والسلام على سيد العرب والعجم
وعلى آله وصحبه اهل الفضل والكرم اما بعد میگوید فقیر عفی اللہ عفی عنہ این کلمات چند
ست کہ اولاد واحباب خود را بآن وصیت میکنم سمیتها بالمقالة الوصية فی النصيحة والوصية
حسبنا الله ونعم الوكيل وهو الهادی الى سواء السبيل اول وصیت
این فقیر جنگ زدن ست بکتاب وسنت در اعتقاد وعمل وپیوسته بتدبیر هر دو مشغول شدن و
هر روز حصه از هر دو خواندن واگر طاقت خواندن ندارد در جمعه ورقی از هر دو شنیدن و در

عنایه مذهب قدما اهل سنت اختیار کردن و از تفصیل و تفتیش آنچه سلف تفتیش نکرده اند اعراض نمودن و به تشکیکات خام معقولیان التفات نکردن و در شروع پیروی علمای محدثین کرده جامع باشند میان فقه و حدیث کردن و دائما تفریعات فقهیه را بر کتاب و سنت عرض نمودن آنچه موافق باشد در خمیر قبول آوردن و الا کالای بد بر پیش خود ننهادن امت را هیچ وقت از عرض مجتهدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن مقلده فقها که تقلید عالی را دست آویز ساخته تتبع سنت را ترک کرده اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن قربت خدا جستن بدوری ایشان **وصیت دیگر** حدا امر معروف چنانچه بخاطر ایشان خمیر بخواهند ان ست که در فرایض و کبائر ذنوب و شعائر اسلام بعنف امر معروف و نهی منکر باید کرد و با کسانی که دران باب تساهل دارند صحبت نباید داشت و دشمن ایشان باید بود و در سایر آداب امر خصوصا در آنچه سلف با خلف اختلاف کرده باشند امر معروف و نهی منکر تبلیغ آن حدیث ست و بس و عنف در ان سخن نیست **وصیت دیگر** آن ست که دست در دست تاریخ این زمان که با نواع بدعت مبتلا هستند در نیابد داد و بیعت با ایشان ننباید کرد و بلغو عام مغرور نباید بود و نه بکرامات زیرا که اکثر لغو عام بسبب توهم امور رسمیه را بحقیقت اعتباری نیست و کرامات نزد شان این همه الا ماشاء الله طلسمات و تیر نجات را کرامات دانسته اند تفصیل این اجمال آنکه اشهر اصناف فرق اشراف بر خواطر ست و انکشاف واقعات آینده و اشراف و کشف را طرق بسیار ست از انجمله است باب ضمیر از علم نجوم و رمل نه پنداری که حکم در نجوم موقوف ست بر تسویه بیوت و رمل بر آنچه در کار ست بل تجربه کرده ایم که ماهر در فن نجوم چون دانست که الحال کدام دقیقه ست از دقائق روز از نیجا ذهن او منتقل میشود بطالع دهم بیوت و مواضع کواکب در خاطر حاضر صورت می بندد گو با صفحه تسویة البیوت مقابل

ادهیسیاده است آنچنین ماهر در فن رمل گاهی در دل خود معین میکند که فلان انگشت را المیان
قرار داده ام و فلان انگشت را فلان خط در ذهن صورت می بندد که ازین اشکال کدام
متولد میشود تا آنکه زایچه پیش او حاضر شود و از آنجمله باب کهانت با نواعها و آن فن بغایت
منبع است تا ره باحضار جن و نماره بغیر آن و ازان جمله باب طلسم که قوای کواکب را در صوری
بند میکنند و ازان اشراف حاصل میشود و اعمال جوگ که بعضی ملاحظات جوگیه اخاصیتی تمام
ست در اشراف و کشف من اراد تحقیق ذلک فلیرجع الی الکتب هذه الفنون و همت
بستن بر بکاری و بشکل مهیب آمدن و دل بر دل کسی داشتن و طالب را مسخر کردن همه از فنون نیرنجی
ست چند ملاحظه میکنند که بانیکار میرساند صلاح و فخر و سعادت و شقاوت و مقبول بودن
یا مردود بودن در نیجا هیچ فرق پیدا نمیکنند همچنین وجد و شوق و قلق و سرایت این حالت
در حاضران بنشاء آن حدت قوه بهیمیه ست لهذا هر که قوت بهیمیه او قوی تر وجد او زیاده تر آری
این اعمال و این احوال بعض صالحان هم میکنند به نیتی از نیات نیک و بقدر آنها را از کرامات
نمیگرداند کمالات مخفی و بسیاری از ساده لوحان را دیده ایم که چون این اعمال را از شیخی فرا گرفته
اند آن را عین کرامات میدانند چاره کار آنکه کتب حدیث مثل صحیح بخاری و مسلم و سنن
ابی داؤد و ترمذی و کتب فقه حنفیه و شافعیه بخواند و عمل بر ظاهر سنته پیش گیرد اگر حق سبحانه
در دل او شوقی صادق کرامت فرماید و طلب این راه غالب شود کتاب عوارف را از آداب نماز
و روزه و اذکار و معموری اوقات پیش گیرد و رسائل نقشبندیه را در طریق پیدا کردن یاد داشت
و این بزرگان این هر دو باب را بوجهی روشن نوشته اند که احتیاج به تلقین هیچ
مرشد نمانده چون کیفیت نور عبادت و نسبت یاد داشت حاصل شد بران مواظبت نماید
اگر درین فرصت عزیزی را دریابد که صحبت او مفتاح جذب ست و تاثیر صحبت او در مردمان

نصیحت

درسیگیر و بادی صحبت دار و تا آنکه حالت مطلوبه ملکه گردد بعد ازان بگوشه بنشینند و بدان ملکه مشغول باشد درین زمانه هیچ کس نیست الا ماشاء الله که من جمیع الوجوه کمال داشته باشد اگر از یک وجه کمال دارد از وجه دیگر عاطل ست پس همان کمال را باید حاصل کرد و از چیزهای دیگر نظر باید پوشید خذ ما صفا ودع ما کدر نسبتهای صوفیه غنیمت کبری است در رسوم ایشان هیچ نمانده از ردائین سخن بر بسیاری گران خواهد بود امامر اکاری فرمودند برحسب آن میباید گفت و برگفته زید و عمر و تعریج نمی باید کرد **وصیت دیگر** باید دانست که میان اهل زمان اختلافست صوفیه میگویند که اصل مطلوب فنا و بقاد استهلاک و انسلاخ است و مراعات معاش و اقامه طاعات بدنیه که شرع بدان وارد شده برای آن ست که همه کس آن اصل را نمی تواند بجا آورد و ما لا یدرک کله لا یترک کله و متکلمان گویند که غیر از آنچه شرع بدان وارد شده چیزی مطلوب نیست و ما می گوییم مطلوب باعتبار صورت نوعیه انسان بحسب شرع نیست و شارع بیان آن اصل فرموده برای خاصه تفصیل این اجمال آنکه نوع انسان بوجهی مخلوق شده که جامع است میان قوة ملکیه و بهیمیه و سعادت وی در تقویت ملکیه است و شقاوت وی در تقویت بهیمیه و بوجهی مخلوق شده که نفس وی رنگهای اعمال و اخلاق قبول کند و در جذر خود در آرد و بعد موت آن را مستصحب باشد مثل آنکه بدن وی کیفیات غذا را برسیداره و باخود مستصحب میباشد و لهذا تجمه و حمی و غیر آن مبتلا میگردد و بوجهی مخلوق شده که میتواند بحوق بحضیرة القدس و تلقی الهام از آنجا کند و آنچه در حکم الهام ست قوة تلقی سرور و بهجت اگر بنسبت آن ملائمتی داشته باشد و تلقی ضیق و وحشت اگر بنسبت ایشان منافاتی کسب نموده بود و بالجمله چون نوع انسان بوجهی واقع شده بود که اگر انسان را بایشان گذارند امراض نفسانیه اکثر افراد را الم رساند حضرت حق سبحانه بمحض فضل و کرم

پیچ

خود کارسازی ایشان کرد و برای ایشان یقین راه نجات نمود و ترجمان لسان غیب که حضرت پیغامبر
ست صلی اللہ علیہ وسلم از ایشان بدیشان فرستاد تا نعمت تمام شود و بر بینیتے که اول مقتضی بجانب
ایشان بود دیگر بار دست ایشان گرفته باشد پس صورت نوعیه بلسان حال شرع را از مبدا فیاض
در یوزه کرده و حکم آن لازم ست جمیع افراد نوع را بحکم سریان صورة نوعیه در ایشان و خصوصیة افراد
را در آنچه داخل نیست فنا و بقا استهلاک غیر اینها مطلوب اند باعتبار خصوصیت افراد زیرا که
بعض افراد در غایت علو و تجرد مخلوق می شوند و خدا تعالی اینها را براه ایشان دلالت می فرماید و این
حکم نوعیست بلکه بلسان حال این فرد از جهه خصوصیت فردیت تقاضای آن کرده و کلام شارع هرگز
بران معانی محمول نیست نه صریحا و نه اشارة آری قومی این مطالب را از کلام شارع فهمیده اند مثل
آنکه قصه لیلی و مجنون شنود و هر یکی را بر سر گذشت خود حمل نماید و آن را در عرف ایشان اعتبار گویند
بالجمله افراط در مقدمات انساخ و استهلاک و مشغول شدن هر کس بآن داء عضال ست در ملت
مصطفویه خدا رحم کناد کسی را که سعی در ازالت آنها کند گو بحسب بعض استعدادات اصلی داشته باشد هر چند این
سخن بر بسیاری از صوفیه ناگوار خواهد بود امر اکاری فرموده اند جز بآنچه گویم باز زید و عمرو کاری
نیست **وصیت دیگر** آنکه در حق اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتقاد نیک
باید داشت و زبان بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت درین مسئله دو صنف خطا کرده اند قومی
گمان میکنند که ایشان باهم سینه صاف بوده اند و هرگز مشاجرات میان ایشان نگذشته و این هم
حرف ست زیرا که نقل مستفیض شاهد ست بر مشاجرات ایشان و انکار این نقل مستفیض نمیتوان کرد
و قومی چون این چیزها بدیشان منسوب دیدند زبان بطعن و لعن کشادند و دروازه بلاک افتادند درین فقیر بخته
اند که اگرچه اصحاب معصوم نبوده اند و از بعض عوام ایشان ممکن که چیزها بوجود آمده باشد که اگر از دیگران مثل آن
بوجود آید مورد طعن و لعن گردد و اما مریم بکف لسان از مساوی ایشان و مسموعیم از سب و طعن ایشان

هفتم

تعبد امر ای مصلحتی چان مصلحت آن ست که اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پیغامبر
صلی الله علیه وآله وسلم منقطع گردد و دور الفطاع روایت برهم خوردن ملت است چون روایت از هر
صحابی برداشته میشود اکثر احادیث مستفیض شهنده و تکلیف امت بحجتی قائم گردد و جرح بعض مرآن
نقل خلل نکند این فقیر از روح فتوح آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم سوال کرد که حضرت چه میفرمایند
در باب شیعه که مدعی محبت اهل البیت اند و صحابه را بد می گویند آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نوعی از کلام
روحانی القا فرمودند که مذهب ایشان طلبست و بطلان مذهب ایشان از لفظ امام معلوم می شود چون
از استحالت افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد که امام باصطلاح ایشان معصوم مفترض
الطاعه منصوب للخلق است و وحی باطنی در حق امام تجویز مینمایند پس در حقیقت ختم نبوت را منکر مذکور
زبان آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را خاتم الانبیا می گفته باشند و چنانکه در حق اصحاب اعتقاد نیک باید
داشت همچنان در حق اهل البیت معتقد باید بود و صالحین ایشان را بمرتبه تعظیم تخصیص باید کرد قد
جعل الله لکل شئ قدرا این فقیر را معلوم شده است که ائمه اثنا عشر رضی الله عنهم اصحاب
نسبتی بوده اند از نسبتهای ارواح بتصوف مقارن انقراض ایشان پیدا شده اما عقیده و شرع را
بجز از حدیث پیغامبر صلی الله علیه وآله وسلم نتوان گرفت قطبیه ایشان امری است باطنی بتکلیف
شرعی کار ندارد و نص و اشاره هر یکی بر متاخر باعتبار همان قطبیت است و امور امامت که می گفتند آنهم
بهمان ست که بعض خلص یاران خود را بان مطلع میساختند پس از زمانی قومی تعلق کرده و قول
ایشان را بر خلاف دیگر فرود آوردند والله المستعان

وصیت دیگر

طریق تعلیم علم حدیث
تجرید محقق شد آن ست که نخست رسائل مختصر صرف و نحو درس گویند سه سه نسخه از هر یکی باهم چنانکه
بقدر ذهن طالب بعد ازان کتابی از تاریخ یا حکمت عملی که بزبان عربی باشد آموزند و دران میان
بر طریق تتبع کتب لغت و برآوردن مشکل از جای آن مطلع سازند چون قدرت بزبان عربی یافت موطا

نخبه

بروایت یحیی بن یحیی مصمودی بخوانانند و هرگز آن را معطل نگذارند که اصل علم حدیث ست و خواندن آن فیضها دارد و دوام اسماع جمیع آن مسلسل ست بعد ازان قرآن عظیم درس گویند بآن صفت که صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمه گویند و در آنچه مشکل باشد در بخوانند در شان نزول متوقف شود و بحث ننماید و بعد فراغ از درس تفسیر جلالین بقدر درس بخوانند درین طریق فیضها ست بعد ازان در یک وقت کتب حدیث میخوانده باشند از صحیحین و سنن آنها و کتب فقه و عقاید و سلوک و در یک وقت کتب دانشمندی مثل شرح ملا جامی و قطبی و غیر آن الی ماشاء الله و اگر میسر آید که متکوی را یک روز بخوانند و روز دیگر شرح طیبی بقدر آنچه روز اول خوانده ست بخوانند چنین نافع ست **وصیت دیگر** ما مردم عرب میم که در دیار هندوستان آبای ما بغربت افتاده اند و عربیت نسب و عربیت لسان هر دو فخر ماست که ما را سید اولین و آخرین و افضل انبیا و مرسلین و فخر موجودات علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات نزدیک گردانید شکر این نعمت عظمی آن ست که بقدر امکان عادات در رسوم عرب اول که منشاء آنحضرت ست صلی الله علیه وسلم از دست ندهیم و رسوم عجم و عادات هنود را درمیان خود نگذاریم اخرج البغوی عن ابی عثمان النهدی قال انا نکتب کتاب عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه و نحن باذربیجان مع عتبة بن فرقد اما بعد فاتزروا و ارتدوا و انتعلوا و القوا الخفاف و القوا السراویلات و علیکم بلباس ابیکم اسمعیل و ایاکم و التنعم و زی العجم و علیکم بالشمس فانها حمام العرب و تمعددوا و اخشوشنوا و اخلولقوا و اعطوا الرکض و انزوا نزوا و ارموا الاغراض و فی روایة و انزوا علی ظهور الخیل نزوا

یعنی چون عرب برای جهاد باطراف عجم منتشر شدند حضرت عمر رضی الله عنه بایشان نوشتند که رسم عجم را اختیار کنند و رسم عرب را ترک نمایند پس بدیشان نامه نوشتند که ازار بندید و چادر

پوشیدن نعل پوشیدن و بگذارید موزه را و بگذارید شلوار را و لازم گیرید
لباس پدر خود اسمعیل را و خود را و در دارید از تنعم و هیئت عجم و لازم گیرید پشتن
در آفتاب هر آئینه آفتاب حمام عرب ست و بر سم قوم معد باشید و در شت لباس باشید
و سخت گذران باشید و کهنه پوشی خو کنید و تناول کنید شتران را یعنی بگیرید
و رام سازید و جست کرده سوار شوید بر اسپان و تیر اندازید بنشانها **یکی**
از عادات شنیعه ایشان آن ست که چون شوهر زنی بمیرد و نگذارند که آن زن شوهر
دیگر کند و این عادت اصلاً در عرب نبوده نه قبل از آن حضرت صلی الله علیه وسلم
خدا تعالی رحمت کناد بر آن کس که این عادت شنیعه را مبتلاشی سازد و اگر بکمر
نباشد که از عموم ناس مرتفع شود در میان قوم خود اقامت این عادت عرب باید کرد و اگر
این نیز ممکن نباشد این عادت را قبیح باید دانست و بدل دشمن آن باید بود که او نیز
مراتب تهی منگر همین ست **دیگر** از عادات شنیعه با مردم آن ست
که مهر سیاری معین کنند آن حضرت صلی الله علیه وآله وسلم که شرف ما و دین و دنیا
بآن حضرت صلی الله علیه وسلم منتهی شد مهر اهلبیت خود که بهترین مردم اند دوازده اوقیه
و نشی مقرر فرموده اند و آن پانصد درم است **دیگر** از عادات شنیعه
با مردم آن ست در افراح و رسوم بسیار در آن مقرر کردن آنچه آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در شادیها مقرر فرموده اند دو شادی ست ولیمه و عقیقه این هر دو
را باید گرفت و غیر آن را باید گذاشت یا اهتمام و التزام آن نباید کرد **دیگر**
از عادات شنیعه با مردم آن ست در ماتمها و سوم و چهلم و ششماهی و
فاتحه سالینه و امثله را در عرب اول وجود نبود مصلحت آن ست که غیر تعزیت

وارثان میت تا سه روز او طعام ایشان یک شبانروز رسمے نباشد بعد
سه روز بنا بقبیله جمع شوند و طیبا در ثیاب نار میت استعمال کنند
واگر زوجه است بعد انقضائے عدت قطع احداد نماید سعید از ما کسی
ست که بلسان عرب و صرف نحو و کتب ادب مناسبت پیدا کند و حدیث و قرآن
را ادراک نماید اشتغال بکتب فارسیه و هندیه که علم شعر و معقول و هر چه
ضرور نیه پیدا کرده اند و احفظ تاریخهای ما جریات ملوک و مشاجرات
اصحاب همه ضلالت در ضلالت است و اگر رسم زمانه مقتضی اشتغال بآن
گردد این قدر خود ضرور ست که این علم و نیاندوزان از آن متنفر باشد
و استغفار و ندامت کند و ما را لابد ست که بحرمین محترمین رویم و روے
خود را بر آن آستانهاے مالیم سعادت ما این ست و شقاوت ما در
اعراض ازین **وصیتا** در حدیث شریف آمده ست مَنْ
اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَلْیُقْرِئْهُ مِنِّیَ السَّلَامَ
این فقیر آرزوی تمام دارد اگر ایام حضرت روح الله را دریابد اول
کسیکه تبلیغ سلام کند من باشم و اگر من آن را نه دریافتم هر کسیکه از
اولاد یا اتباع این فقیر زمان بهجت نشان آن حضرت علی نبینا
و علیه السلام دریابد حرص تمام کند در تبلیغ سلام تا کتبه آخره از
کتابت محمد تقی ما با شم ۵

والسلام علی من اتبع الهدی

فہرست بعض کتب

کل کتب موجودہ کی فہرست جسمیں قیمت بھی مرقوم ہے بارسال ٹکٹ قیمتی ۱۰ر خط پیڈ مین روانہ کرکے جسکا دل چاہے طلب فرمائے

موجودہ دکان تاجران ناچیز فقیر اللہ وعبد القادر وعبد العزیز واقع شہر لاہور بازار کشمیری

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
تفسیر محمدی کامل بالتفاسیر	صحیح بخاری محشی	موضوعات کبیر ملا علی قاری	رسالہ جمعہ سیوطی معہ ترجمہ اردو
تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول	صحیح بخاری معہ شرح قسطلانی	موضوعات صغیر علیحدہ	فرائض مصطفوی
تفسیر فتح البیان	صحیح مسلم جدید معہ شرح نووی	جزء القراۃ امام بخاری	ہر دو رسالہ ضروری معہ دعائے حزب
تفسیر معالم	ابوداؤد محشی	معہ ترجمہ	فتوح الغیب معہ شرح فارسی
تفسیر محی الدین عربی	ترمذی محشی	رسالہ رفع الیدین امام	منہاج العابدین فارسی
تفسیر حسینی فارسی	ابن ماجہ محشی	بخاری مترجم	کیمیائے سعادۃ فارسی
ایضاً اردو در دو جلد	صحیح نسائی نظامی معہ شرح	تعقبات جلال الدین	نسب نامہ کملان معہ بیان ہر فرقہ
تفسیر عزیزی فارسی ہر سہ پارہ	موطا امام مالک	سیوطی علی ابن الجوزی	وہابی خانوادہ
تفسیر نقرہ کار فارسی	مصفی ومسوی ہر دو	بستان المحدثین	تحفۃ الاحرار محشی
فوز الکبیر فارسی معہ	شرح موطا مالک	عجالہ نافعہ اصول حدیث	سبحۃ الابرار
فتح الخبیر عربی از شاہ ولی اللہ	کشف المغطا ترجمہ اردو	رسائل خرشاہ عبد العزیز	مطلع الانوار محشی
بلاغ المبین فارسی از شاہ ولی اللہ	موطا مالک	رسائل تسعہ سیوطی	مخزن اسرار
عقد الجید معہ وصیت نامہ وغیرہ	ترمذی اردو	مسائل خمسہ	تحفہ رسولیہ
فتح المبین فی دسائس الطاغوت	مشارق الانوار ترجمہ اردو	حکم النبی بکون من لا یصلی	حدیقۃ الاولیا
القلدین اردو	مقدمہ فتح الباری	صواعق محرقہ فارسی	در المجالس
سفر السعادۃ فارسی	مشکوۃ شریف محشی	تنبیہ الغافلین فارسی	تحفۃ النصایح
ایضاً بکاغذ ڈمائی	صحیح چھاپہ	معہ رسالہ عمل بالحدیث	شرح تحفۃ النصایح
ایضاً کاغذ رسمی	عبد الحق شرح فارسی	تحفہ فقیر معہ ہدیہ فقیر ورغبت	صرف بہائی
سفر السعادۃ اردو	مشکوۃ شریف	حکایات الصالحین عربی	شرح صرف بہائی
سفر السعادۃ عربی چھاپہ مصر	سند امام اعظم معہ شرح	روضۃ الریاحین عربی	صرف میر محشی معہ حل
زاد المعاد کامل از ابن قیم	ملا علی قاری	صغیری شرح منیہ	شرح صرف میر نور محمد دقیق
شرح شمائل نبوی فارسی	فقہ اکبر مترجم معہ وصیت نامہ	قدوری عربی	درایہ شرح ہدایۃ النحو
مغازی النبی نظم فارسی	شرح فقہ اکبر ملا علی قاری	قدوری فارسی	تالیف شریفی طب
راہ سنت نظم	حقیقۃ الاسلام فارسی	کنز فارسی	تریاق اربعہ
دقائق الاخبار	نور الاسلام ترجمہ حقیقۃ الاسلام	مختصر وقایہ عربی کامل	خلاصۃ الحساب معہ شرح
لباب الاخبار نووی	اردو	تبصرۃ الجمعہ فی جمیع الائمہ	اردو کامل الحساب
انیس الواعظین	تذکرۃ الموتی والقبور	والازمنہ مترجم اردو	زمرد اخضر عربی
رفیق الواعظین	رسالہ الٹھ شریعت معہ	معہ مجموعہ خطب مترجم	زمرد اخضر اردو
صحیح بخاری معہ دو شرح	تحفۃ الاحباب	مجموعہ خطب تمام سال	
فارسی تا ۱۵ پارہ	موضوعات امام شوکانی	مجموعہ خطب مترجم	